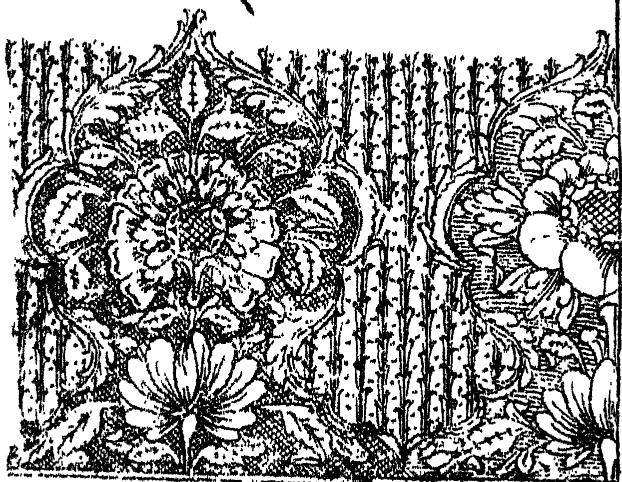
نظامی چشتی

... خلفا خان ...

... واقع حیدرآباد ... طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم



الٰہی وہاں نہیں وہم و گمان کا
خود غیب میں تھا غیب بھی الٰہی کا
بے جہت تھا وہیں سے تھے شش جہت
کرسی عرش تھا نہ قلم تھا نہ لوح تھی
قائم ... صفات بھی حرص ہوا تھی
تھا ... باد و آتش و آب ... تھا

پایا تھا کہ
تھا کب
تھا صرف
گم گشتہ

نبی خود تھا تو کہاں عبد ابتک تھی — تھا سرِ کتب پہ پیا سے ... ت

کن پہ تھی کہاں تھی بہار دہان — تھا تھا ... بین انجبان کا

اتو آدم ... اگر تھی ... — فردوس تھا نہ اوسکے نشان ازبان کا

عاشق پہ اک نگاہ ہو خواجہ معین دین

مطلق ہے اک گدا وہ تیرے آستان کا

۷

۱

... کی ثنا — ہو گئی ... رقم اوس حسین اکبر کی ثنا

... احمد میں ... رہا ہے خود ... — عارفو کیا ہو سکے ہم سے پیمبر کی ثنا

... خدا ... عثمان و عمر — ہے علی ... علی کیونکر ہو حیدر کی ثنا

... گیا — سورۂ والشمس ہے اوس بنت سرور کی ثنا

... — خوب ... علی شبیر و ...

ہے حبیب اللہ کا عاشق سدا

ہے یہی خواجہ معین الدین کا شناسا

احد نکلا عشق سے جو رخ تیکر محمد کا — بنا ہے [illegible]

ہیں جسم و جان احمد کے صفات و ذات ہیں خود — مقدس [illegible] ہو گیا

اسی خورشید کے ذرے ہیں آدم سے لیے سد تک — [illegible] رکھتا ہے [illegible]

خدا بندہ کو کہتا ہوں حقایق اور معارف سے — یہ ہوتا راز ہے القا سے

تصور گنج مخفی کا ہوا تو ہو گیا ظاہر — کہ یکیں میم کا حلقہ ہے میرا [illegible]

شب معراج کی حالت نہیں ظاہر کسی پر بھی — علی کے پاس تھا اس رات کو

منشا ولایت سے ملا احمد کا مجھکو بھید — ہے مطلق راز دار اک حضرت

صورت ہے سد الیٰسین و طہٰ کی — برا مصحف رخ ہے مجھے [illegible]

یہ بات سچ کہتے ہیں سب یہ مسافر کو
نہیں شہر کی بستی میں کہیں بھی گھر محمد کا

تلاش احمد کی ہے تمکو تو جاؤ لامکان کو تم
ہے غیب الغیب پر مطلق معلق در محمد کا

سیان سچ ہوتے ہیں پڑھا علم لدنی سب
الحجبۃ دل ہے یہ سر وقت محمد کا

خبر اپنی حقیقت کی بتایا ہے کو دی احمد نے
ہوا اس واسطے ہے نام پیغمبر محمد کا

یہ ظل ذات بیچون ہے جسے سایہ کیا کب سایہ
کہ ہوتا ہی نہیں ہمتا کبھی ہمسر محمد کا

[illegible] وہ احمد بے میم تھا دریائے وحدت
[illegible] گا [illegible] وعطا سے بھر محمد کا

اٹھا تھا جو دیکھا برنگت موجہ دریا
کہ جسم پاک تھا وہ آپ ہی پیکر

نفس ہے یہ جو انت کا الله ذات احمد میں
بنا اسم و مسمی سے عجب مظہر محمد کا

جیسے جبرئیل کہتے ہیں زبان کرتی ہے نظارہ
کلام بیچی وحی سنتا تھا دل ہر محمد کا

ہوا ہے تارک الدنیا جہان کی چھوڑ کر خدمت
سعین الدین کا عاشق وہ اسے ہی جا کر محمد کا

حضرت جبریل دین کیونکر شان محمود کا — عرش ا[illegible] کیسے سر پر ہی مکان محمود کا

ایک اسی مخلوق کے قالب مین خلقت کا جسم — میم کی [illegible] کا اقتضا ہو جہان محمود کا

دایرہ قوسین کا نکلا دہن میم سے — جیسے ہی [illegible] زمین و آسمان محمود کا

سر بیچون روح احمد ہوا ہی نا مرد — کرن ہی [illegible] جہان جان محمود کا

احد و ذات احد مین عشق کا اقتضا ہی — کشت [illegible] بیان محمود کا

چار عنصر ہی حقیقت محمد کی عیان — شکل انسان مین [illegible] محمود کا

ذات بیچون کی صفت ہی خاص احمد کی زبان — قل ہو اللہ ہے یہی کلام [illegible] محمود کا

من رانی سے پڑھی ہی بات نے تفسیر خود — مصاف [illegible] ہی چہرہ عیان محمود کا

نقشبندی سہروردی قادری چشتی تمام — واسطہ رکھتے ہین اپنے درمیان محمود کا

حضرت آدم سے اتبک منزل مقصود پر — بس رہا ہی جا کے ہر اک کاروان محمود کا

سن انہی ہر اک نازان ہی پر اپنے اصول — جانتا ہی ہر کوی رتبہ کہان محمود کا

ذات سے اللہ کی ملتا ہی اوس کا سلسلہ
ہی پید آدم سے والا دو ماں محمود کا

اس کے نورانی نسب کی تمکو گر دریافت ہی
پوچہنے ہا مجہسے کہ ہو نمیں ہو فرداں محمود کا

ہی جو مجکو فخر حاصل اوسپہ یہ برہان ہی
ہون میں اک درویش عالی خاندان محمود کا

پیاں ساقی جام ہم کیا بکتی ہی کہنہ شراب
پی سکے دیکھو جرعہ جام دکان محمود کا

۱۰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ہے تو
عاشق اب ہرگز نکر ترک آستان محمود کا ۱۱

معلی سب سے ہی درجہ معین الدین چشتی کا
بیان کیا کیجیے رتبہ معین الدین چشتی کا

دکھائی دیتی ہی مجکو جو اونمیں شان مولا کی
بنا ہوں دل سے میں بندہ معین الدین چشتی کا

چلو اجمیر کو یارو شتابی شیر و البطحا
ہمارے حق میں ہی روضہ معین الدین چشتی کا

اگر ہوتا میں ظل اللہ نہ ایسا مرتبہ پاتا
جو ہی سر پر مرے سایہ معین الدین چشتی کا

ہمارا دوسرا کا دہوند ہیں ہم کب آزاد
ہمیں کافی ہی اب تکیہ معین الدین چشت

جو پایہ چرخ نے پایا ہو گیا بدسے ہمپایہ
ہی وہ مطلق اوج پر پایہ معین الدین چشتی کا

غنی ہین اسقدر اب ہم جو کچھ چاہو سو ہمسے لو
ہی اپنے پاس سرمایہ معین الدین چشتی کا

عقیدت جسکو ہو دل سے چلا آوے وہ خلوت مین
کھلا رہتا ہی دروازہ معین الدین چشتی کا

کسیکو رویت حقکی اگر ہی آرزو دل مین
وہ دیکھے مصحف چہرہ معین الدین چشتی کا

ہر اک راز اونکا سربستہ ہر اک پر کسطرح وا ہو
ہمین ہی سہل کچھ عقدہ معین الدین چشتی کا

6

عبادت اور نماز اپنی یہی ہی عاشق اب تجکو
تصور ہی جو ہر لحظہ معین الدین چشتی کا

11

مرا دل ہی جو بتخانہ معین الدین چشتی کا
مین ہون سرشار مستانہ معین الدین چشتی کا

نکل کر عقل خودسر سے اب تی تیغ یا مین
ہوا ہون مین جو دیوانہ معین الدین چشتی کا

صنم کی صورت آتی ہی نظر سب مین جو اپنی
بنی ہر آنکھ بتخانہ معین الدین چشتی کا

مین شمع جان پر اونکی دل جلاتا ہون محبت مین
جو کہلاتا ہون پروانہ معین الدین چشتی کا

لکھا ہے عرش پہ کعبے کو اوس حق نے باشد
بنے ہے عرش کا شانہ معین الدین چشتی کا

کہ جس میں اولیا سارے ہوئے سب محو مستغرق
ہے کیا دربار شاہانہ معین الدین چشتی کا

رگ جان سے قلم بنا کر لکھا خون کی سیاہی سے
ہے سینے پہ یہ افسانہ معین الدین چشتی کا

ملک شاہ و ملک حجاب بنے وہی سے خود
بنا کیا خوب جانانہ معین الدین چشتی کا

جو عشق الٰہی میں مکان اپنی جا نہ پا سکے
ہے آباد ویرانہ معین الدین چشتی کا

جو اس کے آگے سر رکھ کر جہاں میں وا
اوسے ہے در کا ہی شاہ معین الدین چشتی کا

کہو شاہ جہاں کو رشک کیونکر سر پہ عاشق کے
جو ہی تاج گدایانہ معین الدین چشتی کا

۱۷ ے

جہاں میں آ کے کھیل سیلانی ہے اجمیر کا
دیکھتے رہے لاین تماشا خواجہ اجمیر کا

گنبد سر میں ہمارے ہے بسنے وہ جاوے گا
ہے کا حلقہ ہی حجرہ خواجہ اجمیر کا

ہی سخن سے جلوہ ہے اوسکا کہ
وحی میں ہی راز اخفا خواجہ اجمیر کا

جسم و جان مین تو معین الدین کے ہو کر سمجھ ہم — کون ہی اسم و مسمیٰ خواجہ اجمیر کا

آئینہ مین عبدیت کے کر نظر صاحب کا نام — چہرہ مولیٰ کا ہی چہرہ خواجہ اجمیر کا

اوسکی ہستی ہی حقیقت سے محمد کی عیان — کب چھپا ہی ہمسیہ تیہ خواجہ اجمیر کا

وجد نے اوسکے جہانکو کر دیا ہی نامور — ہی بڑا سب کو وسیلا خواجہ اجمیر کا

ہند کا کعبہ بنی ہی جب سے اوسکی بارگاہ — ہی مدینہ اپنا روضہ خواجہ اجمیر کا

عشق کے خیادا نے سبی پہنایا ہی آپ — جسم اللہ کا ہی جامہ خواجہ اجمیر کا

ظل سبحانی سے بڑھکر فقر مین عظمت جسے — ہی ہمارے سر پہ سایہ خواجہ اجمیر کا

خاندان چشت کی جو گرم بازاری ہے اب — خوش خریدی کا ہی سودا خواجہ اجمیر کا

ڈوبتے ہین اوس مین سارے آشنا معرفت — موج زن ایسا ہی دریا خواجہ اجمیر کا

ہی پرے عرش بریں سے خود معلق اوسکا قصر — لا مکان ہی آج تکیہ خواجہ اجمیر کا

اوسکے نظارے کے آگے ہوئیگا کسکو فروغ — مہر سا سب جا ہے جلوہ خواجہ اجمیر کا

خرق عادت اوس کی جاری ہی ابتک خلق مین — روز ہی اعجاز تازہ خواجہ اجمیر کا
تابع فرمان ہین اوس کے اولیا خاص و عام — سب پہ ہی اب حکم بالا خواجہ اجمیر کا

٨ — بیٹھ تو اینکر ہوا ہی تارک الدنیا جو آپ
کیون نہ عاشق ہو کے یارا خواجہ اجمیر کا — ١١

جس جا پہ لامکان تھا مکین خود عیان نہ تھا — دیوار و در کا سطح عدم پر نشان نہ تھا
آئینگے ہم عدم سے یہان یہ گمان نہ تھا — ہستی کا کچھ خیال کسیکو وہان نہ تھا
خود باغبان گلشن بیچون تھا بے پتا — گل تھا نہ عندلیب تھی یہان گلستان نہ تھا
پائی عدم مین یار کے لایق نہ اور چیز — اس عشق کے سوا کوئی اور ارمغان نہ تھا
لاکھون مسافران عدم کوچ کر گئے — اون کیلئے قیام سرا جاودان نہ تھا
نکلا حباب بحر تو آسمان بنا — سطح زمین پہ پہلے کوئی سایبان نہ تھا
معبود و عبد کا ہی حقیقت مین اک وجود — پایا جو خود کو غیر کوئی درمیان نہ تھا

بیت الحرم میں جا رہا شیخ کس لیے
کعبہ ہی خاص طالب حق کا مکان تھا

خود لامکاں میں گونجتی تھی صوت ذات کی
جسدم زبان نی یہ یہ شور و فغان تھا

ہنستا تھا ہم پہ یار تو روتے تھے اوس پہ ہم
تھے دونو کام خوب کئی رائگان تھا

۹

عاشق کو عشق بس ہی ترا اب ہے عین میں
ڈھونڈا جو اوس نے تجھہ سا بزرگ زمان تھا

۱۱

مے ہے الست کی یہ خم دل بھرا ہوا
قالوا بلیٰ کا جام جو منہ سے لگا ہوا

جنت کا اشتیاق نہ دوزخ کا خوف ہے
عاشق کو ہی مقام کہاں جب فنا ہوا

یوں مضطرب جو دل ہی یہ کس کا درد ہے
کرتا نہیں علاج مسیحا کو کیا ہوا

کس کی مجال ہے جو یہ سرنوشت عشق
ہی یہ طلسم یار شکستہ لکھا ہوا

ہی لامکاں جو دا تو مقام اوس کا ہی کہاں
کس کے لیے یہ کعبۂ دل ہی بنا ہوا

سر دم میں آئی ہی جو ہوا اللہ کی ہوا
سینے میں باغ دل کا ہی غنچہ کھلا ہوا

جو سنتے تھے پرچہ کے دیکھین جو ہم تجلیان
سے تھے کوہ طور سا جگر اپنا جلا ہوا

پہچانا اپنے نفس کو جن نے کھلا یہ بھید
صورت مین بشر کی خدا ہے چھپا ہوا

سارے طبیب بھول گئے اپنی حکمتین
کیسا یہ درد عشق ہے جو لا دوا ہوا

اوٹھے ہے جو سانس نکلتی ہے دل سے آہ
ہے عاشقون پہ راز یہ مخفی کھلا ہوا

١٠ | برتر ہے رتبہ اوس کا شہنشاہ دہر سے
خواجہ معین دین کا جو عاشق گدا ہوا | ١٣

عشق کا باغ جہان مین جب شجر پیدا ہوا
نور احمد کا نیا اوس سے ثمر پیدا ہوا

آئینہ وحدت کا آیا ہاتھ مین جب یار کے
دیکھنے کو اپنے مانند بشر پیدا ہوا

رات دن خندہ منگزا ہمین جو دل مصروف ہے
کب ہے فرصت اوسکو جب یار کی گھر پیدا ہوا

چشم بینائی نور ذات موسی کو نہ تھی
جب بینا نور اوسکو [illegible] البصر پیدا ہوا

دیر مین پہنچا جو فرہاد و سنگ اصنم
جا بجا شہرہ ترا [illegible] عشق جوہر پیدا ہوا

ایصنم ملتے ہی تیرے قتل صید لبا لگا
عشق میں تیرے یہ تازہ دستور پیدا ہوا

وصل میں رب ہے نہ بندہ یہ مقام غور ہے
عاشقو دیکھو کہ یہ راز دگر پیدا ہوا

یار کا نور تجلی ہے جو دل میں جلوہ گر
اس لئے اے عاشقو سوز جگر پیدا ہوا

دل کے بوتہ میں رکھی ہے جو اکسیر عشق
کیمیا کا ذات میں میری اثر پیدا ہوا

ابر نیساں بنگیا عشق صمد میں یار جب
چشم گریاں میں مرے ہے لولو تر پیدا ہوا

لامکاں ہے جو قدیمی گھر وہاں جاینگے ہم
صرف دن ہی یہاں اپنا مقر پیدا ہوا

مجرم الفت ہوا ملک عدم میں یار جب
یہ سزا میں اوس کے ہستی کا سقر پیدا ہوا

۱۱

کیوں نہ اے عاشق تو پہنچے منزل مقصود کو
جب معین الدین سا تیرا رہبر پیدا ہوا

۹

وہ یار جبکہ قالب انسان میں آگیا
پوشیدہ جو کہ تھا وہ سب امکان میں آگیا

مجکو ہوا جو عشق تو اوس جرم کے سبب
ملک عدم سے ہستی کے زندان میں آگیا

دیکھا جو ہم نے قدرت کی آنکھ سے — جسم و دیار دیدۂ حیران میں آگیا

نیرنگیٔ چمن پہ ہو ہزار عندلیب — سنبل کا جو ہی رنگ وہ ریحان میں آگیا

اے برہمن تو شیخ بنا کیوں یہ کیا ہے بھید — ہندو میں کون تھا جو مسلمان میں آگیا

نیسان میں تھا ہی جو صدف سے کیا ظہور — قطرہ جو یم میں تھا در غلطان میں آگیا

بیمار ہی تھا آپ مسیحا بھی آپ تھا — اچھا ہوا جو صحت درمان میں آگیا

اے یار تجھ میں پایا نہ ہم اگر میں کہ تو — ہو کر فقیر درگہ سلطان میں آگیا

١٢ عاشق ہوا جو آپ کا ہے آسمعین دین
آزاد بیت کے مشرب رندان میں آگیا ١١

منانہ دل میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا — یار پہلو میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مستعد یار کھڑا تھا مجھے معلوم نہ تھا — ان کا کل عقدہ کھلا تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار کو عشق ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا — اپنا یوں نشو و نما تھا مجھے معلوم نہ تھا

ذات میں رب احد کی جو تھا احمد کا وجود
نکتہ وحدت کا بڑا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

ہو کے انسان کی ہستی میں فنا دیکھ لیا
یار خود جلوہ نما تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

خود تقدیر میں معدوم ہے اپنی ہستی
یار نے یوں ہی لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دام میں عشق کے پھنس کے مرا دل ہے رہا
نقش تن میں رہا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

صورت یار کا جو نور زلف آتا ہے
آئینہ خود وہ بنا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

میں تماشہ کو جہان کے جو عدم سے کھینچا
پیشوا ایک قضا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

دشت میں بھی کے عوض تھا [illegible]
ہاتھ پر رنگ حنا تھا سب مجھے معلوم نہ تھا

۱۳ حضرت خواجہ چشتی معین الدین خود [illegible] ۱۱
دل میں عاشق کے بسا تھا مجھے معلوم نہ تھا

سینہ ہی باب علم شہ بوتراب کا
عنوان دل نقش ہے الست کا

موسیٰ بھی بیقرار تھا جب طور جل گیا
چمکا جو نور احمد وحدت مآب کا

جو ہیں نہاں تجھ پہ عیاں تیرے ہیں — خاطر ہے خاص کچھ نہیں پردہ حجاب کا
اعمال اپنے ہونگے ہمہ وے بار سب — اندیشہ ہم کو کچھ نہیں یوم الحساب کا
جیسا کہ ہم نے تجھ پہ دیا حدیث سچ زن ہوا — قائم ہوا ہے سر اوسیکے حباب کا
پہلو میں اپنے رہتا ہے پیارا اپنا دوست — دل کو خیال ہے نہیں آرام خواب کا
کانوں میں اپنے گونجتی ہے ذکر تیرا بیخودی — کرتا ہے مست نغمہ جو چنگ رباب کا
لخت جگر جو کھاتے ہیں پیتے ہیں خون دل — ہے ذائقہ اوسمیں شراب و کباب کا
ہے منکر و نکیر کی صورت جو یار کی — ہے خاتمہ بخیر سوال و جواب کا
ہوگا فنا یہ کالبد خاکی اپنا جب — کس پر کھلیگا حال ثواب و عذاب کا

۱۴	خواجہ معین دین کا جو عاشق فقیر ہے ا ر ... آفتا. کا	۱۳

طاق ا

اس سے بہتر نہیں دنیا میں حیات کچھ اور
عشق میں یار کے جی کا لگانا اچھا

ہمنشیں ہے نہیں تیرا مجکو بتا بھید اپنا
یار سے اپنے نہیں راز چھپانا اچھا

اے صنم شرک ہی اپنے کو سمجھنا بندہ
ذات میں حق کی ہی اپنے کو مٹانا اچھا

نہ رو یار ہی ہے تا دیکھے سے کوئی پہچان
تو کہیں نقش دو تا کا سجانا اچھا

بادۂ عشق سے کچھ مجھ میں نہیں ہوش و حواس
ساقیا مجکو نہیں ہوش کا آنا اچھا

نفس دل کی جو گفتار ہی کانوں کو پسند
نغمہ توحید کا ہی اونکو سنانا اچھا

دیدۂ یار میں خود مردک اپنی ہی عیاں
آنکھ کا ہمکو نہیں سب سے لڑانا اچھا

چھوڑ کر خلق جو بیاد ہوے ہیں ہمکو
لامکاں بیچ نہیں اپنے رہانا اچھا

بیخودی ہوتی ہی گانے سے جو مجکو ناصح
کیوں نہ سمجھوں میں گانے بجانا اچھا

مجکو منظور ہی سر جاوے ہی تسلیم رضا
حق میں سر تیرا یار ستانا اچھا

... سب تجھے تیرا کیا دیکھانا اچھا

۱۵	حضرت خواجہ چشتی کا نغمہ ہے ہمسر عاشق زار کو اونکا ہی کہنا اچھا	۱۹

کیا کہوں شاہ عرش العلی کیونکر ہوا
سوچئے کچھ تو ذرا بندہ خدا کیونکر ہوا

بس یاد کر تو شان وحدت جانکر
کلمۂ طیب میں اصل لفظ لا کیونکر ہوا

جسکو سب کہتے ہیں یکتا ہے وہ اک ترجمان
ایسا عارف عبد تجھسا کیونکر ہوا

صورت مسجود مطلق میں ہوا خود ہی عیان
احمد بے میم احد پھر جدا کیونکر ہوا

یہ مطلق نا وبالی ہے جو کہتے ہیں سبھی
پھر عدم میں وہ ہمارا آشنا کیونکر ہوا

عاشق معشوق کی صورت نظر آتی ہے اک
اپنا آپ ہی وہ صنم پھر مبتلا کیونکر ہوا

نقش پا ہو کا جو نکلا ہو گیا سب رنگ دور
اس کے منہ پر ایسا مستقلا کیونکر ہوا

صورت دلبر کی کدھر سے آ رہی ہے کچھ تو کہہ
زبان جان یار دلقا کیونکر ہوا

عشق کے بندہ کا

سنگ اسود کی پرستش کو چلا ہے شیخ بھی
کافرو کعبہ میں پیدا اب تلک کیونکر ہوا

چشم ہوئی ہیں اگر پیاسی دیدار ہی
جلکے کوہ طور اسکا طور تیا کیونکر ہوا

ربط مطلق گر ترا حق ہی تو کہدے مجھے شیخ
سنبہ بان ہی کے لب جاری لبن بنا کیونکر ہوا

آپ کہتے ہیں کہ واحد کل شی پر ہے محیط
ہمکو سمجھا دو کہ بھلا اک جا بجا کیونکر ہوا

لامکان میں حق کو ڈھونڈھا تو بتایا کچھ نشان
خانۂ دل میں وہ پھر پیدا ہو نشان کیونکر ہوا

ہے صمد ہی یا ہیں تینوں میں تو کیا ہی کہہ
ایک ہے دو اور دو ہے تیسرا کیونکر ہوا

ایک عالم تار پر ساری خدائی کا ہے کھیل
ایسے تماشا میں طلب ہر شعبدا کیونکر ہوا

خواب غفلت سے جو چونکا تو عدم آیا نظر
مجکو حیرت ہے کہ یہاں سیر ابھا کیونکر ہوا

بحر میں قطرہ گرا جب تو ہی دریا بنگیا
ملگیا پانی سے پانی وہ فنا کیونکر ہوا

حضرت خواجہ معین الدین سے پوچھو واصلو
عاشق صادق تمہارا بینوا کیونکر ہوا

١٩ / ١١

خواب سے جو دفعتاً یار مرا چونک اٹھا / کیسی تھی آواز کن فیکون سے ہوا

عشق کی بھڑکی جو آگ تو نکلے شعلہ سے صاف / جبکہ جلا لامکان آپ یہاں آگیا

قصۂ میثاق سب ہے کہا یار نے / یاد ہے روز الست اور وہ قالوا بلیٰ

تھی جو خوشی وصل کی ہجر کے صدمے سے / ہو گئی خلوت تو کیا جب نہ وہ اور میں رہا

من عرف ایجان جان تو نے پڑھا ہے اگر / دیکھ لے فی نفسہٖ اصل ہے ذات خدا

ھو کا ہے میدان ہے بس نہیں نظر جس جگہ / ظاہر و باطن تری یہ ہیں نے سنی ہے صدا

برہمن شیخ کو دیر و حرم سے ہے کام / بیٹھ رہو گا میں وہاں یار جہاں تو ملا

کہہ نہیں سکتا ہوں میں دل میں جو کچھ ہے مرے / سکتے کے آزار میں یار ہوں میں مبتلا

بیخود و سرمست ہم کیوں نہ رہیں ساقیا / عشق کا جام شراب ہنستا ہے منہ سے لگا

شہر خموشاں کو ہم دیکھ کے تھے ہوئے خموش / کیونکہ ہے کنج لحد اپنا ٹھکانا سدا

خواجہ چشتی ترا کیوں نہ ہو عاشق جہاں

۲۳	شاہ و گدا کا ہی تو خلق مین مشکلات	۱۷

خدا کو تو چاہے اگر دیکھ لینا
وہین جھک کے ہر گز نہ [illegible] دیکھ لینا

عیان تجھ پہ ہو کس طرح بیچون
ہی اوس کی غا [illegible] دیکھ لینا

ہین تجلین تو جب مزار اس جہان مین
ہی کس رخ مین شکل بشر دیکھ لینا

ہی آئینہ تو مین عکس عالم
نظر کر کے قدر قمر دیکھ لینا

طلب مین عرف کی اگر تجھکو ہووے
مرادم مین کسب ہنر دیکھ لینا

مرا سینہ ہی خاص وادی ایمن
تجلی طور جب گر دیکھ لینا

انا الحق جو کہتا ہون منصور ہون مین
مرا سر ہے ہو دار پر دیکھ لینا

پرے عرش کے جب گذر ہو تمہارا
مرا لامکان ہی جہے گھر دیکھ لینا

صنم تکد [illegible] ہوا ہون حرم مین
ہے جلوا مرا اور بدر دیکھ لینا

مرے لوح [illegible] ذرہ ہی یا ہو
وہ ہی مثل لاتش حجر دیکھ لینا

مرے مصحف رخ پہ خط ہیں جو پیدا
ہیں قرآن کے زیر و زبر دیکھ لینا

نکلتا ہے ذہن ہیں کہ کس طرح سے
سخن کا مرے کر و فر دیکھ لینا

دکھاتا ہوں خلوت تجھے انجمن میں
وطن میں تو کر کے سفر دیکھ لینا

ہے ساری خدائی میں مخلوق ایکہی
مری رمز کو سوچکر دیکھ لینا

نکلتی ہے یہ کسکی آواز سے
ذرا دل سے اپنے خبر دیکھ لینا

تبدل تعین ہیں دریا وہی ہیں یہ
ہے اپنے میں خود خیر و شر دیکھ لینا

ہے دریا میں قطرہ تو قطرہ میں دریا
ہے یم دُر میں یم میں گہر دیکھ لینا

ترے تخم سے سب جو تخمین ہیں پیدا
تو اپنے کو اولٹا شجر دیکھ لینا

جو سمجھے ہیں تردامنی عین رحمت
تو عاشق ہیں بیخطر دیکھ لینا

ٹپکتا ہے آنکھوں سے خون اشک بنکر
مرے درد دل کا اثر دیکھ لینا

فنا کرتے ہیں تجکو ہم اسطرح سے
تعین او سمیں مطلق نظر دیکھ لینا

نظر کر تعین کے باہر ہی جنت	معین کے اندر سقر دیکھ لینا

۱۸ مین ہون عاشق صادق خواجہ چشت
مری ہر نفس چشم تر دیکھہ لینا ۱۱

ہی کعبے بیتونکو رشک مصر دلکے معبد کا	جو مین ہر ایکدم کرتا ہون پوجا تل احمد کا
احد تم جسکو کہتے ہو وہی احمد بے میم	سمجھہ لو پیر کامل سے ہی کیا رتبہ محمد کا
ملی ہی نعمت اوہی جہان مین خاص ہیچونکی	ہوا ہی سنا تعجب پر سراسر راز سرمد کا
عدم سے تم جو نکلے ہو تمہاری شکل کیا تھی وہان	یہان کیون آ کے تیے سبب کیا اپنی اند کا
حباب بحر وحدت خود دکھڑا ہی آسمان بکر	تماشا دیکھتا ہون مین عجب زرین گنبد کا
حقیقت دانہ گندم کی کیونکر ہو بیان پیر سے	تھان ہی ماجرا سارا ہمارے جد امجد کا
فقیر اور زاہد نادان عبث تکرار کرتے ہین	عدم مین کیا نشان ہی جنت و دوزخ کی سرحد کا
فسانہ عشق بیچونکا نظر کرکے جو روتا ہون	مین نغمہ سنتا ہون بلبل روح مقید کا

جسکی صورت کچھ نہین ہوتی ہے حقیقت | ہے معشوق آپ تیرا اور ہم ہین ترے اور پاک
بھلا کسکو سنا و تمکین معنی ہو حیات کے | نہین کھولا کسی پر عقدہ میرے دل کے

۱۹

بناؤ بندگی کا کعبہ تو اے خواجہ معین الدین
صلوات وہی عاشق تمہارا ہے خاص قید کا

۱۱

اے ناتھ مطلق ہے سب ظہور تیرا | دریائے کنت کنزا ہے ہی عبور تیرا
واللیل و الضحی کی کیا شان ہو کہا اے قسمین | شمس و قمر کے رخ سے پیدا ہے نور تیرا
نزدیک ہے بہت تو شہ رگ سے اپنی ہر دم | ہان نحن اقرب کا مطلب ہے دور تیرا
نعمت انا کی مطلق ہاتھ آگئی ہے اپنے | سر مین سما گیا ہے پیارے غرور تیرا
خلوت ہے تیری ہم سے ہمکو نہین رسائی | دن رات اپنے آگے ہے ہی خود حضور تیرا
آنکھین عاشقوں کی مازاغ کا ہے سرمہ | موسی ہی کے لیے ہے یان کوہ طور تیرا
جنت کا باغ اپنے زیر قدم ہے آجا | ہے ٹھوکرون مین جسکے غلمان و حور تیرا

عشاق سو رہین ہو جو تجہہ مین فانی
اولٹے نگر مین تیرے سیدہا عمل نہین ہے
ہر دم گنہہ پر اپنے نازان جو ہو رہے ہین

کس کام کا ہی اون روز نشور تیرا
ہوگا یہ راج چوپٹ اکدن ضرور تیرا
بیش نظر ہی اپنے نام اسے غفور تیرا

۲۰

عاشق معززین کا ہے سری کی پیکر
رکھتا ہی سر مین اپنے کیف سرور تیرا

۱۹

قصر تن مین مر موجود ہے پایہ تیرا
کر کے بند آنکھ جو مین صفو و صد ستان ہو
کھوج مین تیرے ہوا گم تو ہوا یہ ظاہر
آئینہ خانہ دنیا مین نہین غیر کوئی
گنج مخفی مین چہپا کر جو رکھا تھا مجکو
دوسرا کون ہی اک تیرے سوا عالم مین

گہر کی کرسی ہی مری عرش معلی تیرا
محو کرتا ہی مجھے وصل کا نغمہ تیرا
خانہ دل مین مر خاص ہی حجرہ تیرا
شش جہت سے ہی فقط عکس ہویدا تیرا
یاد آتا ہی وہ اب تک زمانہ تیرا
تو ہی مولا ہے خداوند تو ہی ہی بندہ تیرا

تیری ہستی سے جدا کب ہے مرا نشو و نما — ہر نفس ذات کو میری ہے سہارا تیرا

دام مین حرص و ہوا کے جو پھنسا تو آکر — یکبیک ہو گیا خود تجکو ہی دھوکا تیرا

تو جو آیا ہے یہان شکل بنا کر میری — ایسا آتا ہی کسے روپ بدلنا تیرا

جان ہے جسم ہی تو جھوٹ کہون مین کیونکر — میرے قالب سے نمایان ہے سراپا تیرا

پھوڑ دو آنکھ دوئی کی جو کرے کچھ دعوی — چشم سے اپنی تو کرتا ہی نظارا تیرا

جب سے بند ہی آنکھ مری صاف نظر آیا تو — روزن دل ہی مرا صاف جھروکا تیرا

آنکھ موسی کو کہان تھی جو تجلّی دیکھے — مردمک مین مری ہر وقت ہے جلوہ تیرا

کن کا ہمراز جو ہون ہان مین وہی ہمدم ہون — مجھسے مطلق نہین اک بھید بھی اخفا تیرا

سخن اقرب کے بیان کریگا کسکو ہی دماغ — ہان یہ دشوار سراسر ہی معما تیرا

تو جہان مین نظر آتا ہی جہان ہے تجھ مین — بنگیا ہی یہ عجب تو ہی تماشا تیرا

مین ہون گمنام نشان کب ہے مرا خلقت مین — اسم سے میرے ہی موجود مسمّی تیرا

یا ممیت میں فنا ہو کے جو تیرے دیکھا	حیّ مطلق تو ابن نام ہے زندہ تیرا

۲۱ خواجہ چشت کا مشہور ہے جو دیوانہ
سو ہے وہ اس عہد میں اک عاشق شیدا تیرا ۱۳

ملیگا وصل مطلق میں کہاں نام و نشان اپنا
فنا ہی جسم میں باقی ہی سر فنا کی جان جان اپنا

وجود رب میں آجی ہم ہی ایمان ہمارا ہے
جو سمجھیں غیر خالق میں بتا پھر کہاں ایمان اپنا

جو ہر دم ہم کلامی آپ ہے اپنے کو ہی ہر دم
کہیں ہم راز یہ کیونکر کرنی بند اب زبان اپنا

محمد میں فنا ہیں ہم جو ہمکو وحی آتی ہے
سخن کرتا ہی خود اپنے سے یا ہر بیزبان اپنا

ہی ذات اللہ کی مخفی یہ کہنا کفر ہی ہمکو
ہوا ظاہر کے مطلب سے خدا کب ہی نہان اپنا

خودی اپنی فنا کر کے خدا سے مل گئے ہیں ہم
ملینگے تو سے کہتے تھے غلط تھا یہ گمان اپنا

خدا ہی ہم سے پیدا ہی عیان ہے ہم سے سب عالم
بنے بے رنگ زمانہ ہم ہر سب رنگ جہان اپنا

ہوا ہی جذبہ مطلق جو غل ہا ہو کا کرتے ہیں
الوہیت تلک پہنچا ہی شور و فغان اپنا

تمنا قصر جنت کی نکر ہے زاہد نادان | عجائب کو تپہ پیران کہان ہے وہان یکان اپنا
بنا ہے جو لہو جسد میں سمایا آ کے نطفہ میں | ہوئی نو جسم کا چشمہ یہی خون روان اپنا
نہ کوئی کام دنیا میں نہ کوئی شغل عقبی میں | ہے مقصد اک لکا باقی کچھ نہیں باقی نشان اپنا
زلیخا بن کے چاہیں تو ملیگا کچھ سراغ اوسکا | فقط اک چاہ میں یوسف کی گیا ہے کاروان اپنا

۲۲ | معین الدین چشتی کا ہے شیدائی عاشق صادق | ۱
سبھی ہیں تیرے ہان وحشت تو خواجہ عاشق

صورت میں خدا کی جو حبیب نظر آیا | مخلوق میں ہے وہ خالق آ نظر آیا
جب قطرۂ نیسان میں سمندر نظر آیا | دریا کو سمیٹا ہوا گوہر نظر آیا
ہان لحمک لحمی کی حدیث نبوی سے | اک میم احمد سے تجھے احد نظر آیا
جب سرمہ مازاغ سے آنکھیں ہوئیں روشن | ہمشکل محمد ہی سے حیدر نظر آیا
ہیجان ہوا دل میں جو عشق کی آتش | خورشید سو سینے میں زرگر نظر آیا

زنار کو اسلام کی پہنا ہوا ایمان میں
اس شیخ کو مندر و برہمن میں نظر آیا

کاسی گئے ہندو تو مسلمان ہوئے پھر کعبہ
کیا اپنا صنم خانہ انہیں پھر نظر آیا

عشاق کو مطلب نہیں کچھ دیر و حرم سے
ہر اک کو تو اپنا ہی وہیں گھر نظر آیا

گرداب میں الفت کے جو ڈوبے ہیں عاشق
اس قعر میں رخسار ہی جھلکا نظر آیا

تفسیر کو قرآن کی اک نقطہ ہی بس تھا
کس عالم نادان کا یہ دفتر نظر آیا

نادان جو تر مصحف رخ کے ہیں تو مجھکو
اک سورۂ اخلاص ہی اب زیر نظر آیا

جب کشف ہوا مجھکو تو ناموس صنم کے
اک اسم ہی ہو کا مرے دلبر نظر آیا

بندہ کو نہ کس وجہ سے اللہ کہیں ہم
بیچون کا ہمیں خاص یہ مظہر نظر آیا

ظلمات کے ہم چشمہ پہ لیجا بلکیسے اب
اس عصر میں ہم کو نہ سکندر نظر آیا

او مطرب خوش صوت کو طنبور خاطر
کیا صوت علی میں ہی سراسر نظر آیا

پریوں نے دکھایا جو مجھے تخت طلسمات
ہاں سر پہ ہر اک دیکھ کے اندر نظر آیا

۲۲۷	اے خواجہ اجمیر ترا عاشق مطلق اسوقت کا آزاد و قلندر نظر آیا	۱۷

میں سنکر مست ہوں نغمہ کسیکا — سنہا نا دلکو ہی گانا کسیکا
مربی اس تار دم کو چہیڑ مطرب — ہے اوس میں نغمۂ ہو نا کسیکا
طلسم غیب ہے سرمیں ہمارے — سدا بجتا ہے طنبورہ کسیکا
صدا بصوت ہے جو اپنے دلکی — ہے اوسمیں شور اور غوغا کسیکا
محیط اک صوت ہے جو دو جہاں پر — یہ ہی اسرار در پردہ کسیکا
ستار اس جسم کا ہے تین کہوٹی — ہے اوس میں تار سر بستہ کسیکا
جو ہی مضراب دل سے چہیڑ جاں میں — بت ہے آگے سازندہ کسیکا
ہمیں بہاتا ہے یہ گانا بجانا — دل شیدا ہے آشفتہ کسیکا
غزل اس طرز کی ہم نے جو لکہی — سخن تہا دل میں رندانہ کسیکا

دوگانہ چھوڑ کر گاتا ہے سو تم ۔۔۔ ذرا تو مان لو کہنا کسیکا
عبادت ہے یہی سب چشتیونکی ۔۔۔ یہ حق ہے شیخ فرمودہ کسیکا
نماز روح مین ہی جمع خاطر ۔۔۔ نہین آتا ہے اندیشہ کسیکا
صدا اُن کی مزامیرون مین سنئے ۔۔۔ نہین آواز بیہودہ کسیکا
ذرا تم پیر کامل سے سمجھ لو ۔۔۔ ہے مخفی راگ مین نکتہ کسیکا
سنا ہے چشتیونکی بزم کا راگ ۔۔۔ ہوا بیہوش مستانہ کسیکا
جو رو رو کر ہوئے عشاق سرمست ۔۔۔ ہے اس نغمہ مین فسانہ کسیکا

۲۴ معین الدین چشتی کے سوا اب
نہین عاشق ہے دیوانہ کسیکا ۱۱

خاتمے پر کلام ہے اپنا ۔۔۔ کام ہی بس تمام ہے اپنا
لامکان جو مقام ہے اپنا ۔۔۔ وہی دار السلام ہے اپنا

کاروان عدم کے ہیں ہم لوگ
اس سرا میں قیام ہے اپنا

دے دو پیک اجل کو یہ مژدہ
کوچ اب صبح و شام ہے اپنا

کعبہ تا بیت ہمکو کیا مطلب
دل ہی بیت الحرام ہے اپنا

بتکدہ سے ہمیں نہیں انکار
وہ صنم جب کہ رام ہے اپنا

کب ... زمانہ سے
خاص لشکر کا نام ہے اپنا

خلوت یار میں سپہے آؤ
صرف ... اہتمام ہے اپنا

ہے وہی بندہ جو ...
آپ صدا ...

ساقیا چل گئے ... ہم سر
...

... جہ چشت سے
عاشق اب ...

دل پھر اوس بت کا ... ہوا ہے

تیر بیداد سے یوں کے آئے عدم آگر
خود میں سودا سر بازار ہوا خوب ہوا

وہ جو بیٹے چین تجکو آرام گمان تجکو
دل مرا تجھ سے ہی بیزار ہوا خوب ہوا

دل سے کے تنکو نہیں مرا اور دکر لیت
رشتہ تسبیح کا زنار ہوا خوب ہوا

بیزبان یار مرا آدھر مین چھپ کے
آپ ہی صاحب گفتار ہوا خوب ہوا

جبکہ تنہا سے [illegible] رہا
خود احد احمد مختار ہوا خوب ہوا

[illegible] سے دکھا تو میں سمجھا خود کو
دفعتاً آپ ہی بیدار [illegible] ہوا

[illegible] صنوبر کی کلی
[illegible] گلزار ہوا خوب ہوا

ت [illegible]
دل کا فرمان دیدار ہوا خوب ہوا

اپنا اللہ ہی مختار ہوا خوب ہوا

روبرو [illegible] ہوا خوب ہوا

خود سے کے خود دار پہ سردار ہوا خوب ہوا

تکلنے سوں تجلی تری بشیر کے ہم پہلو میں
سپ پنہ خود روز ری لیا رہا خوب ہوا

صورت جیا نشکی تو خود جو دیکھا تھا
گوش دل سامع اسرار رہا خوب ہوا

ہم سو باز رہین عشق ہم [illegible] کاشتہ
بار خود اپنا خریدار رہا خوب ہوا

دام الفت میں تجہ دل [illegible] رہتا
عشق خود اپنا تمگار رہا خوب ہوا

ست نکے یار مین ہم نقش بنا کر
پائمال اپنا تن زار رہا خوب ہوا

خود بخود چنگلی سینے [illegible] کا
دل مرا لالہ اذکار رہا خوب ہوا

۲۷

ہوا ہمدار مرا فیض معین الدین سے
[illegible] حیدر کرار رہا خوب ہوا

خود سے ہے احمد کبیر [illegible] ہوگیا
چھوڑ کر بیچونگی چون [illegible] ہوگیا

جب صفت کو ذاتکی تصدیق [illegible]
خود است اور آپ [illegible] لی میں ہوگیا

سیر حسن عشق کی ہم سین جو قلعہ [illegible]
دیکھنے کو اپنی صورت [illegible] بنگا

آپچھی وحی و فا النصر و یا بیت وہ خود — آپ ذات کی الست [illegible] اہیں بنگیا

چار عنصر مظہر اس اہیں میری آیات کے — آپ نقش صاف آپ سیم [illegible] مین بنگیا

رب جب میری ذات اور کی صفت — اس لئے خود بندہ اور آپ ہی خدا مین بنگیا

شش جہت کا آئینہ خانہ بنا جب آپ ہی — مصحف رخسار کو دیکھا اپنا مین بنگیا

اپنی ہی صنعی نے خوش طور اپنا دکھلایا مجھے — اپنی سج دھج ہی کا ابھی مبتلا مین بنگیا

کون خلوت مین تھا کہد و دوسرا میرے سوا — آپ عاشق اور اپنا دلربا مین بنگیا

آپ واجب سے جو ممکن ہو گیا ہون ناگہان — عشق کی بازی گری کا شعبدہ مین بنگیا

بیچو ذی بیچی ہے میری خود وخودی کے درمیان — خواب سے بیدار ہو کر خود نما مین بنگیا

آدم و حوا ہی گیا خود عیسی و موسی ہون آج — خدائی کا جو وجود یا صفا مین بنگیا

خلق سے ہی چند ہزار اصناف مین سری گل مین — عکس کی تبدیل سے بہروپیا مین بنگیا

خدا کی بندگی سمجھا جو خود — ال جہان کا بتکدہ مین بنگیا

نا مسلمان ہو گیا کلمہ پڑھا جب کفر کا
خود ہویت میں فنا ہو کے الا میں بن گیا

قطرۂ و موج و حباب و سلسلہ و گرداب بن
ڈوب کر دریا میں اپنا آشنا میں بن گیا

آپ کو پا کر سمجھ کر بوجھا جب اسم
لوٹ لیا یوں اپنے آپ تجھ سے اصل ما میں بن گیا

آپ کی نشو و نما کی اپنی سب دم جستجو
آپ ہی میں ہو کے تم خود ہی دریا میں بن گیا

کچھ بھی میرا نہ ہوا نام و نشان جسم و جان
تا رو ہم میں ہو تحقیق خود مسئلہ میں بن گیا

استوا ذات حق میں ہے جواب بالا سر
آپ ہی اس فرش میں عرش علا میں بن گیا

مٹ گیا جب من سے جسم اپنا خیال و وہم
جان جان میں ہو کے فانی خود بقا میں بن گیا

اے مسیحا جانب فنا میرے لئے
عشق کا ہو کر مریض اب لا دوا میں بن گیا

آپ ہوں لا موت سکو مرگ کا کب ہے خطر
زندہ رہنے کو ہمیشہ خود قضا میں بن گیا

حال اپنی معرفت کا کہہ نہیں سکتا ہوں کچھ
ابتدا جو کچھ تھا وہ خود انتہا میں بن گیا

تشنہ رو حیران ہو میں ہر اک نفس اس شمس
کون تھا کس طرح کا تھا اور کیا میں بن گیا

اس خرابات جہان مین پی پی و مستی بیخودی — صحبت رندان سے سیکھا عشق ہی رستا ہوا

۲۰	عاشق خواجہ معین الدین چشتی کیون کرکے دنیا ترک بھی پیشوا مین نکلیا	۲۷

شکل اللہ کے جسد مین محو تو ہو جائیگا — ہوکے ذات بحت آپہی عین ذات ہو جائیگا

بیزبان دل کا سخن سنتا ہیگا وہ بیدا — سنکے جو خاموش ہی بیٹھے گا گویا ہو جائیگا

کعبہ دل کا طواف اگر کریگا جو شوق سے — چار سو اوسکی نظر مین ایکسا ہو جائیگا

بیخودی کی بندگی مین گم کرے جو آپکو — پاک ہو کر وہ خودی سے واصل خدا ہو جائیگا

معرفت کا اسکے گر ہی عشق تو خلوت مین — جو چھپا دلمین خود وہ پیدا ہو جائیگا

ڈھونڈھتا پھرتا ہی جسکو ہی تیرے ہی تن مین — کر تلاش اپنی کو تب تجھ پہ ہویدا ہو جائیگا

ہی اگر وحدت مین پکا کہہ انا الحق بیخطر — شہرہ منصور کا تیرا کو بکو ہو جائیگا

سخن کی منزل پر آ جائیگا ای سالک جب — تب ترا اٹھرا دیا یا سینہ تک ہو جائیگا

ہاں ہیں انت تھرکے الف اللہ کے
کہدو شانہ پیچ پیچ جا سو ہو ہو ہو جائیگا

بادۂ وحدت سے ساغر انکا بھر جائے جب
ساقیا لبریز خود دل کا سبو ہو جائیگا

سر عرف کے سیکڑوں کا زاہد اگر ذوق و شوق
ایک قطرہ پیکے تو با آبرو ہو جائیگا

دیکھا دیگی چیز کیا تجھے جراح عشق
سیر سے زخم دلپے پھر تابی لہو ہو جائیگا

دل پہ اپنے جو ملت کے رفوگر سے ذرا
ہے جو تیرا چاک دل اوسکا رفو ہو جائیگا

صلح کل لے زاہد ناداں جو کر خو بھی
مونس و ہمدم ترا ہر اک عدو ہو جائیگا

گر کوئی ہے جو رسن لے عشق میں اے سخن
ہو گئے خواہان وصل کا پر آرزو ہو جائیگا

جو فنا کر لے صفات اپنی بقا سے ذات میں
خود وہ بے پیچگون کے ہو بہو ہو جائیگا

جلوہ گر پردہ کے باہر ہو جو وہ خورشید ان
شرم سے غائب ادب سے یدم نا روبرو ہو جائیگا

ہمدم انصفون نازک غور کر اے نکتہ سنج
منکشف تجھ پر ہمارا راز تکو ہو جائیگا

ہاں ہیں پیاسے ہم جو عشق لیں گر
صورت عاشق تو بھی زرد رو ہو جائیگا

۲۸ عاشق خواجہ معین الدین کا طالب بنکے دیکھ ۔ چشتیون مین ملکے تو درویش خود ہو جائیگا ۲۲

اگلے وحدتمین جو کثرت سے جدا ہو جائیگا ۔ عبدیت سے وہ نکلکر خود خدا ہو جائیگا

جو ہو الاول کو سمجھے پاکے والآخر کی مغز ۔ ہو کر اپنے مین فنا وہ خود بقا ہو جائیگا

باتمین خالق کی جو گم کریگا آپ کو ۔ روزن دلکی وہ خود مطلق صدا ہو جائیگا

توڑکر پرکار لا کی جو کرے نقطہ کو گم ۔ دایرہ کے قید سے وہ خود رہا ہو جائیگا

عکس تو کس شخص کا ہی صاف آئیگا نظر ۔ دیکھنے کو اپنے جب تو آئینہ ہو جائیگا

عین وحدتمین اگر جو بیٹھیگا مرد مکت ۔ خود وہ رب بنکر عرب کا رہنما ہو جائیگا

ماسوا اللہ کون سے عالم مین ہی تو اسکو ڈھونڈھ ۔ ہی جو مخفی خلق مین وہ برملا ہو جائیگا

معنی نحن و شیکے کو اب تیری سمجھ گر شہ لباس ۔ غور کر زاہد یہ عقدہ تجھپہ وا ہو جائیگا

ہی کمالات و صفات ذات کا اللہ نام ۔ یا مسمی کو کہ وہ قسم کا ہو جائیگا

جو بدل کرے خود کو ذات سے معشوق کی سمجھ یہ کر اپنا وہ آپ ہی پیتا ہو جائیگا

آپ باقی رہیگی ویسے اپنا سراغ ایسا نہ کر جو تلاش اپنی کرے وہ بے پتا ہو جائیگا

چھوڑ کر جسمی عبادت جو پڑھے روحی نماز بندگی میں اپنی وہ ہو دیسے رہا ہو جائیگا

وصل ذات بحت کی ستی میں جو پی شراب بیکدہ کا عشق کے وہ پارسا ہو جائیگا

جان اپنی گزر کر جان جانان کے عشق میں اپنے تن بدن ہی دیکھے گم جو کر کے کیا ہو جائیگا

چپا عنصر سے جدا ہو جو آپ اپنے کے دلیر خود تا ر دنیا کے آب کا قطرہ ہوا ہو جائیگا

منزل ملک عدم کا رہرو سالک ہے گم تو اس راہ میں نقش پا ہو جائیگا

کب ملتا ہے جب آئے ہم ہاتھ تیرے بعد مرگ پھر جو فنا نگر ہی دم دم میں قضا ہو جائیگا

ذات کے گرد جو ہیں سب ہیں ظل صفات دیکھ سبھی سے لے تو کہ یہ خوف و خطر خیا ہو جائیگا

ہادی اپنا آپ ہو جا اور دل تو اپنا بن صفا فرشتہ کی عطا سے بیٹھا ہو جائیگا

سلیس نکیرین آپ پائیں گے کس طرح جواب بیتر یاں ہر قدم میں جب ہم بنیوا ہو جائیگا

ہے جو سیر و نکا تصور اگلی باتوں کی طرف | فہم مین اونکے مرا مضمون نیا ہو جائیگا

۲۹

دل ہے **عاشق** جو معین الدین چشتی کا
پیر اوس کا خواجہ ہر دو سرا ہو جائیگا

۲۳

عشق مجکو ہوا تو کیا دیکھا | اپنا آپھی کو مبتلا دیکھا
ظاہر و باطن اوّل و آخر | ہم نے سب ہو کا ولولہ دیکھا
کہل گیا مجہہ پہ سر الا اللہ | دور کر کر جو ماسوا دیکھا
تزکیہ جب ہوا ہے دلکا | ملگیا جو اوسے خدا دیکھا
یم سے دُرِ یتیم جب نکلا | آب مین عکس مصطفی دیکھا
جا کے پہنچا جو کوے جانان تک | عشق کو اپنا رہنما دیکھا
دل لیا ایک بات مین تو نے | کوئی تجہہ سا نہ دلربا دیکھا
کر تو فریاد کا قدیم سے ہے کب | طمطراق اوس کا سب نیا دیکھا

یار نے جو کیا مجھے بدنام
اوس نے کیا اس مین کچھ بھلا دیکھا

سب ہے شور جو سینہ سوزان
سوختہ دل جگر جلا دیکھا

ہو گیا بیحجاب یار تجھے
آنکھہ مین آنکھہ جب ملا دیکھا

یار کی جب تلاش کی مین نے
اسکو اپنا ہمین چھپا دیکھا

ایکجان کھیلتی جو ہے سب مین
یہہ بھی قدرت کا شعبدہ دیکھا

جب ہوا دیدۂ بصیرت صاف
ہمنے پتھر کو آئینہ دیکھا

گرچہ نظرون سے یار ہی غائب
ہمنے خود اسکو برملا دیکھا

کسطرح یار کا سراغ ملے
وصل مین خود کو بے پتا دیکھا

رہگئی ذات ثابت ہی باقی
کر کے اپنے کو جب فنا دیکھا

کعبہ و مسجد و کلیسا مین
یار کو پھر کے جابجا دیکھا

مین نے جب سے کیا دوئی کو دور
کفر اور دین ملا ہوا دیکھا

جبکہ کثرت پہ ہو گئی وحدت
پوچھتا ہون پتنگ اسود کو
فقر سے سلطنت کی ہی وہ شان

ایک سے میں نے دوسرا دیکھا
عین کعبہ میں بتکدہ دیکھا
بادشہ کو بھی یہان گدا دیکھا

۳۰

ہوگیا عاشق معین الدین
اوسکو اپنا جو شیفتہ دیکھا

۹

احد بنا ہے شبیہ احمد یہ خواب وحدت کی شب کو دیکھا
حقیقت آدم کی ہے محمد تو کب ہے ادنیٰ فرق مطلق
شہ ولایت سے مین نبی نے پایا ہے معرفت کا تمام مطلب
جہان میں ہیجدہ ہزار عالم وجود سے حقیقی ہوا ہے پیدا
پایا ہی یکتائی تو کرکے تردید الہ رب لی
غم جدائی میں آج خوش تھا ملاپ اوس سے ہوا ہے ایسا

عدم کا جوہر نظر جو آیا قسم خدا کی یہ سب کو دیکھا
عنصر ہیں چار ہمیشہ اسما کے ذات کے بیچ میں سب کو دیکھا
طراز انداز چشم کو آگہ میں ہے جو ہر پیشہ علم اوسکو دیکھا
ہے ذات مطلق ہی جسد ابوالبشر نے سب کو دیکھا
عدم تماشا دکھا رہا ہے خود اپنے اندر تو سب کو دیکھا
ہوا جو فانی وصل جانان میں عشق ظاہر کو دیکھا

ہوا آپ پیدا عرش و کرسی شش جہت بھی
ہے کہ پیدا عکس شخص سے اک ذات اعلیٰ میں خود بندہ

ملا پیا مجکو لا مکاں کا جو آدمی کی طلب کر دیکھا
ہوا خود مسمّی ہو اظہار ہے جو اپنا اسم اعظم کر دیکھا

جناب خواجہ معین دین کی کمال الفت کا حال آگے
جو کی ہے عاشق نے ترک دنیا ہے عین خاص اس کے کر دیکھا

احدیت کا جو وحدت میں ارادہ نکلا
واحدیت ہی سے قدرت کا تماشا نکلا

بیخودی ہے یہ عجب رنگ خودی کا نکلا
جو اٹھا خواب سے زندہ وہی مردہ نکلا

شان واجب کا جو ممکن سے نمونہ نکلا
اپنی ہی ذات سے بیچون صفت آرا نکلا

صورِ علم سے خود برزخ کبریٰ نکلا
صاف اجمال سے تفصیل کا نقشہ نکلا

کنت کنزاً سے جو الفت کا نتیجہ نکلا
جان مجنون ہی سے خود قالب لیلیٰ نکلا

ذات سے شخص کی یا عکس تجلی نکلا
قرص خورشید کے رخسار سے ذرہ نکلا

نور جبروت کا آئینہ مصفا نکلا
اپنی صورت کے خدا آپ ہی بینا نکلا

جسم اللہ محمدؐ کا سراپا نکلا ہو کے بندہ میں آپ ہی مولا نکلا

احد پاک کا محسوس جو چھپ کر نکلا صورت احمد بے میم سے پردہ نکلا

نحن سے قرب ہوا اللہ کا معنی نکلا اپنی گردن سے سر عرش معلی نکلا

نور احمد کا جو ظلمت سے اوجالا نکلا اس تجلی ہی سے خود طور کا شعلہ نکلا

کون احمد کی حقیقت سے ابھرا نکلا ہاں محمد ہی سے خود عیسیٰ موسیٰ نکلا

پنجتن سے جو بشر کا رخ زیبا نکلا صورت عین سے انساں کا دیدہ نکلا

قال توحید سے حق نام ہمارا نکلا اسم کا اپنے خدا آپ مسمی نکلا

تخم سے نخل بنا شاخ سے پتا نکلا خود کلی پھول بنی پھول سے خوشا نکلا

گنبد چرخ یہ جب غیب سے سدرہ نکلا باغ اعیاں کا انساں ہی طوبیٰ نکلا

جرم آدم کے تعشق کا جو اخفا نکلا شکل گندم ہی سے خود مطلب عجبا نکلا

آب خود موج بنا موج ہی پھر بنکے حباب چرخ کہاتا ہوا گرداب سے دریا نکلا

یم توحید مین جو دو ہی ساری کثرت تھا
بوند جیسے بحر مین اور بحر سے قطرہ نکلا

ملک الموت کہان تھا جو علی نہ آگاہ سے
گنج مخفی سے خود انسان کا پتلا نکلا

سبد حضرت آدم ہی کف دریا سے
میم سے رحم کے نطفہ کا عما نکلا

حسن کے چوک مین اگر جو لیا ہی تجار
اپنے بازار مین خود بیچنے سودا نکلا

لی جو دلالہ الف سے متاع ہستی
دل کے بیمار مین بھی عشق کا دہوکا نکلا

قابض جی جو ہی وہ محی و ممیت آپ ہی
چار عنصر کا عجب طلسم اسما نکلا

تھے جو جیبا ازل ہی مین سب اسم و صفات
خرقہ جان کا ید اللہ سے سینا نکلا

لا سے گر کر جو بنے لات و منات الا اللہ
عین بتخانہ مین اسلام کا کعبہ نکلا

مندھ گئی آنکھ تو خود ہو گئی عیان حالت خواب
چشم دلدار سے کیا عالم رویا نکلا

یہان جو منہ بند ہے خود نطق ہی محو حیرت
بے زبانی سے مری نغمہ ہو ہا نکلا

ذات خاص و سکی جی یلان کما کا ہے جیسے
کم و بیشی سے مرا یار منزہ نکلا

لاشریک ایک ہے جو ذات الٰہی ہس ہمین — من عرف ہی میں ہی فی نفسہ تنہا

۳۲ جسکے دیدار کی مدت سے ہوس تھی عاشق
اوسکے صورت ہی مین اجمیر کا خواجہ نکلا ۳۳

اللہ سے جدا کوئی بھی بندہ نہین ہوتا — ہے ذات صفت کا کہیں جلوہ نہین ہوتا

خود صورت انسان ہی محمد کی شباہت — یون چار عناصر کا سراپا نہین ہوتا

قوسین کا حلقہ ہی محمد کا سر حرف — ہے اوسکے عیان برزخ کبری نہین ہوتا

ہے تین نقطہ مین جو الف کا قد و قامت — مطلب ہے جدا اس لیے باتا نہین ہوتا

توحید کی تفسیر ذرا اس سے جیکے تو سمجھو — ہے لفظ و اضافات سے معنی نہین ہوتا

خورشید سحر پردہ سے جب تک نہ نکلے — مہتاب کے صورت پہ تجلی نہین ہوتا

عکس اپنا نظر کر تو ذرا آئینہ لیکر — ہے شخص کے ظاہر کبھی سایہ نہین ہوتا

خود موج و سمندر کی ہی اک اصل حقیقت — اکدم ہی جدا بحر سے قطرہ نہین ہوتا

یہ صورت ہے اسما جلالی و جمالی
خود عاشق و معشوق کا چہرہ نہیں ہوتا

ناسوت میں نہ دیکھ کے آ کے ذرا تار نظر سے
یہ جیتے جدا جاہ بہ رشتہ نہیں ہوتا

جلوت میں بیان کیا ہو کہ اسرار مخفی
خلوت کا تماشہ ہے پیدا نہیں ہوتا

دکھلایا مرے پیر نے اک دم میں خدا کو
اس رمز کا مرشد کوئی پیدا نہیں ہوتا

ہے خانہ جو تاریک ذرا علم میں
ظلمت ہے سدا دل میں اجالا نہیں ہوتا

قربان میں تکبیر سے لیے اک تیر آپ
یہ وصل کا مردہ کبھی زندہ نہیں ہوتا

یوں صور سے آئی ہے سرافیل کی آواز
عشاق کو محشر سے علاقہ نہیں ہوتا

ہے نیت کا آزار دھڑکتا ہے جو یہ دل
دم موت کا بھرتا ہے جو اچھا نہیں ہوتا

آزار دوا کا ہے تسکین کا طالب
کیوں اس کا معالج تو مسیحا نہیں ہوتا

جب تک نہ تری ذات میں ہو جاؤں فنا میں
ارمان صفت کا مری پورا نہیں ہوتا

ملتی نقش سے اڑتا ہوں ہر عرش پہ دم میں
پردہ میں ہے ظاہر یہ تماشا نہیں ہوتا

ذات اپنی جدا ہی جو پرستش سے صفت کی — اسواسطے ہین ہر رو طرف تنہا نہین ہوتا

کہتے ہین جسے قلب وہ ہی راست ہمیشہ — اولٹا ہی دل انسان کا سیدھا نہین ہوتا

لیجان تجھے خانۂ لاہوت مین کیونکر — سر بستہ عجب بات ہے یہہ وا نہین ہوتا

کیا ذات کو پھر غیر صفت اوس سے الگ ہی سمجھا — جس گھر مین کہ خود صاحب خانہ نہین ہوتا

ہی شیخ و برہمن مین صنم اپنا جو حائل — فیصل کبھی ان ہی یہہ جھگڑا نہین ہوتا

ہم ذات خدا بنکے جو کہتے ہین انا الحق — حل اپنا کسی سے یہہ معما نہین ہوتا

تو جسکی پرستش مین ہے اے زاہد ناداں — اللہ جو تیرا ہے وہ میرا نہین ہوتا

بد ظن نہ کبھی ان ہو اے اہل شریعت — جو مست ہین اون سے کہو کیا کیا نہین ہوتا

دیوانونکی باتونکو ذرا غور سے سمجھو — مضمون طریقت کبھی بیجا نہین ہوتا

واعظکی نصیحت پہ عمل کچھ نکرو تم — جھوٹا سخن اوسکا کبھی سچا نہین ہوتا

ہر اک کا سخن سنکے تزلزل مین ہے عالم — ہم سا کوئی عرفان مین یکتا نہین ہوتا

انسان اُدھر کا نہ اِدھر کا ہی مقرر
بیصورت صید ہی جو ترے کامین ہر دم

اک شخص ہی جسکو کہ بھروسا نہین ہوتا
ایسے قلب تجکو کیون طالب ہوا نہین ہوتا

۳۳

عاشق کا جو ہاتھ آپ سے ہی ہاتھ مین ہوتا ہے
مرشد کوئی اب دوسرا اس کا نہین ہوتا

۷

بتکدہ مین جسطرح کیسے ہی میری جلوہ تمین خدا
کعبے بیچ پوجا مرا ہی میری مورتمین خدا

ذاتمین نرگن جو ہوین نام ہی میری صفت
ہو سگن آپ ادرس ہی میری شانمین خدا

کنت کنزاً مخفیاً کی رمز سمجھو کا شعور
وہ صنم خود بنگیا ہی میری الفتمین خدا

عین او ٹھا کر دیکھ لو رب عرب کے بھیس مین
احمد بے میم ہی میری ولاتمین خدا

بات اسکی سن رہا ہون کہی شہ رگ کے پاس
معنی نحن اقرب ہی میری قربتمین خدا

ہی ہو الاول سے میری ذات کو ہر دم لگاؤ
ہان تھین مطلق کسی دم میری نسبتمین خدا

خواجہ اجمیر اپنا جو شریعت مین عبد ہے
جان اے عاشق وہ ہی میری طریقتمین خدا

۳۴ ۲۲

کہتا ہوں میں جو لفظ انا ہے کسیکو کیا
یہ بات ہو روا نہ روا پھر کسیکو کیا

ہیں خیر و شر صفات مری ہی وجود کے
ظاہر ہوں خود بھلا کہ برا پھر کسیکو کیا

صد چاک ہو گیا ہے مرا قلب ظاہری
اسکو سیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا

دل سے بھڑک رہی ہے مرے عشق کی جو آگ
اس سے جگر جلا نہ جلا پھر کسیکو کیا

عاشق ہوں میں سدا مجھے رونے کا کام ہے
اکدم ہنسا ہنسا نہ ہنسا پھر کسیکو کیا

ہے اوج آفتاب سے بڑھکر مرا عروج
سایہ مرا ڈھلا نہ ڈھلا پھر کسیکو کیا

نقطے سے من عرف کے ہے ظاہر کلام حق
اسکو پڑھا پڑھا نہ پڑھا پھر کسیکو کیا

یہ علم معرفت کا مرے نقش سنگ ہے
دل سے مٹا مٹا نہ مٹا پھر کسیکو کیا

کعبہ کو چھوڑ کر جو گیا بتکدہ میں
کافر بنا تو آپ بنا پھر کسیکو کیا

پیکر شراب وصل کی ہر دم جو مست ہوں
رندوں میں ملا تو ملا پھر کسیکو کیا

دنیا کو ترک کرکے میں دیوانہ ہو گیا
خود راہ پہ چلا نہ چلا پھر کسیکو کیا

کب عاشقی میں نام ہے ملت سے ہی غرض | میں ان میں یا نہ ان میں رہا پھر کسی کو کیا
خلوت نشین ہون ننگ زمانہ کا دیکھکر | گھر گھر پھرا کیا تو پھرا پھر کسی کو کیا
اے شیخ آپ ہو مبارک فریب و مکر | میں جال میں پھنسا نہ پھنسا پھر کسی کو کیا
سوتا رہونگا بند فنا کوے یار مین | میں حشر میں اٹھا نہ اٹھا پھر کسی کو کیا
دیدار ذات بحت کا ذہن سا مرا | قائل ہوا ہوا نہ ہوا پھر کسی کو کیا
کیا کام فکر و شغل سے ہی ہم ہین خود پرست | ہم کیسا اپنا سے بندہ پھر کسی کو کیا
اہل معاملہ کی تصنع سے دام مین | اک میں گھٹا گھٹا نہ گھٹا پھر کسی کو کیا
آزاد ہون نہ فکر منش مرتبہ مرا | ہو پست یا بلند ہوا پھر کسی کو کیا
بے اصل گفتگو سے الجھتا ہے دل مرا | بیجا سخن سنا نہ سنا پھر کسی کو کیا
سنتا ہے واعظوں کی عبث گفتگو جو دل | او سے عمل کیا نہ کیا پھر کسی کو کیا

کیون پوچھتے ہو عاشق خواجہ حسین بیسے

۳۵ | اوس نے کھا کھانہ کھا پھر کسیکو گیا | ۲۵

مظہر بیچون جو خدا ہو گیا
آپ ہی رب عبد نما ہو گیا

ذات سمائی ہی میان صفات
عشق مرا نشو و نما ہو گیا

برزخ کبری ہی جو شکل صنم
سجدۂ بت مجھہ پہ روا ہو گیا

سنتا ہون ناقوس سے بانگ صنم
دیر جو تھا کعبہ مرا ہو گیا

خلد مین حوا کی محبت سے مین
مرتکب جرم و خطا ہو گیا

دانۂ گندم کا تمنا ہے اور
مفت بھلا نام برا ہو گیا

زنگ دوئی اوڑ کے مرے قلب کا
صیقل وحدت کا جلا ہو گیا

عکس خود آتا ہے نظر سبکے شخص
آئینۂ سینہ کا صفا ہو گیا

رمز مین وحدت کی ہوا ہون جو گم
عقدۂ توحید بھی وا ہو گیا

ایک نہ دو مین ہی مرا کچھ شمار
رنگ مرا سب سے جدا ہو گیا

نقطۂ وحدت کے پرے ہو گئے ہین
قید تعین سے رہا ہو گیا

سینہ مرا مکتب عرفان ہی خود
علم جہان دل سے ہوا ہو گیا

درس معارف سے مجھے ہی فراغ
من عرف اوستاد مرا ہو گیا

تکیہ مرا فرش زمین پر جو ہے
اپنا جہان عرش سرا ہو گیا

سر پہ جو ہر ایک کے میرا ہی بوجھ
عرش مرا زیر سما ہو گیا

کام بہت جسکا سمجھتا تہا مین
اوس کا مجھے شوق ذرا ہو گیا

کر لیا ایک آن مین وہ کاروبار
سب کے مرے ذمے سے ادا ہو گیا

کسب مرا ہی جو فنا ہے صفات
آپ ہی سامان قضا ہو گیا

موت کی حالت ہے مری زندگی
ہو کے عدم آپ بقا ہو گیا

چشم حباب اپنی ہی خود عین ذات
بحر مین ملکر مین فنا ہو گیا

دفعتًا اب خلوت جانان تلک
ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

عقل گئی پاکے طلسم صنم
غیبت ہو جیت میں ہے میری زبان
حقکی قسم دو مجھے سولی کہ مین

وصل ہی خود ہوش ربا ہو گیا
کیا کہون مین تم سے کہ کیا ہو گیا
کاشف اسرار انا ہو گیا

۳۶

خواجہ اجمیر کا عاشق ہون مین
ترک جہان کرکے گدا ہو گیا

۱۵

آئی ہی بوئے یار جو اس گلبدن مین اب
خلوت نصیب ہمکو ہوئی انجمن مین اب
جوش جنون جو اندنون حد سے گزر چکا
پہولے ہین دم کا جلوہ جو پایا ہے جسم مین
تن خفی یار جو پہنچا قریب لب
ای یار کچھ نشان ولی بنی نہ آئی کام

بلبل کو بھی تلاش ہے اوسکی چمن مین اب
رہتا ہی خود سفر ہمین اپنے وطن مین اب
رہنا ہمارا خوب ہے ویرانہ پن مین اب
عشاق سب سماتے ہین پیرہن مین اب
ہم نے کیا ہی قید زبان کو دہن مین اب
ڈوبا ہی اپنا دل تری چاہ ذقن مین اب

ہے لامکاں کی سیر سے تعریج یار کو
کب صدق ہو ہیگا وہ بیت الحزن میں اب

ہے شرع روح کو مدد سے پرواز کا خیال
ہرگز وہ رہنے کا نہیں بیت آتش میں اب

میں ہو گیا ہوں عشق کے ناخن سے خود شہید
ہرگز نہ ڈھونڈیے لاش کو میری کفن میں اب

جو دیر میں بسا ہے وہی ہے صنم پرست خود
اسلام ہو ملے جو ہے وہ ہے برہمن میں اب

اے شیخ اپنی خیر اٹھایا ادھر قدم
کچھ کچھ دیا نہیں ہے ہمارے چلن میں اب

اک جرعہ مے ہی ہوتے ہیں بیہوش کر دیا
ہے ذکر کس طرح کا شراب کہن میں اب

رندان دہر آتے ہیں سن سنکے دور سے
ہمنے بنایا میکدہ ملک دکن میں اب

پہچانتے ہیں ہمکو جو ہیں صاحبان راز
ممتاز ہو گئے ہیں جو ہم انجمن میں اب

٣٧

خواجہ معین دین سے جو عاشق نے فیض پایا
پاتا ہے نطق عشق وہ اپنے سخن میں اب

١١

دل کو مشتاق کے ہوتا ہے کب آرام نصیب
آہ و زاری کا ہے دن رات انہیں کام نصیب

جب لقب عشق یہ ہمارا ہوا معشوق پسند
زرد روئی کا ہوا خوب ہمیں انعام نصیب

دام میں حرص و ہوا کے جو پھنسا آدم ہے
کس لئے ہوتا یہ پھر اپنے کو بدنام نصیب

یہ سمجھتے ہیں تو ہوتے ترے دیوانے ہم
بدسلوکی سے خود اپنی ہوئے دشنام نصیب

بوئے توحید سے ہر لحظہ معطر ہے دماغ
باغ وحدت میں ہوا ہمکو جو گلفام نصیب

دانۂ خال ہے ادہر زلف کے حلقے ہیں عیان
طائر دل کو مرے ہوگا یہی دام نصیب

بیٹھے ہیں عاشق و معشوق بہم خلوت میں
قاصد اب ہووے کہاں تجھکو پیغام نصیب

مے وحدت ہی نہیں کم ظرف کو ملتی ساقی
ظرف عالی جو رکھے اسکو ہو وہ جام نصیب

رند مشرب ہیں کو نہیں مذہب و ملت سے غرض
زاہد و شیخ جو ہیں انکو ہے اسلام نصیب

لامکانی سے کیا ہم نے اسباب خراب
پھر کہاں ہوگا ہمیں ایسا سرانجام نصیب

جستجو کی جو بہت اس لئے ای خواجہ چشت
عاشق زار کو ہیں آپ کے اقدام نصیب

آنکھہ مین عشاق کی غفلت سے جب آتا ہی خواب
دیکھتے ہی ہی گریبان کو پھیر جاتا ہی خواب

صورت اللہ جب نبتی ہین مژگان رات کو
پاسبان چشم ایسا دیکھہ کر جاتا ہی خواب

ہی سبب قدر آج کی شب تجہ جو اپنے پاس ہی
عین خلوت مین کہان آیگا شرماتا ہی خواب

ہی عدم کی استراحت کا تصور اوس سے
ہر گھڑی پاؤ تمین آکر مجھکو پھسلاتا ہی خواب

دن سے رہتا ہی طلسم یار کا مجھکو خیال
رات بھر اوس کا تماشا آپ بتلاتا ہی خواب

عالم رویا کو پاتا ہون نمونہ موت کا
جیتے جی مجھکو عدم کا بھید دکھلاتا ہی خواب

نیند کب آتی ہی مجھکو جب سے ہی بیدار دل
آنکھہ کی چوکھٹ پہ کیون اب سر کو ٹکراتا ہی خواب

انتظار یار مین وا رہتی ہین آنکھین مری
شکل مین ڈیلے کی ہر دم سامنے آتا ہی خواب

نیند کی آنے سے میری کیون نہو مخمور آنکھہ
ساغر بیہوشی اپنے ہاتھہ مین لاتا ہی خواب

رات کے رویا مین جب زلف صنم آئی نظر
ڈرتی ہی مجھکو دام مین کیسے پہنسواتا ہی خواب

دیدۂ بیدار کی تیزی نظر کو دیکھہ کر
روبرو آنے کو سیرے آ چلاتا ہی خواب

دیکھو ہر شی مین تجلی یار کی ہی جلوہ گر — عالم غفلت مین بھی اوس نور کو پاتا ہی حباب

۳۹	خواجہ چشتی سے رہتا ہی جو شب کو رابطہ آنکھ سے عاشق تمہاری صاف او جاتا ہی حجاب	۲۰

ہیچون و بیچگون یہ جو دل مین نہان ہی اب — خود جان جان و جود میرے عیان ہی آب

ہستی شش جہت پہ جو اوکی ذات ہی محیط — اوسکی صفات خاص مین سارا جہان ہی آب

رام اپنے عشق کا جو دلا رام ہوگیا — اس بتکدہ مین خلق کے جلوہ کنان ہی آب

کشن بیچگون کی صوت سمائی ہی اسقدر — ناقوس کی زبان پر شور و فغان ہی آب

وحدت کے بحر سے جو اوٹھا ہی یہ بلبلہ — حباب صاف بن کے کھڑا آسمان ہی آب

ہون ہر نفس جو مستی و ہو مین فنا — دکھلاؤ پھر کہان مرا نام و نشان ہی آب

ہون عرش کے پرے جو عروج ذات سے — قصر معلق اپنا سدالامکان ہی اب

جبریل کی زبانی یہ کہتے ہین ہمسخن — کب جی سکے خلاف ہمارا بیان ہی آب

حق ہستی کے اطلاق سے قمری نہ ہو نشین
بالا ہے سدرہ سے ہمارا آشیان ہی اب

ہوتے ہیں ہم فروش جو بازار عشق مین
ارزان سے بھی دو چند یہ میری دکان ہی اب

دیدار دوست پر سبھی پیدا ہین معراج
ارزان ہوئی پتی جنس مطلق گران ہی اب

ترسا ہوئین نہ گبر نہ ہندو ہوئین نہ شیخ
سمجھے جو مجاز ان سے وہ خود بدگمان ہی اب

آدم کی ذات مین نہ سمجھے کہ جتنے شر بپا
انسان یکسو اسے ہمارا خانمان ہی اب

ہون ذات بحت خاص نہ بندہ نہ حق ہون مین
ساتھ اپنے عرش و فرش نے چھپایا ہی نہ وہان نشان ہی اب

سیر وجود غیب گم ہوکے دیکھ لو
پہلے کدھر کیا تھا بھلا اور کہان ہی اب

تنزیہ سے کے نزول مین تشبیہ آگئی
دیکھو تو شخص عکس کے ہی درمیان ہی اب

خورشید و ذرہ قطرہ و دریا جدا ہی کب
ہر شی مین بس محیط ہی جاودان ہی اب

تخم و درخت و غنچہ و گل باہم ایک ہین
پوشیدہ صاف تجسم ہی مین یون عیان ہی اب

سولی چڑھینگے ہم بھی انا الحق پکار کر
منصور سے ہمارے بھی گویا زبان ہی اب

۴۰	خواجہ معین دین کے جو عاشق بنے ہین ہم دفتر ہی معرفت کا ہماری لسان ہی اب	۱۷

پیر کامل سے جو مین جا کے ملا آپ سے آپ
تین یا تو مین کھلا حال مرا آپ سے آپ

حبّ سے سیماب ہوا اللہ جڑا ہی اس پر
ہو گیا آئینہ قلب صفا آپ سے آپ

ذوق سے یار کی سنتے ہی اک آواز الست
نغمۂ دل نے کہا صاف بلی آپ سے آپ

جال پہیلا عبث حرص و ہوا کا ایجان
دام مین عشق و محبت کے پھنسا آپ سے آپ

گنج مخفی سے عبث تجسّس کو نکالا کس نے
اگر انسان کے دل مین جو بسا آپ سے آپ

لطف دلبر کا سدا دھیان بندھا رہتا ہے
آرہی ہی مرے کانو مین صدا آپ سے آپ

ذات مطلق مین سمائی ہی ہماری ہستی
دل سے آتی ہی انا الحق کی ندا آپ سے آپ

چھوڑ کر کعبے سے دیر تو چل ای زاہد
بتکدہ مین نظر آتا ہی خدا آپ سے آپ

یار رہتا ہی شب و روز ترے پہلو مین
اوس سے ہر وقت تو ہوتا ہی جدا آپ سے آپ

باغ سینہ مین شگفتہ ہے مرا غنچہ دل	دہن میم سے آتی ہی ہوا آپ سے آپ
خواہش یار سے ہوتے ہین گنہ سب صادر	ہمسے اک بھی نہین ہوتی ہی خطا آپ سے آپ
روشنی شمع کی جاتی ہی اڑا لیجیے غور	اپنی محفل کا چراغ اب جو بجھا آپ سے آپ
شعلہ جس شکل سے ہستی مین عدم ہوتا ہی	اوسطرح جسم مین یہ دم ہو گا فنا آپ سے آپ
کب مقدور فرشتے کا مری کھینچ لے روح	ایکدن جا بگا مین کر کے قضا آپ سے آپ
عید قربان مرے ہر دم مین نظر آتی ہی	عشق مین تیرے جو ہوتا ہون فدا آپ سے آپ
ستی عشق مین آئے ہین عدم سے عریان	اپنی جاتی رہی پھاسن شرم و حیا آپ سے آپ

۴۱	عاشق زار ترا تارک دنیا ہو کر اے شہ چشت بنا دل سے گدا آپ سے آپ	۱۳

جسطرح ہی یم کو حاصل دُر مکنون کا ملاپ	اوسطرح ہم سے ہی ایدل سنبر بیچون کا ملاپ
اگئے تیرہ سے جب گلشن تشبیہ مین	ہو گیا ہم سے تمہارے روے گلگون کا ملاپ

عشق سے گر گھٹا ہے دم ہر سنی ہے جو بیان
ہر نفس میں ساتھ اپنا پھر گردش کا ملا ہے

گل شگفتہ ہوا اب پڑھ کے دیکھی ہے [illegible]
ہو گیا ہے جس سے جواب حیرت کا ملا ہے

ذات مطلق کی ہو عین میں جلوہ گر [illegible]
ہو گیا ہے [illegible] لیلی مجنوں کا ملا ہے

[illegible] ہے [illegible] آگ [illegible]
ساتھ [illegible] کب ہوا ہے [illegible] کا ملا ہے

[illegible] ہے [illegible] گو تر [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کا ملا ہے

[illegible] نقش [illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] عشق [illegible]

[illegible] [illegible] ہے [illegible]
[illegible] یار [illegible] کا ملا ہے

تو بیاستے ہیں جو لب چہرہ کا رنگ
ہے رگ رگ سے جاری گردش خون کا ملا ہے

یہ کلام کفر سے گر رہ تو اب زرا ہے خموش
معنی قرآن سے ہی لب پہ مضمر کا ملا ہے

ذات میں اللہ کی ہر وقت ہوں میں فنا
یار سے ہر دم ہمارا ہی وگردن کا ملا ہے

خواجہ چشتی سے رکھتا تھا جو امید وصال

دیکھو تو لامکان سے آئے کدہر ہین آپ / حرص و ہوا کس لیئے اب بدر ہین آپ

احمد جو بنکے آئے ہین اے حضرت احد / ہم جانتے ہین خوب کہ پیغامبر ہین آپ

تشریف خود جو لائے ہین دربار عشق مین / ملبوس پر صفات کے بستہ کمر ہین آپ

پیدا ہوے جو برزخ کبری کی شکل مین / ہجدہ ہزار خلق مین خیر البشر ہین آپ

پردہ مین غیرت کے رکھی ہی جو عفت / صاف اپنی مردمک ہی کے نور البصر ہین آپ

یوسف کے بھیس مین جو نظر آگئے ہین / اپنے جمال حسن ہی کے عشوہ گر ہین آپ

خورشید جو بنے ہین تجلی سے ذات کی / توحید کے فلک کے منور قمر ہین آپ

بیسے پھلے حدیقہ جو بوٹے ہین نخل / خود باغبان و صورت شاخ و ثمر ہین آپ

دیدار کی ہوس مین جدا ہین جو وصل سے / موسی کی طرح اپنے سے بے خبر ہین آپ

دلکو دکھا رہے ہین تجلی ہر اک نفس / اپنے ہی صاف سینے کے طور جگر ہین آپ

نابینا بنکے دیکھئے چشمان دل سے صاف
ظلمت کی مطلق آنکھہ کیے عین نظر ہین آپ

نیسان کا قطرہ منہہ مین لیئے کہتی ہی صدف
دریا کو جو سمیٹے ہین آپ گہر ہین آپ

کب غیر کا وجود ہی سمجہائے میری شکل
اپنی صفت مین ذات ہی جلوہ گر ہین آپ

سنگ سیہ مین کر کے ظہور آئی ہی مرصنم
کعبے کے بت جو بنگئے شکل حجر ہین آپ

ارض و سما کا طول سے ہمارا جو ہی ظہور
ہر شکل مین معلق و زیر و زبر ہین آپ

جلوہ ہی ایک ہی ذات کا دو نو صفات ہین
ہادی ہین ہین جو خیر بدل مین بھی شر ہین آپ

۴۳ عاشق معین دین کے ہوئے ہین جو فدا سے
ارشاد چشتیہ کے سدا راہبر ہین آپ ۹

ہی پیشانی پہ قرآن کی جو بسم اللہ کی صورت
لکہا ہی میم کی گہونگٹ مین وہ اللہ کی صورت

ہمارے دل کے آئینہ پہ ہی تحریر الا اللہ
نظر مین صاف آتی ہی رسول اللہ کی صورت

تماشا گنج مخفی کا جو در پردہ نظر مین ہے
بنی ہی مرد مکت اپنی صفی اللہ کی صورت

ہمارے صاف سینہ میں ہے جب نور حق پیدا
عیاں طور جگر سے ہے کلیم اللہ کی صورت

طواف کعبۂ دل کے لیے ای ہمدمو ہر دم
حرم سے باہر آئی ہے خلیل اللہ کی صورت

ہمارے جسم خاکی میں ہے اب اعجاز عیسی سے
بنی ہے کس طرح سے آگے روح اللہ کی صورت

صدا اللہ اکبر کی جو میں سنتا ہوں ہر لحظہ
مری آنکھوں میں پھرتی ہے ذبیح اللہ کی صورت

حقیقت ہے جو طوفانی مرے سینہ میں نظر ہر دم
دکھائی مجھکو دیتی ہے نجی اللہ کی صورت

٤٤	اگر کچھ خوف اے عاشق تجھے خواجہ معین الدین دکھا دینگے دم آخر ولی اللہ کی صورت	٩

کافرے بر کفر و در اسلام خود دیندار نیست
جان من عشاق را از ہیچ مذہب کار نیست

از شراب کہنہ اے ساقیا ساغر بیار
در خرابات محبت لطف بے دلدار نیست

بے صفات و ذات حق مطلق ندارم اے خرد
صاف میگویم انا الحق ہیچ خوف از دار نیست

عاشق و معشوق از صورت یکے در خلوت است
روی خویش از چشم خود لایق دیدنیا نیست

بیخودی مست تو هوش و حواس عقل برد / کیست آن کو با نگاهت بر کار خود هشیار نیست

هیچکس امکان ندارد از عدم آرد نشان / لامکانم بر سر بام و در و دیوار نیست

در بقا دیدم ترا گشتم فنا بیش از فنا / در همه پیدا زندگی جز تو کسی دیار نیست

در حرم هر سو پرستش دیده ام لات و منات / کار عشقم را ز بتکده انکار نیست

٤٥ ای معین الدین چشتی عاشقی شو در نگر / همچنان اکنون بیداران صاحب گفتار نیست ١١

شیخ از تسبیح مست و هندو از زنار مست / من مدام از باده الفت دلدار مست

از تماشای چمن شد دیده بیدار مست / شد ز دیدار هوا نرگس بیمار مست

عندلیبان شد از نکهت گلزار مست / میشود از بوسه گل هر برگ نوک خار مست

حضرت عیسی شدند از رویت انوار مست / من شدم از انکشاف حالت اسرار مست

گشت ثابت از اعجاز زلفت نافه مشک ختن / از نسیم گیسویت شد طبله عطار مست

[illegible] شق خودم مستی من دانیست
[illegible] رادہ و قبضہ پر اضطراب
[illegible] نیستم ازین گفتار رف[illegible]
در نہارت زاہد احاصل شود کی بیخودی
یار بابا نگت انا الحق زد زجوش عشق خود

ساقیا از بادۂ ات تا کی شود میخوار مست
بہر قتل عاشقان شد یا دل خونخوار مست
من نہ مستم بلکہ ہر یک می شود ہشیار مست
ہر زبان با شد قلم از کیف وصل یار مست
صورت منصور گشت آمدہ بر دار مست

٤٦ — عاشق این انجاز حضرت خواجہ چشتی ماست
می شود پیر طریقت خود ازین گفتار مست — ١٤

بندے کو جو حاصل ہوئی مولی کی زیارت
اجمیر گئے تب تو گئے کعبے کی جانب
ہم روضۂ خواجہ کے مطوف جو بنے ہیں
آئے ہیں تمنا دلی سے جو ہم اجمیر

قسمت میں تھی اجمیر کے خواجہ کی زیارت
اب ہم سے ہوئی یثرب و بطحا کی زیارت
تقدیر میں تھی قبلہ و کعبہ کی زیارت
منظور تھی صرف اپنے ہی بابا کی زیارت

معراج سے کچھ کم نہیں اجمیر کا جانا / حاصل ہوئی وہاں رب [illegible]

ہاں قیصر و فغفور جبیں ملتے ہیں اس جا / ایسی ہی ہمارے شہ والا کی [illegible]

اس روضۂ اقدس کے نظر آئے جو اشجار / گویا کہ ہوئی سدرہ و طوبیٰ [illegible]

اس گنبد خواجہ کے جو حامل ہیں فرشتے / کرتے ہیں ہمیشہ [illegible] یار

جبریل جو یہاں اترے ہیں گنبد فلک سے / منظور ہے ان [illegible] کی زیارت

آ جائیگی نظر موت میں بھی زندگی تمکو / ہاں کرلو ذرا اپنے مسیحا کی زیارت

عقبیٰ کا ذخیرہ نہو کیوں مرقد خواجہ / ہے اور یہی اس قبر معلیٰ کی زیارت

ہم سیکے بر آئیے چھٹی کو جو رجب کی / ہمکو شب صد اجابی و ولا کی زیارت

ہیں پیر جو قطب اور نظام اور نصیر آج / دہلی میں ہوئی ہمسے ہر اکجا کی زیارت

یوں روضۂ خواجہ سے صدا آتی ہے ہر دم
مقبول ہوئی عاشق شیدا کی زیارت

ہیں ہم فقط او تیکو پا کر لوٹ پوٹ — دیکھکر اپنے صنم کو ہوگا ہر ہر لوٹ پوٹ

سینہ سوزاں میں جو بھڑکی ہی آتش عشق کی — جل رہا ہی رات دن دل ہو کے مضطر لوٹ پوٹ

کھلگیا تشدید دندان عقدہ جسم کا — ہو گئی بد نظر اپنی جو ہم پر لوٹ پوٹ

دیکھکر [illegible] سر پنجہ وحدت کا خیال — برج سے توحید کے نکلا ہی اختر لوٹ پوٹ

سر جھکا آئی جب اپنا یار کی تسلیم کو — گر پڑی قدموں پہ خود تیغ ستمگر لوٹ پوٹ

دیر کی خواہش میں جب آ رہے بیٹھے اپنا لگا — کیوں نہ پھر ہو مورت اپنی پتھر لوٹ پوٹ

زنگ میں جو تھا ہوا صیقل سے وہ جوہر عیاں — کاٹ پر اپنی ہوا ہی آپ خنجر لوٹ پوٹ

غنچۂ دل کھل کے سینے میں ہے جو ہو کی مہک — ہوتی ہے ہر دم مری روح مطہر لوٹ پوٹ

صورت واللیل بنجاتی ہی آ ہی رات کو — احمد بے میم کی زلف معنبر لوٹ پوٹ

قطرہ موج و حباب آب بنجاتا ہی آپ ہی — ذات میں اپنی ہی خود ہوکر سمندر لوٹ پوٹ

غیر کو معلوم ہو کیونکر حقیقت وصل کی — اے صنم ہوتے ہیں ہم خلوت کے اندر لوٹ پوٹ

ہے شرابِ وحدت اپنی کہنہ و دو آتشہ
ہو گئے ہیں کیا ہمیں اک اسکو پیکے لوٹ پوٹ

مست ہے ساقی جو پیتا جام و شیشہ ہر دم
ٹوٹ کر ہونے لگے مینا و ساغر لوٹ پوٹ

قطرۂ نیساں میں جیسے پاس آیا عشق سے
بن گیا درج صدف میں جا کے گوہر لوٹ پوٹ

یاد دیا پایا ہے اپنا حسب ہا میں یار کے
پڑ رہا ہے خوں اپنا پی کے کھا کر لوٹ پوٹ

ہم جو بیٹھے ہیں کہا کر آج قرش ابریا
پھیر پیالی پی کے کار خود ہی بستر لوٹ پوٹ

۴۸ عاشق خواجہ معین الدین کا ایسا ہے سخن
سنکر اوسکو ہوتے ہیں سارے سخنور لوٹ پوٹ ۲۱

ملک عدم سے جب ترا آنا ہوا عبث
وہ دن کی زندگی پہ نہ دل کو لگا عبث

ملتا نہیں ہے کہیں نام و نشاں ہوا
اے یار اپنا پایا نہ تو نے سما عبث

حرص و ہوا کا دام بچھایا تو عشق یار
آدم کے ساتھ ہوتے نہ ہم مبتلا عبث

اچھا نہیں یا برا نہو جو کچھ ہو سو ہو غرض
کرتے ہو کیا مہر اہر دم گلا عبث

جب دیکھتا ہون خود کو تو آتا ہی تو نظر
کیونکر مین سمجھون آپ کو کہنا خدا عبث

بے پردگی ہی تجھ سے مجھے غیرت نہین
اے شوخ روبرو تو مرے کیون حجاب عبث

جو کچھ کہ ہین سو آپکی سمجھ لیے آپ کو
ہر گز نہ جیا تو دوست تو میرا کہا عبث

یعنی خدا کی صاحب عرفان سے پوچھ لے
خود آ تو سید ہی رہ یہ نہ پھر جا بجا عبث

حاصل ہی دلربا سے تجھے وصل مطلق آج
تو ہو رہا ہی یار سے آپکی جدا عبث

یا بیانی دو تو انکھین رکھتی ہی اک نگاہ
ہو کر اک نظر تری تو دوئی مین پڑا عبث

بتخانہ بتکدہ سے تجکو اگر شوق اے صنم
کعبے مین دل کے کس لیئے پھر آ بسا عبث

جب دیکھتا ہون خود کو تو پاتا ہون اپنا عکس
کیون روبرو دہرا مرے سے ایسا عبث

شعلے نکل رہے ہین جگر کو لگی ہی اگ
اے سوز عشق پھر نہ مرا دل جلا عبث

کس طرح سرنوشت کو میری پڑھے کوئی
خود آپ دیکھتا ہون مین اپنا لکھا عبث

بیخود دل ہمارا اگر شوق ہی تجھے
کیون دل رہا ہی یا تھہ یہ رنگ حنا عبث

تو چاہتا جو یار کو دکھلاتا کوئی رند
بنیاد لامکان کو میں پاتا ہوں مستقل
خود حسن جلوہ گاہ ہی کعبہ میں ملتا نہیں خدا
جب تو ہی مدعا ہوا اور تو ہی حبیب
خود صورت دکھا ہوں فنا ہو کے یار میں

اے شیخ در بدر تو بھلا کیوں پھرا عبث
پھر کس لیے کھڑے ہیں یہ ارض و سما عبث
بطحا کو کس کے واسطے زاہد چلا عبث
زاہد اوٹھانا ہاتھ کو پھر دعا عبث
آئی ہی تیرے سامنے پھر کیوں قضا عبث

۴۶
عاشق ہیں دین کا ہی خود معصیت سے پاک
اس پر لگانا یار تو جرم و خطا عبث
۲۱

آیا احمد جو نظر صورت جہان میں آج
میم کا پٹکا کمر پہ جو احد سے پایا
یہ حب کا ہو نکیوں ابھی صنف ضرر ترا
باغ میں بیٹھا تھا گل آگے جو اپنا گل رو

ملک یار مرا حضرت انسان میں آج
نکتہ آں کا تعلق لگا اپنے یہ عرفان میں آج
نظر کیے ہیں زیر و زبر صفحۂ قرآن میں آج
بلبلو آکی ہی بو سبزہ و ریحان میں آج

وصل دلدار میں کل شب کہ مزہ جو لوٹا — باقی اب کچھ نہ رہا حسرت و ارمان میں آج

نالہ کرتا ہے بہت عشق میں گل کے بلبل — اس لیے شور بپا ہو گا گلستان میں آج

مہ تو تھا ہو گیا زلف سیہ رات کو گم — آگیا صبح نظر مہر درخشاں میں آج

رات فرقت کی کٹی کیا وصل ... — تاب اٹھنا نہیں ہے دل نالاں میں آج

مرض عشق کی جو دارو دوا ہے بیمار — تار کوئی بھی نہیں سینہ کے دامان میں آج

ناخدا جان بچا ہے یہ مرا بیڑا جو بوش — آگیا آج جہاز اپنا ہے طوفان میں آج

جل گیا طور نظر کر جو تجلی دیکھی — ہے طپش دل کو مرے سینہ سوزاں میں آج

خیر و شر کل کا بنے ... دیکھا — تولا کر دیکھ عمل اپنے تو میزان میں آج

جبا عور وحشت ... — تار اک اک کا ہے سینے کے گریبان میں آج

گوشت اپنا جو ترے ... کھاتا ہو نہیں یار — ذائقہ اس کا ہے کب نعمت الوان میں آج

لا مکاں آپ ہے پھر کیوں ہو اسباب جہان — تفرقہ پایا ہوں خوف ریت کے سامان میں آج

ویرہ مین اب جو تھا وہ نہ کیسہ بھر نیم — برہمن مین جو گل ہو پریشان تھا مین آج
گل سے پوچھا تو دکھایا نسخۂ آرائش — یار آتا ہی نظر مجلس رندان مین آج
خون دل آنکھ مین اگر ہو تو آب حیات — صبح زن بحر ہوا دیدۂ گریان مین آج
عمر بھی ہو چکی اب قید بھی تمام ہوئی — ہجر کا ہی یار تھا گھر سی کبھی زندان مین آج
فقر کے تاج کو زیبا ہے سر شاہ کی — اوس کی نعمت ہی کہان تخت سلیمان مین آج

٥٠	خواجہ چشت کا ادنی جو گدا ہی عاشق اوسکا رتبہ ہی کہان قیصر و سلطان مین آج	۲۳

اے بے نشان تو اپنے عدم کو مدام سوچ — ہرگز نہین وجود کو تیرے قیام سچ
جسم عشق کا ہی تو کیا پوچھتا ہی آ — ہی کون اس کا اصل ذرا اوس کا نام سوچ
ہی عبد و رب کی شکل مین خود یار جلوہ گر — صاحب ہی کون کس کو کہیگا غلام سوچ
مستی و بیخودی مین مزے کس طرح کے ہین — پیکر شراب عشق کے اب ایک دو جام سوچ

لا کی لگام تھام معلق ہے خود سوار
مرکب بنا ہے کس کا تو اے خوش خرام سوچ

اے بت پرست عشق عقیدہ ترا ہے صاف
کس واسطے ہوا صنم اپنا ہے رام سوچ

کعبے میں گر خدا نہیں پاتا ہے تجکو شیخ
پھر قصد کیوں ہے جانب بیت الحرام سوچ

بیچون لم یزل کو تو مطلق نہیں زبان
پھر مصحف شریف ہے کس کا کلام سوچ

احمد کے زلف و رخ کا اگر مبتلا ہے تو
واللیل و الضحیٰ میں ہے کیا صبح و شام سوچ

خلد بریں کے قید سے اے مطلق اٹھ ذرا
خود لامکان کا نام ہے دار السلام سوچ

پیغامبر بنے ہیں جواب آپ ہی ہم
کب ہے درمیان میں سلام پیام سوچ

رہنا ہے گر عروج پہ تجکو ضرور ہے
آواز باطنی پہ ہے لازم دوام سوچ

کر سکتے ہیں صفات کو اپنے میں خود فنا
کیا چاہئے وصال میں پھر انتظام سوچ

ہے یار سے جو آنکھ لڑانا تجھے ضرور
ہو کر سرا میں بند نظر کر کے بام سوچ

کثرت کو پا رہا ہے جو وحدت میں آج تو
کیا خوب ہو گیا ہے ترا التزام سوچ

طی کر کے منزلیں جو دوری اور رہ گیا
اے سالک اب کہاں ہے وہ تیرا مقام سوچ

خود تجلیاں ہیں علم کی مخفی ہے کُنہ ذات
یہ تجلیاں تیری ہیں یہاں پہ کہاں فکر خام سوچ

جاتا ہے اک جہاں سے تو آتا ہے دوسرا
کب ہوگا عشق یار کا یہاں اختتام سوچ

اے زاہد آج ہے جو تو پابند شرع کا
جھک جھک کے کر رہا ہے یہ کس کو سلام سوچ

ناکام ہوگا کام جہاں پر نہ رکھ خیال
جس کام کے لئے تو بنا ہے وہ کام سوچ

ساری خدائی کرتی علی کی ہے اقتدا
عالم کا رہنما یہ ہمارا امام سوچ

اے حق طلب نہیں ہے یہ بیجا مرا سخن
تیرا ہے اس کلام میں مطلب تمام سوچ

۱۹	عاشق ہوئے ہیں خواجہ چشتی کے انجم ہم طالب ہمارے اس لئے ہیں خاص و عام سوچ	۵۱

میں ہو گیا ہوں عشق کا بیمار بے طرح
کیا ہو سکے علاج ہے آزار بے طرح

خود چل گیا مزاج مرے چارہ ساز کا
پائی جو میری نبض کی رفتار بے طرح

سینہ کا پن کھے ہے مسیحا ذرا تو سن
جانان آج دلکی ہے گفتار بیطرح

مرنے کا مجکو ڈر ہے نہ جینے کی کچھ خوشی
مین خود ہوا ہون اپنے سے بیزار بیطرح

دم کھینچ لیے شتاب مسیحا نہ دیر کر
اک ایسا ہی پہلو مین خونخوار بیطرح

لاشے کو میرے جلد ملا دو خاک مین
لیکر پھرین نہ در بدر اغیار بیطرح

اتمام کرکے عشق جو دلدار رہا جیتا
مضطر ہی اس لیئے دل غمخوار بیطرح

اے سنکرو نکیر اٹھینگے نہ ہم کبھی
سونے کے وقت لائین نہ تکرار بیطرح

در یتیم کرتے ہین جو مین آنکھ سے مری
غلطان ہے دیکھکر در شہوار بیطرح

آیا یہان عدم سے جو سو دیکھو یار کے
رسوا ہوا ہون بر سر بازار بیطرح

دل دیکے تجکو یار بہت منفعل ہون مین
کس حال مین یہ مجھسے ہوا کار بیطرح

شیشے مین دل کے ہوش یہ صہبا وصل ہے
آنکھین ہماری ہوگئین سرشار بیطرح

تحقیر اپنی یون نکرے ہر کوئی یہان
بدنام کر رہا ہے مجھے یار بیطرح

وحشت سے جب گذر مرا صحرا مین ہو گیا — تعظیم کو کھڑا ہوا ہر خار ربطرح

چشم صدف جو کھل گئی نیسان عشق سے — روتا ہی اوسپہ ابر گہربار ربطرح

ہم ہو بہ چیتے ہین ہستی کو اپنی جو ہر نفس — تکفیر مین ہین زاہد دیندار ربطرح

رحمت کا آب رے کہتی ہی تر دامنی مری — شیخ اوسکو تو نچوڑ نہ ہر بار ربطرح

دنیا ہی پیر زال جب آزاد ہو چکی — پھر پاس کیون وہ آتی ہی مردار ربطرح

۵۲	عاشق ہو تجھکو خواجہ چشتی کا عشق ہے تیرے دکھائی دیتے ہین آثار ربطرح	۱۷

آمد ز ہر دمیکہ بگوشم صدای شوخ — دیدم بذات خویش فنا و بقای شوخ

بر صورت عالمی کہ محیط است معنی — آید بگوش صاف ز ہر شیی ندای شوخ

شد چون متاع عشق حصولم ز گنج نیست — من آدمم ز بہشت بہ حرص ہوای شوخ

ناحق ز جور عشق درین قید خانہ ام — این منیت جرم من کہ شدم مبتلای شوخ

در تشنگی که دیده ز تیغ تو بست نگر
امروز تو و شد تمام نیازت تو و جفا شوخ

در سوز تم رسید نگارم نخواست
کز خویش بود به مطلق لقا شوخ

گفتم فدا چو پیش فتادم بدید یار
شد در نگاه گی دل و جانم تن بلا شوخ

ای جان کامل حسن ای نبی سایه شتاب
این رنگ خوشتر است ز رنگ حنا شوخ

در حال وصل تو شده ما هو که بیزنم
بیخود شدم ز مستی نغمه سرا شوخ

دور است از تو دل بشنیده ای شیخ
من بسمل ز خنجر نازو ادای شوخ

شادان شنیده معشوق ای دلم
هست آن نگه که به گریه و دعا شوخ

شعر طرفه فاخوش اوست شم بحبان
گر رفت با ذم چو مجبور و جفا شوخ

طوریکه کرد فیست بکن کار ما تمام
منظور ما ست هرچه بود در رضا شوخ

آزار عشق شد بدم و اینچنین زیاد
ناید بکام مرگ مسیحا دوا شوخ

آغاز من ز عشق به گریه گشته است
انجام من همان بود اندر ولا شوخ

تا لامکان رسیدہ مجال فرشتہ است
من ہر نفس روم سوئے عظمت سرائے شیخ

۵۳
شد چون وصال یار ز فیض معین دین
عاشق زبان کشود بسجدہ ثنائے شیخ
۱۰

جو عرش معلی سے ہے وہ ہی کوئے محمد ﷺ
چہرہ جو خدا کا ہے وہ ہی روئے محمد ﷺ

سب سے میم سوا احمد ہی بلا عین عرب ہے
ہی تار بصارت کی کشش سوئے محمد ﷺ

واللیل پڑھوں سورۂ والشمس کو دن ورد
ہیں یاد جو ہر دم رخ و گیسوئے محمد ﷺ

جب باغ نبوت میں لایا یہ کھلا گل
آتی ہی کلی سے مجھے اب بوئے محمد ﷺ

عشاق نہ کیوں اپنے یہاں سر کو بچھا دیں
ہی طاق عبادت خم ابروئے محمد ﷺ

سایہ کے نہ ہونے کا جو باعث ہے کہوں کیا
خود ظل خدا ہی قد دلجوئے محمد ﷺ

تسکین نہیں دہان نہ لکھو مسیحا
ہی اسکو سدا خواہش داروئے محمد ﷺ

ہوتے ہیں فدا شربت دیدار کو سبکے
ہستی سے ہیں بیزار رضا جوئے محمد ﷺ

سنتا ہون سدا ہر سِن سے ہو مین شب وصل | بیشک الف اللہ کا ہی ہر مو سے محمد

۵۴	توصیف یہی خواجہ چشتی کی ہی عاشق اخلاق حسن اونکے ہین سب خوئے محمد	۱۵

دل گھر اور چشم در اور فرق ہی بام محمود | ہی جبین پر مری موجود مقام محمود

جسطرح ذات مین احمد کی احد ہی مخفی | اسم اللہ مین پوشیدہ ہی نام محمود

بزبان ذات سے بیچون کی اثبات ہوا | صاف کہتا ہون مین قرآن ہی کلام محمود

صلح کل اوسکے ہی اخلاق حسن سے ظاہر | اس لئیے خلق ہی سب تابع و رام محمود

نشہ وحدت کا چڑہیگا تو نہ اتریگا کبھی | دیکھ لے پی کے تو اک قطرہ جام محمود

ہمکو جبریل امین صاف خبر دیتے ہین | وحی خالق کی ہی جو کچھ ہے پیام محمود

مرغ دل چھوٹتے ہین سب کے ہدایت پاکر | شش جہت مین جو بچھا رہتا ہے دام محمود

کہتے ہین راہ قدم سیر طریقت جسکو | ہی نظر مین مری اک نقش گام محمود

لافتیٰ شان مین آیا ہی اوسیکی الحق
ذوالفقار شہ صفدر ہی حسام محمود

دیکھتے ہی رخ و زلف آپکے عقدہ یہ کھلا
صبح الشمس تو واللیل ہے شام محمود

اپنے لکّر لیے مین سر رکھکے کیا عرفان
آگیا اونکی نظر مین جو خرام محمود

جلوہ فرما ہی جو وہ مہر جہان تاب یہان
خم ہی ہر وقت فلک بہر سلام محمود

اونکے اجداد کا گجرات ہے مین شاہ پورہ
احمدآباد مین ہی خاص قیام محمود

پیر و مرشد ہی مرا آج وہ قطب دوران
جسکے اوصاف مین آیا ہی سقام محمود

۵۵	خواجہ چشت کا ہی دست توجہ سر پر آج عاشق جو کہاتا ہے غلام محمود	۱۳

بے زبانم چہ کنم حمد تو ے محمود
شد عیان احمد بے میم بروے محمود

بندۂ او شدم و ہست خدایم دانش
سجدہ گاہ من عاشق شدہ کوے محمود

شکل بیچون کہ دران نور مجسم دیدم
مردم چشم منا لست لسوے محمود

خلق آموخت اخلاق حسن از فیضش
چشمهٔ خلق محمد شده خوی محمود

نغمهٔ دلبری از پرده برون می آید
صوت مطلق که برآید ز گلوی محمود

زلف واللیل که بر مصحف رویش پیداست
شکل الله نهانست به موی محمود

[illegible] ظاهر [illegible] ذات مطلق
[illegible] توحید [illegible] سوی محمود

وز [illegible] جهان محو و سرمستانم
جز [illegible] از [illegible] سوی محمود

احمدآباد که شد خطهٔ باغ گجرات
شد معطر همگی خلق ز بوی محمود

قطب اقطاب زمان غوث رشید عصر است
چشتی و مرشد ما جد و ابوی محمود

فخر دین و شه برهان و حسام الدین است
این جوانان همه از شان نکوی محمود

در بهشتش عظمت و اعزاز بود حاصل
در جهان خوار و ذلیل است عدوی محمود

همدرین عصر ز فیضان تو ای خواجهٔ چشت
شده ام عاشق و دیوانهٔ روی محمود

بشکل عبد خود مولی برآمد ‌‌ ‌ ‌ که بنده در رخ آقا برآمد

شده پیدا وضع خود با وضع ظاهر ‌ ‌ ز باطن چهرهٔ اخفا برآمد

بحسن و خوبی خود حضرت عشق ‌ ‌ نثار و واله و شیدا برآمد

کجا دو هست بین ای چشم وحدت ‌ ‌ که عکس از قامت زیبا برآمد

درآمد ذات بحت اندر تعین ‌ ‌ ز نقطه لفظ با معنی برآمد

جدا یکی اسم از شان مسمی است ‌ ‌ صفات و ذات خود یکجا برآمد

احد مخفی شده در برقع میم ‌ ‌ بروی برزخ کبری برآمد

طلاطم گشت چون در بحر وحدت ‌ ‌ برنگ موج خود دریا برآمد

جلالش شد برخسار جمالی ‌ ‌ ز آدم صورت حوا برآمد

بچشم احمدی گر دیده دیده ‌ ‌ پس پرده احد بینا برآمد

نظر کن ساقیا چشم و دل خود ‌ ‌ که همچون ساغر و مینا برآمد

زجام بیخودی خود جان عالم — بہ جسم انجمن آرا برآمد
کجا شاہد بود بی یار پیدا — کہ مجنون ہمرہ لیلی برآمد
برابر ذرّہ و مہر ست روشن — نہ خرشید از فلک تنہا برآمد
خدا گر ہست بیچون و چگونہ — چگونہ وصف او گویا برآمد
بگو ای شیخ قرآن را شنیدہ — چسان از بی زبان قل یا برآمد
شب معراج از عرش برین ہم — چنین تا فرش یک غوغا برآمد
رسیدہ صوت در گوش محمد — صدایش چو بخندہ در فشا برآمد
جواب لن ترانی خود صریحا — چسان با حضرت موسی برآمد
ابوالآدم فقط بی میم احمد — کہ ہم بینا و خود دانا برآمد
بوصل خواب غفلت محو گشتم — کہ فصل از عالم رویا برآمد
سرود مطرب مطلق شنیدم — ز بی لب حرف یک ہو یا برآمد

چو رخسار صنم شد ظاہر احمد | بشان دیر خود لطجا برآمد
شوم کافر بگویم پیش دیندار | کہ او در شکل بت حقا برآمد

۵۷ | بحکم خواجہ اجمیر عاشق
زقید خواہش دنیا برآمد | ۱۷

خود فنا ہو کر میں کرتا ہوں خدائی کا گھمنڈ | مجھہ میں کچھہ باقی نہیں ہی خود نمائی کا گھمنڈ
لاشریک اور وحدہ پاتا ہوں اپنی ہی صفت | ہی مری عظمت کے شایان کبریائی کا گھمنڈ
دیکھتا ہوں صورت معشوق اپنی ذات کی | شکل آئینہ میں کہتا ہوں صفائی کا گھمنڈ
بحر وحدت میں دکھائی دیرہا ہوں جوں حباب | خود ہوں دریا مجھہ میں ہے اپنی سمائی کا گھمنڈ
غیب بیکون کی حقیقت آپکے سینے میں صاف | اس لیئے ہی ہمکو باطن کی رسائی کا گھمنڈ
پھنس گئے ہیں عشق کے پھندے میں ہم تو کیا ہوا | ہی ہمارے طائر جان کو رہائی کا گھمنڈ
ہم ہیں ہمکو عجز سے بندہ بنے ہیں آپکے | کب کیا کرتے ہیں عاقل خودستائی کا گھمنڈ

عشق کی ساقی سے بھری قد تا گیسو شراب
ہی خم ہر مین ہمارے پارسائی کا گھمنڈ

صلح کل اب ہم سے اے شیخ و برہمن سیکھو
ہرگز آپس مین نہ رکھو تم لڑائی کا گھمنڈ

مین جو کہتا ہون انا الحق ثانی منصور ہون
جانتا ہون نہین اپنی بھلائی کا گھمنڈ

ہستی و ذات و صفات ہست کی نفی ہی اب
عبد و رب کے درمیان کب ہے جدائی کا گھمنڈ

آگئے دیدہ سے مین تیر کیسے عشقباز
تجکو اے پیارے ہی زیبا دلربائی کا گھمنڈ

جب کہ ہی دوران جوان محبت ہو تے مین برباد ہم
کیا کرین دنیا مین تیری آشنائی کا گھمنڈ

تجھ مین ہی خو جفا تو ہم مین بھی کیسی وفا
اے جوان ہمسے مگر تو بیوفائی کا گھمنڈ

یا علی دل سے کہا گر کوئی مشکل ہو سخت
ہے سزاوار علی عقدہ کشائی کا گھمنڈ

کب زبان ہی ہمکو جو باتین کرین ہم اسطرح
ہر کوئی کرتا ہی بیان اپنی بنائی کا گھمنڈ

عاشق خواجہ حسین الدین کا سر جھکتا ہے کب
بڑھ کے ہی شاہی سے بھی اوسکی گدائی کا گھمنڈ

ڈھونڈ کر ہمنے جو پایا ہو کا نکلا لا تعویذ
ہاتھ آیا کسی عامل کے نہ ایسا تعویذ

عشق کی تپ سے سدا سینہ مرا جلتا ہے
آتشی گھر سے مرے واسطے بھرنا تعویذ

زرد ہی رنگ مرا عشق کے آسیب سے آج
زرگرو لاؤ سنہری کوئی اچھا تعویذ

نقش توحید جو دل پر ہے ہمارے کندہ
خون سے دھو کے پیا کرتے ہیں اپنا تعویذ

نقش ہے نام محمد کا جو آدم میں نہاں
عارف ذات میں اپنی ہے وہ اخفا تعویذ

نقش ہے ناد علی کا جو زبان پر میری
نطق مولیٰ سے ہوا جاتا ہے گویا تعویذ

اسم اعظم سے پہنچتا ہوں میں اوڑ کر تا عرش
عاملو مجکو بناتا ہے فرشتہ تعویذ

کنت کنزا کے عدد سے یہ نقش الحب کا
گنج مخفی سے مرے ہاتھ ہے آیا تعویذ

تھا سر راہ جبیں سے کے جو ملا نقش قدم
لیکر اوس یار نے خود انکھو نپہ رکھا تعویذ

سورۂ جن میں نگار اپنا نظر آتا ہے
دیکھ قرآن کو لکھوا دن کا لیتا تعویذ

دل کا دھڑکا نہ کبھی جائے دم آخر تک
پاس آئے جو مرے بنکے مسیحا تعویذ

اپنے سینے پہ ہی ڈرتا ہے بہت لیوا تھا
اسے سنیا تو ذرا سوچ کے لکھنا تعویذ

یار کے ہجر نے اک دم میں کیا مجھکو سقیم
اے مسیحا ترا کام آئے نہ گنڈا تعویذ

لکھ دیا یار نے یاقوت پہ بس الا اللہ
بن گیا اپنے فنا ہونے کا سینا تعویذ

یار بن ہم کو فنا ہونے سے ڈرایا ہے نشاں
گورکن تو نہ بنا میری لحد کا تعویذ

جا ذرا آج ہوئی یار کو پایا ہے شم
کر کے کچھ شکر پڑھی پھر یہ لکھا تعویذ

۵۹	وہ جو پیشانی پہ ہے نقش قدم آپ کے اس جوتی پہ ثبت حق میں عاشق کے ہے وہ نقش کف پا تعویذ	۹

جس طرف دیکھا ادھر دلدار آتا ہے نظر
چشم وحدت میں فقط اک یار آتا ہے نظر

آنکھ نرگس پھول لب رخ غنچہ دہن شمشاد قد
آپ میں اے جان جہان گلزار آتا ہے نظر

ساقیا پر دے مجھے اک ساغر الفت
آنکھ میں اوس مست کی میخوار آتا ہے نظر

کفر کی تسبیح سے چھوٹوں کیونکر اے زاہد
روزن تسبیح سے زنار آتا ہے نظر

مطلب حضرت سے جو دی کو ہوتی ہے خبر
حال دیوانہ کب ہشیار آتا ہے نظر

برہمن جو دیر میں ہے خوش کعبہ میں شیخ
کیا کہیں ہم یار کو مکار آتا ہے نظر

کس طرح اس خواب کی تعبیر ہو فرمائیے
یار پہلو میں مگر بیدار آتا ہے نظر

ہے قضا اوسکی دوا اچھے سے بیمار کیا
دل میں تیر عشق کا آزار آتا ہے نظر

۹	حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ہے فیض نیاز عاشق اب تو جو قلندر وار آتا ہے نظر	۶۰

مری ہستی کی کشتی ہے رواں دریائے فانی پہ
نہیں ہے اے ناخدا تکیہ حباب زندگانی پہ

ہو الاول ہے الاخر ہے الظاہر ہو الباطن
اوسمیں بھید ہے سارا نظر کر تو معانی پہ

جو کچھ پنہاں ہے بحر وحدت میں ہی الا رحمت
خدائی دیکھ لے ساری نظر آتی ہے یہ باقی

نظر کرتے ہیں ہم حق کو ہمیشہ کعبۂ دل میں
کہاں ہے رتبہ موسیٰ کی ہماری لن ترانی

تلاش یار میں نکلا تو خود گم ہو گیا میں بھی
کروگے جستجو میری تو ہم کس نشانی پہ

نکل جاتی ہے خود قاتل کے لب سے عشق اپنا
نہیں ہے یہ جہاں کو حسرت ضعیفی اور جوانی کی

عدم کے ہم مسافر ہیں کہ اپنا مستقر ہے یہ
طبیعت رہتی ہے مائل ہمیشہ لامکانی کی

شہنشاہ زماں جو ہے بدرویش صورت سے
کوئی ظاہر کوئی باطن ہے اپنی حکمرانی کی

۶۱ | جناب خواجہ چشتی نے بنا ہو بام وحدت اور
نظر سے تیرے عاشق کی ہمیشہ قدردانی پر | ۱۵

خدا و بندے تو پیدا ہے تعین اپنا مٹا کر
نظارہ کر جیسا تو ہے تجھ میں ہستی کے پردے اوٹھا کر

جو تو بنا ہے طلسم ہستی کے ہیں ہم تیری حقیقت
زباں تجھکو نہیں ہے مطلق نہ اب تو ذکر انا کا کر

الٹ میں اپنی جو تو زندہ ہے پلٹ میں اپنی تو خود مردہ ہے
ہوا ہے پنہاں جس طرح تو ظاہر رکھ اپنے کو وہ چھپا کر

جو تو مصور بنا ہے اپنا عجب ہے نقشہ نظر میں آیا
کرے دو دو شکلیں بگاڑیں اپنی جہاں میں تو بنا بنا کر

ہے دم میں تیرے جو ہو ہو زیر و بم میں ہے صوت کے جلوے
صدا آتا ہے اپنی خود تو ستار ڈھولک بجا بجا کر

ہیں سلسلہ عیش و جو اس کے پیمان صاف مجلس کے ساقی
یہ کس نے تجھکو بنایا مجھکو شراب وحدت اب پلا پلا کر

بری ہوا عشق تیری بیچاری وفا تو تجھے نہیں
یہ کیسی کی تو نے بیوفائی عشق اپنا دکھا دکھا کر

جو خواب غفلت سے آپ کے تماشا اپنی مجھے
تھا میں خلوت میں کیوں ایسا اٹھایا مجھکو ہلا ہلا کر

جو بحر توحید کا ہی قلزم میں اسمیں ڈوبا ہوں بچکر
ملا ہی دیتیم مجھکو ہزاروں غوطے کھلا کھلا کر

ہمیشہ سجدہ ہزار عالم ہمارا آنکھوں کے رو برو ہے
کھڑا ہی صاف آگے مرے بتاں مجھی آنکھیں اٹھا اٹھا کر

دوئی یہ جبتک ہی گئی تجھہ میں عبث ہے زاہد پڑی
تھا راہی ہمیشہ پڑھے تو خود کو اپنی بھلا بھلا کر

جو اسم خود وہ ہے مسمی اپنا جو مجنوں وہ خود ہی لیلی
سما گیا صاف دیکھے ہو کا دل بشر میں خدا خود آ کر

تو چھپکے محفل میں چشم ہستی کی تماشا صاف اپنا دیکھتا ہے
ہی آپ پردہ پردہ میں خود ہے تجھ میں بظاہر نچا نچا کر

عدم میں ہمکو زبان کہاں تھی کلام اپنا ترے صفت ہے
تو بھید کرتا ہی ظاہر اپنا یہ مجھکو باتیں سکھا سکھا کر

٦٢	جناب خواجہ معین دین کے یہ بھید عرفان کا ہے تحقی یہ کھدیے عاشق چھپاؤ اسکو مریدوں کو سب جتا جتا کر	١٥

مظہر ہو کا خواجہ پیر
رب ہی اپنا خواجہ پیر

مطلق ذات بیچون کا — خود ہے سایہ خواجہ پیر

شکل احمد صاف بنا — برزخ کبری خواجہ پیر

پڑھکر انہیں سمجھا ہولشنا — خود ہے طٰہٰ خواجہ پیر

پہلے گنج مخفی ہے — آپہی نکلا خواجہ پیر

ذات تھا وحدت کا — خود ہی اوجالا خواجہ پیر

عشق سے اپنے عالم مین — آپہی سمجھا خواجہ پیر

طرفہ باغ وحدت کا — خوب ہی ثمرہ خواجہ پیر

دیکھکر اپنی صورت کو — آپ کو سمجھا خواجہ پیر

جو سمجھا تو تم اوسکو کہہ بیٹھے — سب مین آتا خواجہ پیر

مثل اوسکا عالم مین نہین — پیر ہے یکتا خواجہ پیر

ہو گئے مرید اک کامل کے — سمجھو ہے کیا خواجہ پیر

ہند و دکن میں پیر یگانہ — مرشد آقا خواجہ پیر
ملک دکن میں ہی مشہور — ہند کا کعبہ خواجہ پیر

عاشق دل سے کہتا ہون
پیر ہمارا خواجہ پیر

مرشد کامل خواجہ پیر — پیر واصل خواجہ پیر
اوسکو بزرگی کیا دین ہم — خود ہے فاضل خواجہ پیر
آپ صفت مین اللہ کی ہے — سب ہی شامل خواجہ پیر
مطلق ذات سے چون مین — ہی اب داخل خواجہ پیر
اپنے سر تخنتی کا — خود ہے قائل خواجہ پیر
قطب ہین غوث اک یگانہ — شمع محفل خواجہ پیر
اپنا دیوانہ جو ہوا — خود ہے عاقل خواجہ پیر

حق کی نعمت وہ بیٹھے ہین — ہے خود با قول خواجہ پیر
پھر مرید جب وہ ہوتا — ہو گیا حاصل خواجہ پیر
یاد کیا جب مین نے ہوا — دل مین نازل خواجہ پیر

۶۴

مین جو عاشق اس کا ہون
مجھ پہ سایہ ہے مائل خواجہ پیر

۱۷

جب باغبان لم یزل آیا چمن کو چھوڑ — بلبل لگی بھٹکنے گل نسترن کو چھوڑ
ان پانچ ہی سے صورت اللہ کا ظہور — عارف اگر ہے تو نہ کبھی پنجتن کو چھوڑ
سب رہزنی کھل گئی تری کیون چھپ رہا ہے اب — آتش سے رو برو ہے مر تو مکر و فن کو چھوڑ
نکلے ہین جو عدم سے غریب الدیار ہین — صدمے اوٹھا کے عشق مین کیا کیا وطن کو چھوڑ
سن سن کے نغمہ دشت مین ہو کا مست ہو — پھرنے لگے ہین جو کڑی آہو ختن کو چھوڑ
جوش جنون سے عقل مری ہو گئی ہے گم — ہشیار کسطرح سے ہون دیوانہ پن کو چھوڑ

وحشت نے چاک جیب و گریبان کو کر دیا
مطلق برہنہ ہو گئے ہم پیرہن کو چھوڑ

رفتار دل کے ساتھ اٹھائے ہین قدم ہم
کیون پاؤن لپٹتا ہین آئے وطن کو چھوڑ

در پردہ گفتگو نفس سے ہے آن رہی جب
خاموش ہوگئی ہی زبان خود سخن کو چھوڑ

ہستی مٹا کر اپنی فنا ہو تو یار مین
طالب اگر ہی وصل کا اب جسم و تن کو چھوڑ

ظاہر مین ہم تو بیٹھے ہین محفل مین سب کے ساتھ
باطن مین ساتھ یار کے ہین انجمن کو چھوڑ

باتین کہان گئین تری میٹھی میٹھی آج
تو کس لئے ضعیف ہوا اب لبن کو چھوڑ

اسلام و کفر کیا ہی یہ پہلے سمجھ ذرا
زاہد ملا نہ دین مین ادین برہمن کو چھوڑ

دو روز رہنے کے لئے آئے جہان مین ہم
جا بیٹھنگے لامکان کہ دار محن کو چھوڑ

گلزار عشق کا جو بنا ہون مین عندلیب
دم بھر رہون جدا نہ کہین گلبدن کو چھوڑ

گو ہون شہید جلد مجھے تیغ عشق سے
جاؤنگا مین کہان سے لحد مین کفن کو چھوڑ

عاشق معین دین کے تصور مین ہر نفس

۱۵	اجمیر میں مقیم ہیں ملک دکن کو چھوڑ	۶۵

ترے پاس رہتا ہے یہ رو شب و روز ہے بے چین دل کس لئے تو شب و روز
جنونکا قدم جب بڑھا اپنے حد سے یہ دیوانہ پھرتا ہے ہر سو شب و روز
شگفتہ ہوا باغ وحدت تو تیری مہکتی ہے ہر گل سے خوشبو شب و روز
جو پاتا ہے بلبل کو نالاں چمن میں ہے خود خندہ زن اپنا گل و شب و روز
بنا ہوں میں آئینہ خود دیکھنے کو ہے آگے مرے روئے نیکو شب و روز
یہ ہے شور و غل کسکا اب شش جہت میں یہ کیسی ہے آواز یاہو شب و روز
سمجھتا ہوں والشمس و اللیل مطلق محمد کا رخ اور گیسو شب و روز
مرے دل میں تو ہی ہے آنکھوں میں تو ہی کروں پھر میں کسکی تگاپو شب و روز
سمایا ہے جب سے تو صورت میں میری ہے دہیان اپنا ای یار خوشخو شب و روز
سر اپنا جو سجدہ کو جھکتا ہے جاناں ہے پیش نظر طاق ابرو شب و روز

نماز فنا میں ہو مشغول زاہد
ریا کی نکر بندگی تو شب و روز

جو سنتی ہے خود نغمہ صوت بلبل
زبان پر ہے قمری کی کوکو شب و روز

ظہور تجلی سے روشن ہے سینہ
ہے دل ہی میں خود اپنا مہ رو شب و روز

فنا ہو میں سن سن کے خود موتو قبل آج
مجھے درد ہے ان تو تو شب و روز

۶۶

ترا عاشق زار لے خواجہ چشت
نظر تجکو کرتا ہے ہر سو شب و روز

۱۳

عرش سے آئے ہیں لیکر صندل بندہ نواز
ہے فرشتون کے سرونپر صندل بندہ نواز

شان و شوکت سے ہیں سارے خواجگان چشت ساتھ
ہے یہ مقبول ہمیں صندل بندہ نواز

نعرہ ہائے حیدری ہے ہر طرف ہے شور و غل
دیکھکر ہیں شاد صفدر صندل بندہ نواز

ہاں نصیر الدین چراغ دہلوی کے فیض سے
ہے دکن میں آج گھر گھر صندل بندہ نواز

مشک اور عنبر سے بھی افزوں کھیں خوشبو میں ہے
ہے خدائی میں معطر صندل بندہ نواز

جلوہ اوس کا دیکھنے کو جمع ہی خلقت تمام
ہی یہ شان حق کا مظہر صندل بندہ نواز

گنبد افلاک تک پہنچی ہی اوسکی روشنی
دیکھتے ہین ماہ و اختر صندل بندہ نواز

مہر اور مہ کے پیالے زمین ہی پہ سر کرار گیا
کیون نہو پر نور یکسر صندل بندہ نواز

با ادب سر کو جھکا کر لیچلو کلک ابق
دیکھتا ہی رشک داور صندل بندہ نواز

اسکو آنکھون پر اٹھاتے ہین دیکھو کیسے اولیا
سب تبرک سے ہی بہتر صندل بندہ نواز

ٹھاٹ اس جلسہ کی بیٹھے ہین دیکھو فرشتے بھی
ساری خلقت مین ہے اشہر صندل بندہ نواز

٦٧	عاشق صادق کو سیر ہی معین الدین چشت ہر برس ہوئے سیر صندل بندہ نواز	١٥

خدمتین آ گئے دیکھو خدا ہی ہمارے پاس
حق کو نہ ڈھونڈھ تو وہ چھپا ہی ہمارے پاس

آزار عشق کا ہو مسیحا سے کب علاج
جلد آ مریض اوسکی دوا ہی ہمارے پاس

واجب ہے آئینہ تو بنا ممکن اوس کا عکس
ہی آئینہ صفا تو جلا ہی ہمارے پاس

کچھ کھٹک ہو سینہ پہ ڈالکر آئے ہو اے صنم
ثابت تمہارا ناز و ادا ہے ہمارے پاس

ہستی مٹا کر اپنی وجود نگار دیکھ
ہم ہو گئے فنا تو بقا ہے ہمارے پاس

ہر دم نصیب ہے ہمکو ملاقات یار کی
خود وصل میں ہے ہمارے پاس

معبود میں شہادت تری عید ہے ہمکو
دکھلانا خود کو جب ہم وہ تماشا ہی ہمارے پاس

آتش سے عشق کی جو جگر ہے جلا ہوا
دودن کی زیست کی یہ غذا ہے ہمارے پاس

جب عشق میں ستم کیا کچھ اختیار
ہم بت پرست ہیں یہ روا ہے ہمارے پاس

گر تجھکو محویت کی شہادت کا ذوق ہے
جنت بنا کر آ تو کربلا ہے ہمارے پاس

ہم ہو گئے فنا تری الفت میں اے صنم
ہے تجھ میں گر جفا تو وفا ہے ہمارے پاس

ایوب کو نصیب تھا کب درد عشق کا
صابر ہیں ہم فقیر رضا ہے ہمارے پاس

آئے ہیں ہم عدم سے پہنکر لباس عشق
عریانی اپنی عین حیا ہے ہمارے پاس

لاتا ہے التجا کوئی اور کوئی مدعا
جب وہ مستجیب دعا ہے ہمارے پاس

٦٨	عاشق معین دین کے ہم آزاد ہین فقیر رکھتے ہین جو کچھ آج بجا ہے ہمارے پاس	١٧

تجکو اگر ہی احمد مختار کی تلاش
کرنی ہی پہلے حیدر کرار کی تلاش

کافر کی جستجو ہی نہ دیندار کی تلاش
دیر و حرم مین مجکو ہی اک یار کی تلاش

فرقت مین وہ ڈھونڈھتے ہین سبھی اپنے یار کو
دل کیون نہ ہی مجکو وصل دلدار کی تلاش

آیا ہے ہم جس مین آدم کے جو یہان
ہی مجکو اُس صنم اوسی مکار کی تلاش

بندہ کی ذات مین ہی خدا جب چھپا ہوا
در پردہ مجکو ہی اسی اسرار کی تلاش

پردہ چھٹا غیریت کا جو ہی کی آنکھ پر
تھی کوہ طور پر اسی دیدار کی تلاش

ہی درد عشق سے جو مسیحا دلکو جو ہے
ہی مجکو اوس کے چارۂ آزار کی تلاش

مین بیچتا ہون دلکو جو بازار عشق مین
رہتی ہی مجکو اوس کے خریدار کی تلاش

نطق نفس کو سکے زبان ہو گئی ہی بند
پائی عبث جو مجکو ہی گفتار کی تلاش

بیخود جو مین ہوا ہون شراب طہور سے — ہر دم ہے مجکو جام نہ خمار کی تلاش

تسبیح کو جو رشتہ الفت صنم سے ہے — کعبہ مین بھی ہے شیخ کو زنار کی تلاش

سنکر انا الحق اب بھی ذرا حق سے پرا — کب قتل کو روا ہی مر دار کی تلاش

در یتیم بن کے گرا اشک آنکھ سے — ہے یار کو جو گوہر شہوار کی تلاش

ذکر زبان و دل سے ملیگا نہ وہ صنم — ای طالبو کرو نہ تم اذکار کی تلاش

مہجور ہی تجلی جانان کا خواستگار — ای واصلو ہمین نہین مجھے انوار کی تلاش

اپنے عمل کے پس لئے زاہد کو ناز ہے — رحمت کو تیری جب ہے گنہگار کی تلاش

69 **خواجہ معین دین کا مین عاشق ہون عزیزان**
رہتی ہے مجکو عشق کے اشعار کی تلاش 9

جب سے ہی اپنی جان کو دلدار سے خلوص — ہے مجھ سے یار کو تو مجھے یار سے خلوص

آتی ہے صاف ہو کی صدا چھیڑتا ہون جب — ہے مجکو اسے نفس کے ہر تار سے خلوص

گھونگھٹ اوٹھا کے میم کی چہرہ احد کا دیکھ	تجکو اگر ہے احمد مختار سے خلوص
رخ یار کا جو صورت اخلاص میں ملا	ہے لب کو میرے مصحف رخسار سے خلوص
آدم کو کیوں جو دہی اللہ کی ہے ذات	پائے وہ بھید جسکو ہے اسرار سے خلوص
ہیں بے خود جو ہنسیا کی ہے پی پی شراب آج	ہے بیخودی مجھے اوسی خمار سے خلوص
سب ہیں خدا پرست تو ہیں ہم صنم پرست	ہے دل کو میرے کفر کی رفتار سے خلوص
سائے کو میرے جب سے رسائی ہے عرش تک	ہے مہر مجکو عاشق پہ انوار سے خلوص

۷۰	خواجہ معین دین جو شہنشاہ ہند ہے عاشق کا بس اوسی کی ہے سرکار سے خلوص	۱۵

کب سالکوں کے اوسکو ہے کردار سے غرض	رحمت کو یار کی ہے گنہگار سے غرض
ہے کب میں عرف سے ہماری زبان جو بند	اسواسطے ہمیں نہیں اوذکار سے غرض
پیر ویسے ہمکلام جو ہوتا مجھ سے دوست	رکھتا ہوں اوس کے دم میں ہر تار سے غرض

اسلام کفر عشق مین پائے گئے جو ایک
ہمکو کسی طرح نہین تکرار سے غرض

صورت مین یار کی جو زلیخا چھپی تھی کیا
یوسف کے حسن کو تھی طلبگار سے غرض

ہی طور سے وہ جند جو دلکی ہین روشنی
موسی سے بر جھکے ہی اپنے انوار سے غرض

نکلے نہ کیون حجاب سے دلدار بیحجاب
رکھتا ہی جبکہ وہ ہمہ دیدار سے غرض

دیکھا جو جو دکھ مین نے تو اللہ ملگیا
ہوتی ہی یون کسی کو کب اسرار سے غرض

ہی علم باطن اپنا کتابون کے برخلاف
ہرگز نہ ہمکو چاہیے گفتار سے غرض

آسان ہو وصال خدا طالبون کے پاس
پائینگے جب وہ یار کی دشوار سے غرض

بازار عشق گرم ہی لے نقد جان چلے
سودے کو یار کے ہی خریدار سے غرض

[illegible] انا الحق جو کہہ دیا
کب اہل ظلم و جور کو ہین دار سے غرض

دلکی طپش کو دیکھ [illegible]
کب ہے دوا کو عشق کے آزار سے غرض

اپنا لباس عور ہی لتا [illegible] خوش ہین
[illegible] بار سے غرض

٧١	دل سے معین دین کا جو عاشق ہے سدا حاصل ہوا اوسکی حیدر کرار سے غرض	١٥

عشق جانان مین کب وفا ہی شرط
ظلم سہے جو سہے جفا ہی شرط

سر جو جہکتا ہی رو برو تیر سے
اپنی تسلیم اور رضا ہی شرط

آ کے مل یار سے خلوص کے ساتھ
دوست کے وصل کو ولا ہی شرط

مرض عشق کا علاج سے ہے اور
اے مسیحا نہ کچھ دوا ہی شرط

نقد جان تھا جو کچھ وہ ہار چکا
یہ سمجھ سے لے تری ادا ہی شرط

اسطرح کھیل خود فنا ہو جا
بازیٔ یار کی بقا ہی شرط

دل کے آئینہ مین ہی عکس نگار
پر اوسے دیکھنے صفا ہی شرط

مین جو ہون تو ہی تو جو ہی مین جان
یار آپسمین کب روا ہی شرط

اپنے پہلو مین و تکیہ دلبر کو
تجھ سے ہمنے جو کی بجا ہی شرط

چار عنصر کی کھیلے چوسر کون
ہاری اوسکی ای آشنا ہی شرط

ملگیا رب تو گم ہوا بندہ
یار تیری یہ حق نما ہی شرط

آپ اپنے سے مانگنے کے لئے
سوچئیے کچھ تو کب دعا ہی شرط

طاعت اپنی ہمیشہ ہے مخفی
یاد دل مین کہان ریا ہی شرط

تیری رویت ہو ہمکو عقبی مین
ہم سے کب ایسی لقا ہی شرط

۴۷ تیرے عاشق کی ای معین الدین
جان نثاری یہ انتہا ہی شرط ۱۷

اب وصل یار مین تجھے مل رہا ہی حظ
مہجور کو نصیب کہان وہ بہلا ہی حظ

پیکر شراب عشق جو ستی مین چور ہون
بیخود ہون مجھ پہ اس لئے یہ سب روا ہی حظ

خانہ خراب عشق نے کھینچا مجھے یہان
ای دل مین کیا کرون کہ ترا خود برا ہی حظ

عشق مجازی اپنا حقیقی پہ آ چکا
بہلا کچھ اور حظ تھا یہ اب دوسرا ہی حظ

لطفی یہ ہے عشق یار کا رکہتا ہون شوق و ذوق — ضایع ہوا ہون کیونکہ آج کہ مین بھرا ہے حظ

ہر دم مین اپنے ستے ذات او جلوہ گر — عشرت کدہ مین قلب کے رونق فزا ہے حظ

لب اور زبان کو ذائقہ ہی اکل و شرب کا — جو جان جان فزا ہے خود اوسکی غذا ہے حظ

توحید کی جو شکل آتی ہے دم کے ساتھ — غنچہ کہلا ہی دل کا یہ تازہ ہوا ہی حظ

اسما یار کا ہی یہ سارا ظہور ہے — ظاہر ہوئین صفات تو اوسمین چھپا ہے حظ

کس کس کو ہم دکھائین مزہ سوز عشق کا — جوں دل جلے ہین اونپہ جو دانا کھلا ہی حظ

سیماب مین جو عکس تجلی ہی یار کا — صورت کو دیکھون آئینہ مین یہ بنا ہے حظ

لاہوت تک جو ذہن ہمارا رسا ہوا — ناہوت کے شور و غل کا کہون کیا اوٹھا ہے حظ

رہتا ہون نفس ہر جو تصور مین یار کے — جانان کی شکل آپ ہی خود بنگیا ہے حظ

آواز یار کی جو سنی مین نے غیب سے — دکھلاؤن کیا تجھے جو مجھے ملا ہے حظ

ہر دم جو ہو رہا ہون فنا ذات یار مین — سوے بقا خود آپ ہی یہ بڑھتا چلا ہے حظ

جس طور پہ ہی عاشق ہی اپنا حال کہے
رہتی زبان منہ میں ہی لال لوٹتا ہے خط

۴۳ے

خواجہ معین دین سے جو عاشق کو ہی سلوک
اے یار ذات سے وہ تری پا چکا ہے حظ

۱۹

میں ہوں مطیع یار مرا یار ہے مطیع
خود دل کا میرے حضرت دلدار ہے مطیع

پہنچا جو خود معارج وحدت پہ عشق سے
اپنا ہی آپ احمد مختار ہے مطیع

گھونگٹ میں میم کی جو خدائی نظر پڑی
احمد کا دل سے حیدر کرار ہے مطیع

طالب بنا جب آپ ہی مطلوب خود ہوا
کیا اس میں بھید ہی جو طلبگار ہے مطیع

مکر و فریب لائے جو بازار عشق میں
سودا بنا ہی آج خریدار ہے مطیع

بنکر در یتیم مقابل سر ہوا ہی بحر
عشق صدف کا ابر گہربار ہے مطیع

رکھتا ہی یار رشتہ الفت [illegible]
ایسا ہی شیخ و صاحب زنار ہے مطیع

در پردہ کھینچ لیتے ہیں پتلی کو یار کی
اپنی نگاہ چشم کا خود تار ہے مطیع

جو چاہتا ہے کرے مسیحا علاج جلد
تشخیص کچھ نہ کر ترا بیمار ہے مطیع

وحدت کی عرصہ گاہ میں جاتا ہوں ہر نفس
جانان کے ہر خیال کا رہوا ہے مطیع

نکلیگی کس طرح سے دوئی کی زبان سے بات
توحید کے کلام کی گفتار ہے مطیع

صاحب سے بندہ بندہ سے صاحب جو بن گیا
طاعت میں غلام تو سردار ہے مطیع

ملک قدم کی راہ جو کرتا ہوں دم بدم طے
اپنا قدم ہے سر کی تو رفتار ہے مطیع

جور و جفا یار سے ثابت ہو تو وفا
کرنے میں ظلم اپنا ستمگار ہے مطیع

بادہ وہ ہم پیا نہیں کیا جس سے کبھی نشہ
سرکش میں اپنا خانہ خمار ہے مطیع

اک جرعہ عشق نے ہی ایسا بیہوش کر دیا
دیکھو تو آج اپنا وہ میخوار ہے مطیع

عصیان و رحمت ہیں میں یکسان آن ہی جو
غفار کیوں ترا یہ گنہگار ہے مطیع

دیر و حرم میں جلوہ دکھایا ہے یار نے
ہندو میں سر جھکا تو دیندار ہے مطیع

خواجہ معین دین کا وہ مطیع خاص ہے

۳۵	دل سے پیا آج عاشق غمخوار ہے صبوح	۴۳

سالک سے پوچھ یار کی رفتار کا سراغ — دلبر سے سن لب و لعل کی گفتار کا سراغ

فصل خزان گئی تو مین لایا ہوں غنچہ سا — بلبل سے پیکے عشق کے گلزار کا سراغ

لایا دُرِ یتیم جو دریا سے عشق کے — ہاتھ آگیا ہے قلزم زخار کا سراغ

رحمت کا اوسکی نیک سے کیونکر پتہ لگا — عاصی سے پوچھ حضرت غفار کا سراغ

موجود کسطرح سے ہوا خلق میں نگار — دنیا میں عشق والوں کا اوس دار کا سراغ

اے آفتاب منہ پہ نہ لے ابر کی نقاب — ذرے سے لگ گیا ترے انوار کا سراغ

دریا سے قطرہ قطرہ سے موتی جو بن گیا — یم ہے اوسمین اور در شہوار کا سراغ

مضطر بنا دیا ہے مجھے اپنے قلب نے — پایا ہے جب سے پہلو مین دلدار کا سراغ

تو ہی ہے محیی و قابض و حی و ممیت خود — ہوگا فنا تو پاوے گا ان چار کا سراغ

اسم و صفات و فعل جو ہو جاین محو ذات — لے دلربا ملیگا تجھے یار کا سراغ

موسی ہوا جب آپ تجلی ہی خود بنا ‏ پھر طور پر کہاں سے لگے دیدار کا سراغ

کعبہ میں شیخ دیر میں جو برہمن بنا ‏ ہمکو لگا ہی آج ادسی مکار کا سراغ

زاہد ترا ہوا ہے گلو گیر کفر بھی ‏ تسبیح سے ملا ہی جو زنار کا سراغ

پھرتے ہیں ہم جو مذہب و ملت کی کھوج میں ‏ کافر کا کچھ پتا ہی نہ دیندار کا سراغ

لایا فرشتہ ایک نہ مٹی وجود کی ‏ کیا خاک پائیگا تو تن زار کا سراغ

دل سے نہ پوچھ مرکب سیر پر کون کون ‏ بیدل کہاں سے لائیگا اسوار کا سراغ

جسکی کہ تھی تلاش مجھے اپنے کام کی ‏ جاتی رہی ملا جو تیرے کار کا سراغ

ہی جو مسیح درد محبت سے جان بلب ‏ پائے وہ کسطرح ترے بیمار کا سراغ

دل بیچنے جو آئے ہیں بازار عشق میں ‏ پایا ہی آپ اپنے خریدار کا سراغ

ہاں لامکان بھی ہی جو دار السلام ہی ‏ پائیگا تو نہ وہاں در و دیوار کا سراغ

جو غیر ہی میں خود ہی خود ہوں وہی ہی کہ غیر ‏ بتلاؤں پھر میں کسطرح اغیار کا سراغ

ہنستا ہوں عشق میں کبھی روتا ہوں میں کبھی
اپنے کیے سے مجھ کو ہے اطوار کا سراغ

رہتا ہوں آپ سے گم تصور میں یار کے
اے دل نہ آپ پا سکا خونخوار کا سراغ

جور و جفا و ظلم و وفا میں ہے تو ہی
لب سے رضا نکال ستمگار کا سراغ

عاشق سے دین و دل کا جو رکھتا ہے میکدہ
پاتے ہیں رند خانۂ خمار کا سراغ

مائل ہے شیشۂ دل بسکہ جو دلدار کی طرف
ہر دم تصور اس لیے ہے یار کی طرف

نکلا ادھر کا آتا ہے جب دم مجھے خیال
تکتا ہوں میں سمند تمہار کی طرف

کر کے وضو لہو سے فنا کی نماز کو
ہیں سر جھکا حیدر کرار کی طرف

پہلی ہی موج سے نکل آیا در یتیم
تو دیکھ آ کے قلزم زخار کی طرف

ہو کے صدا نفس سے جدا آتی ہے دمبدم
ہیں کان اپنے حلقۂ زنار کی طرف

کرتا ہوں اپنے چشم و لب گوش کو جو بند
جاتا ہے ذہن یار کے اسرار کی طرف

[illegible] — منہہ پھر گیا ہی قلب کی گفتار کی طرف

پردہ مین آنکھ کے جو صنم ہی چھپا ہوا — پڑتی ہی کیا نظر مری دیدار کی طرف

بلبل ہین سنگ مجھکو دیکھتے ہی غنچے باغ کے — لیجا نہ ای صبا مجھے گلزار کی طرف

کیونکر نہ جہانکے رخنہ سے دل کے مرا صنم — ہی میری آنکھہ روزن دیوار کی طرف

دیر و حرم مین عشق جو اپنا محیط ہی — ہم اس لئیے ہین کافر و دیندار کی طرف

ساغر بھرے ہین آنکھ کے صہبای عشق — دیکھو تو چل کے خانۂ خمار کی طرف

جانان تمہارے عشق ہین سودائی بنکے آج — مین پھر رہا ہون کوچۂ بازار کی طرف

مجھکو تو شوق قتل ہے تلوار سے نہ مار — سرخم ہی تیغ ابروی خمدار کی طرف

سب کام اپنے ہمکو جو سونپے ہی یار نے — اپنا نہین خیال کسی کار کی طرف

خود ہی طبیب درد محبت مین مبتلا — کب دیکھتا ہی عشق کے بیمار کی طرف

در سے معین دین کے جو عاشق ہی فیضیاب

جب اپنا بنا آپ گلفام عاشق
ہوا باغ وحدت مین بدنام عاشق

جیے ہین جو مر واسطے عشق حقیقی
ہوے ہین سبھی ہمپہ خدام عاشق

ہی یاد مین تیرے جو دلدار حاضر
ملیگا کہان تجکو آرام عاشق

جو پاتے ہین نقش کف پاے جانان
پیا کرتے ہین دہوکر اقدام عاشق

جو کرتے ہین حج کعبۂ دل کا ہردم
سدا رہتے ہین باندھے احرام عاشق

مے عشق سے ہی جنہین ذوق انکو
پلاتے ہین بہر کر انہین جام عاشق

جو کی سنگ اسود کی ہم نے پرستش
خدائی کے ہین ہمپہ اصنام عاشق

ہین دلربا اپنا پابند مذہب
کہان رکہتے ہین دین و اسلام عاشق

ہوئین طے وہ خلوت مین جو کچھ تہین باتین
بہیج اب تو قاصد سے پیغام عاشق

جو پاتے ہین جانان کو صورت مین اپنی
ہوا عشق اپنا اب اتمام عاشق

فنا ہو گئے جو ہستی مٹا کر — نہیں رکھتے ای جان جسم عاشق
جھکا سر اپنا ہمیشہ ہیں روتے — نظر کرکے اپنا ہیں انجام عاشق
جو رکھتے ہیں مرد کو ہمراہ اپنے — نکلتے ہیں چھپکر سر شام عاشق
شکر رب اپنے کا ملتا ہے عید — پڑھتے ہیں یہ صبح و شام عاشق
ہوا جو خدا رحمان ہی کافی — نہیں لائق ضرب صمصام عاشق
ذلت کی خواری رسوائی کو — سمجھتے ہیں اعزاز و اکرام عاشق

۷۷ | بجا ہم لکھتے ہیں فیض خواجہ سے اشعار
سدا ہمکو ہوتا ہے الہام عاشق | ۱۹

کہوا تا ہی خود حضرت رب انا الحق — عجب تو ہیں کہتے ہیں جو ہر بار انا الحق
سمجھو محمد احمد سے میم کا مطلب — فرماتے ہیں خود احمد مختار انا الحق
اللہ کی ہستی ہے جدا خود کو سمجھکر — بیدین ہی جو کہتا نہیں بردار انا الحق

منصور کی تخصیص خدائی میں نہ ہو کیونکر
بعد اسکے کہا کرتی تھی خود دار انا الحق

سر ہم نے خم پایا ہی جو اثبات نفس پہ
ہان ہم کو ہی کہتا ہی سر دار انا الحق

یا قابض جسم خود ہی بنا مظہر آتش
کسطرح بھلا پھر نہ کہے نار انا الحق

ہم عالم غفلت ہی میں کہتے تھے تنبیہ
اب ہو کے کہا کرتے ہیں ہشیار انا الحق

تسبیح میں زاہد کی سمایا ہے جو آکر
اے برہمنو کہتا ہی زنار انا الحق

ہم خانۂ توحید میں بستے ہیں ہمیشہ
کہتے ہیں تو ہیں در و دیوار انا الحق

تشبیہ کے عالم میں خدا کہتے ہیں خود کو
تنزیہ میں کہتے نہیں زنہار انا الحق

صہبائے انا پی کے جو سرمست ہوئے ہیں
کہتے ہیں خرابات میں میخوار انا الحق

منہ بند کروں اپنا یہ مقدور کہاں ہے
کہتا ہی زبان سے مری خود یار انا الحق

در پردہ آوے چھیڑتا رہتا ہو جو ہر دم
کہتا ہی نفس کا مرے ہر تار انا الحق

سر تیغ پہ آئے ہیں جو اس دار فنا میں
کہتے ہیں پکار سر بازار انا الحق

سنتا ہے صدا الست کی ہر ذرۂ وجود ہین — پھر کیون نہ کہے صاحب اسرار انا الحق

آگاہ جو ہون مطلب فی انفسکم سے — کہتا ہے مجہے لازم و درکار انا الحق

جو رمز ہو اللہ سے واقف ہین مطلق — کہنا ہے اوسے مشکل و دشوار انا الحق

جو واصل مطلق ہے اس اسرار کو سمجہے — کب کہتا ہے یہ بندۂ ناچار انا الحق

۷۸	ارشاد یہی خواجہ چشتی کا ہے عاشق سے اپنا سدا کلمہ اذکار انا الحق	۱۷

پہنچا نگار جبکہ گلستان مین یکبیک — آئی بہار سنبل و ریحان مین یکبیک

دریا سے موج موج سے قطرہ جو بنگیا — آکر سما گیا در غلطان مین یکبیک

وحدت کی گیند ہاتہ جو آئی ہے یار سے — ہم کہیلنے کو نکلے ہین میدان مین یکبیک

جب عشق دلربا سے عدم مین ہوا اسیر — پہنچا اسی گنہ سے زندان مین یکبیک

نکلا جو لامکان سے تو کب گہر ہوا نصیب — آکر پڑا ہون خانۂ ویران مین یکبیک

ہمنے جولا کو کلمہ سے متروک کردیا
اک بات اور ملگئی ایمان مین یکبیک

ہی جسکے منہہ پہ میم کا برقع پڑا ہوا
صورت نظر وہ آگئی قرآن مین یکبیک

مدت سے جستجو مین خدا کی ہا عبث
آیا نظر وہ صورت انسان مین یکبیک

پتلی نہین ہی آنکھہ مین دلبر کا عکس ہے
پایا یہ راز دیدۂ جانان مین یکبیک

عاشق ہون ایک پردہ نشین کا جو اب تو
بدنام ہوگئین فرقۂ رندان مین یکبیک

ہی سبکا اک خدا تو ہمارے ہین سب خدا
عقدہ یہ وا ہوا ہمین عرفان مین یکبیک

ہوتا ہی ہر نفس جو مصفا مرا لہو
پاتا ہون نور کو دل سوزان مین یکبیک

سمجھا ہی کیا وہ برہمن سادہ دل بھلا
جو ملگیا ہی دین مسلمان مین یکبیک

ہمنے اولٹ پلٹ کا جو دیکھا ہی شعبدہ
وہ پھر رہا ہی دیدۂ حیران مین یکبیک

جب ناخدا نے ذات کو اپنی مٹا دیا
کشتی ہماری آگئی طوفان مین یکبیک

یہ کونسا علاج تھا دکھلا طبیب عشق
تھی جو جان نکلگئی ترے درمان مین یکبیک

۵۲	عاشق معین دین کے جو ہم ہو گئے ہیں شہرت ہماری ہو گئی دوران میں یک بیک	۴۹

سمجھئے علم الیقین سے موج اور دریا ہے ایک — دیکھئے عین الیقین سے آب و قطرہ ہے ایک

آئیگا تیری نظر میں صاف حق الیقین — ہے حباب اک کف ہے اک گرداب کا حلقہ ہے ایک

ابر نیسان قطرہ زن ہے جو صدف میں عشق سے — ہے گہر اک دُر ہے اک اور لولو لالا ہے ایک

مکتب وحدت میں جا کر پڑھ چکے کثرت کے حرف — خود الف نقطہ بنا ہے یعنے با اور تا ہے ایک

غیریت ہرگز نہیں ہے درمیان شخص و عکس — قامت زیبا ترا ہے یار اور سایہ ہے ایک

آگے ظلمت سے دوئی کی روشنی میں دیکھ لو — قرص خورشید درخشان ایک اور ذرہ ہے ایک

پہلوئے آدم سے حوا ہو گئی ہے جلوہ گر — یار و شاہد کب جدا مجنون ہے اک لیلی ہے ایک

مختلف اشکال سے اس بزم میں گرچہ ہیں دو — اصل میں ہے ساقی اپنے ساغر و مینا ہے ایک

تخم سے جو بیج نکلی ہے وہی ہے نخل باغ — تازگی میں اپنی ہر ہر شاخ اور پتا ہے ایک

اول و آخر جو ہی ہان ظاہر و باطن وہی
دیکھ لے قرآن مین جسکے صفت ہے اسما ایک

عالم نادان سے کب تفسیر اوسکی ہو سکے
مختلف نامو نکا مطلق مطلب اور معنی ہے ایک

لا شریک وحدہ ہی خلق مین ہر بشر
دیکھ لے مخلوق مین کب ایک سے ملتا ہے ایک

وصل کو تیرے عدم سے دوسرا پیدا ہو کب
گنج مخفی سے تو مطلق نکلے خود نکلا ہے ایک

نفی و اثبات صفات ذات مین ہے جو دوئی
صاف کفر و شرک کا تہلیل مین ہو دو کا ہے ایک

نام سے اللہ کے کیسے جدا اسم آلہ
باتمین توحید کی نان لا ہے اک الا ہے ایک

جسطرح ماہ درخشان ہو نقاب ابر مین
اسطرح ذات و صفت کے درمیان پردہ ہے ایک

کر دوئی دور نظر کو صاف کرکے دیکھ لے
مشتری اک زہرہ اک اور چاند کا ہالہ ہے ایک

گر نظر ہر مرتبہ مین شکل بنتی ہے جدا
گرچہ اصل شیر اک جغرات اک مسکہ ہے ایک

صورت آئیگی نظر تیری ان چیزون مین صاف
دیکھ لے روغن مین مٹھا سے ان سبکا جملہ ہے ایک

محیی و حی و قابض و جو ہی وہی ہے یا ممیت
آب و خاک و باد و آتش کا بنا پتلا ہے ایک

حضرت انساں کا اسمین کب ہے اب نام و نشاں — چار عنصر سے مجسم ہو گیا پتھر ہی ایک

ما سوا اللہ کون ہے اس ہستی مخلوق مین — شکل سب کی ہے وہی پھر پانی بنتا ہی ایک

ہان جنین طفل و شیخ و شاب مین کب ہے دوئی — نطفہ خون علوق ہیئت مضغہ ہی ایک

سمجھئے وہم کسی دم یہ جدا ہوتے نہین — استخوان و گوشت اور چرم رگ و ریشہ ہی ایک

ہین بہت سے ایسے نظایر علم وحدت پڑھ سمجھے — دور کرنیکو دوئی کافی مرا کہنا ہی ایک

نطق سے ہے حد و صد اسکی سنیگا سطح — عالم امکان مین تو اے شیخ بے بہرہ ہی ایک

ہی اگر بانگ جرس سے سامعہ کو تیرے شوق — کر سماعت حافظ و جامی کا قول سچا ہی ایک

ہونگے لب بند اس شیرین کلامی پر ترے — گنگوہی سے حق مین مخفی نعمت عظمی ہی ایک

پیری یا پیران اصل سے تو کر اسمین کی — ہان سبھی حب و اولاد کا طلب سینہ ہی ایک

٨٠	گر فنا فی الشیخ ہو تو دیکھ لو اے چشتیو عاشق محمود اور اجمیر کا خواجہ ہی ایک	١١

جو رنگ یار کا ہے وہی سیم و زر کا رنگ
ہے رنگ شمس کا وہی جو ہے قمر کا رنگ

جو تخم مین نہان تھا شجر سے ہوا عیان
ہے تخم جو درخت مین لایا ثمر کا رنگ

جہہ مین سبھی کمال تھے پر مین تھا مجسم
پایا ہو خود کو لایا یہ خیر البشر کا رنگ

پہلے تھے جس طرح سے اوسی طور اب ہین ہم
ای عشق ہے تمام اوسی عشوہ گر کا رنگ

جب لامکان مین قصر کا نقشہ نظر پڑا
خود ہو گیا مکین تو لیا آپ گھر کا رنگ

جب بتکدہ مین اپنا صنم جلوہ گر ہوا
پتھر مین چھپکر آپ ہی لایا حجر کا رنگ

خاکستر آپ ہو گئے ہم سوز عشق سے
ای دل جلو یہ دیکھو ہمارے جگر کا رنگ

لائے ہین اور رنگ فنا ہو کے یار مین
دکھلائین کیا ہم آج ہی اپنا کدہر کا رنگ

دریا سے قطرہ بنکے جو نیسان مین آگیا
عشق صدف مین اپنا بنایا گہر کا رنگ

ہم جسکو دیکھتے ہین اوسمین ہے اپنا یار
اپنے صنم کا رنگ ہے سب بحر و بر کا رنگ

خواجہ معین دین ترے عاشق کو دیکھ لے

۸۱	بے چہرہ زرد سرخ ہر اک چشم تر کا رنگ	۱۵

ہی بیچگون کا نشو و نما خواجہ بزرگ
ہی صورت رسول خدا خواجہ بزرگ

روے معین دین ہے خود اللہ کی شبیہ
مطلق نہین خدا سے جدا خواجہ بزرگ

سر پر اوسکے تاج ہوا اللہ کا سدا
ہی بادشاہ ہر دو سرا خواجہ بزرگ

ہم پر یہ راز سب شب معراج کہل گیا
ہی روشنی بدر دجی خواجہ بزرگ

ہذہ حبیب اوسکی جبین کی ہی سرنوشت
ہی خط کلک عشق ولله خواجہ بزرگ

فرش زمین پر اوسکی تو ہی بارگاہ لیک
ہی جلوہ ریز عرش علی خواجہ بزرگ

تشبیہ اوسکی تجہ جو منزہ مین ہوی
ہی رمز دان سر انا خواجہ بزرگ

تم درجہ وجود پر اوسکے نظر کرو
ہی رتبۂ شہود مین کیا خواجہ بزرگ

نسبت ہے اوسکی ذات مقدس کو راگ سے
ہی راز دار صوت و صدا خواجہ بزرگ

حاصل یہ کب ہے نعمت عظمی ہر ایک کو
خود وجد و حال کی ہی بنا خواجہ بزرگ

عظمت ہے اوسکی اور ہی سمجھا ہین گو یہ — ہے شان اولیا سوا خواجۂ بزرگ

حاصل ہے کب مسیح کو شفا کہ خاص — ہے عشق کے مرض کی دوا خواجۂ بزرگ

شاہا ہے جسم اوسکا جو حیدر کے غوث مین — ہے پاک ذات اصل علی خواجۂ بزرگ

حضرت کی پیری مین ہمیشہ ہین خاص و عام — ہے رہ نما سے شاہ و گدا خواجۂ بزرگ

٨٢ محمود کے طفیل سے ای عاشق گدا
ہے پیر دستگیر مرا خواجۂ بزرگ ١٧

نی آدم کا سنو دلیے خوش الحان ہے راگ — سچ حقیقت ہے یہی اصل ہر انسان ہے راگ

مطرب ہو گا و سمجھکر کھین لگجائے نہ آگ — آتش عشق کا اک شعلۂ سوزان ہے راگ

ذات مین حق کی فنا ہو کے سنو نغمۂ عشق — نطق توحید کے خود مظہر سبحان ہے راگ

غیب کی صوت مزامیر کے آواز مین ہے — محفل وجد مین آ عارفو عرفان ہے راگ

راگ سننے کے لئے گوش سماعت ہین ضرور — پائے مطلب کو ہر اک عین آسان ہے راگ

پلہ ذوق میں تلجاتے ہیں اور آرام بھی
قال سے ان کیلیئے خوب [illegible] ہے راگ

راگ کے سننے سے ہو جاتی ہے دل کی رقت دیکھو
سن کے ہو [illegible] کیا قوت گہ جان ہے راگ

جلوہ گر ہے ہیں اسرار حقی سب اسکا
[illegible] کشف [illegible] ہے راگ

ہے وہ [illegible] غیرت کا نا [illegible]
وقت [illegible] عبادات کا سامان ہے راگ

حالت وجد میں [illegible]
مرض [illegible] اکا [illegible] چارہ [illegible] ہے راگ

حلت نغمہ کہاں [illegible]
ذوق طاعت کو [illegible] ہے راگ

لامکاں تک [illegible] شایان
دل [illegible] پرواز کا [illegible] ہے راگ

چشم عشاق [illegible] دریا [illegible]
[illegible] طوفان ہے راگ

شیخ صاحب جو [illegible] ہمکو ہے پسند
مجلس حال میں خود طالب [illegible] ہے راگ

پہول رکھنے [illegible] قبر [illegible]
سیر [illegible] مرقد کا گل و سبزہ و ریحان ہے راگ

ساتھ آداب کے عاشق تو سنا کر دل سے

۱۳	قیصر خشت کے دربار کا فرمان ہے راگ	۸۳

صنم کی زلف کا ہے مبتلا دل
کمند عشق میں آخر پھنسا دل

مرے پہلو میں جو رہتے ہو ہر دم
تمہارا کس لیے مجھ سے ملال

ترا دہو کا دیا [illegible] وفا کا
ہر اک یوں مفت میں تو نے لیا دل

عطا کر مرغ جان کو تاج الفت
بنا ہے آپ ہی شکل ہما دل

ہوا ابنکر جو پہنچی روح تن میں
صفت غنچہ کی خود اپنا کھلا دل

لہو کا عاشقوں کے ہے پیاسا
[illegible]

تری مشاطہ [illegible]
[illegible] سینے سے پھر گیا دل

[illegible] ہے لیے [illegible] سینہ
ہوا ہے آج اپنا رہنما دل

بھڑک اوٹھیگا دم میں شعلہ آہ
نہ ہر دم عاشقونکا تو جلا دل

کہاں رفتار پر زاہد کی ٹہرے
چلن پر پرند کی جب آچکا دل

اگر ہے صاحب دل تو سمجھ لے
یہ کس کے دل میں اپنا جا بسا دل

ہوا ہے جرم سے الفت کے نادم
جھکائے سر کو رہتا ہے مرا دل

۸۴

تصور رکھ معین الدین کا ہر دم
یہ ہے عاشق کا تجھ سے مدعا دل

۱۳

جو تو سنتا ہے باطن کی صدا دل
وہی ہے یار کی لیتے ندا دل

عدم سے عشق وہو کا دیکھ لایا
عبث اک بات پر ہم نے دیا دل

نہیں آرام اب مجھ کو کسی وقت
یہ کس بیدرد کے پالے پڑا دل

نظر آتی ہے ہر دم اپنی صورت
بنا ہے صاف شکل آئینہ دل

نہیں اک آن ہم طاعت سے خالی
کچھ ایسا کار و بشاغل ہوا دل

نہیں کعبے سے کچھ بھی ہم کو مطلب
مکان حق ہمارا خود بنا دل

عبث ہر وقت ہی چلتا زبان کا
نفس کی گفتگو میں جب پڑا دل

جو مہر کی آتش الفت جگر میں
یکایک اٹھی آتش غم گھبرا اٹھا دل

ہوا جب اضطراب عشق دونا
مرے قابو سے جاتا ہی رہا دل

جفا پر جب کمر باندھی قسمت نے
کیا خود تو نے بھی وعدۂ دل

مجھے ناحق کیا بدنام تو نے
کیا سینہ میں نے کیا تیرا برا دل

ہمارا قلب سب کا سا نہیں ہے
جو میں کہتا ہوں ہے وہ دوسرا دل

۸۵	جناب خواجہ چشتی سے عاشق یہ کہدے کس نے تیرا لگا دل	۱۹

کعبے کے سب بتوں کی پرستش کرائیں چل
لات و منات کو بھی گلے سے لگائیں چل

کب خانۂ خدا میں نماز اپنی ہو ادا
مسجد میں کافروں کے مصلا بچھائیں چل

خوش صورتیں ہیں یاں جمع جو مکتب میں عشق کے
پڑھکر فسانہ یار کا اونکو سنائیں چل

چھپ چھپ کے میکدہ میں جو آتے ہیں محتسب
پیالے شراب شوق کی اونکو پلائیں چل

دل گشتہ گیا ہی ہاتھ مین اوس بیوفا کی آج
رو بیٹھے وہ لاکھ بار تو اوسکو منائین چل

صورت صنم کی بنتی ہی جب دیکھ ہی خود
در پردہ اپنی شوخ سے انکھین لڑائین چل

پیدا ہوا ہے حسن پرستی کا اب خیال
اے دل کسی پری کا تصور جمائین چل

دیوانگی سے اندنون ہے جوش پر جنون
ہاہو کی لامکان مین شور مچائین چل

بیچون کی صورت سے ہی تعشق تو وحشت مین
طائر سا آشیانیکو اپنے بنائین چل

شاہی تو ملک وحدت کی ہین پسند
درویش کشور احدیت کو جائین چل

لاکھون کرور صورتین بنکر جو سنگین
ہی کیا حقیقت اوسکی مصور سے پائین چل

آواز ہی یہ کسکی ور ہی ہو رہی مین آج
عالم غیب سے ہی ابہی اوسکو لائین چل

روشن ہے شمع جان جو سر یار پر مرے
پروانہ کرکے دلکو اب اوسپر جلائین چل

رونے سے عندلیب کے غنچہ جو بند ہے
وا کرکے عقدہ عشق کا اوسکو ہنسائین چل

پیدا ہوا ہے شوق تماشا جو یار کو
لاکھون بدل کے صورتین اپنی دکھائین چل

عاشق بھی دیکھکر ہمین کہتے ہین آہی
اے جان ہے لطف کیا یہ تمہین اوٹھائین چل

سینے مین اپنے آج سماتا نہین ہی گنج
صاحبدلون کے بزم مین اوسکو لٹائین چل

ہی بارگاہ پیر کی قبلہ بنی ہوئی
اجمیر ہی کی سمت سر اپنا جھکائین چل

۸۶ | عاشق کی لیکر آج عقیدت سے یہ غزل
خواجہ معین دین کی گنبد مین گائین چل | ۱۳

کافر عشق ہین رکھتے ہین جو ہم آرام سے کام
ایسے دیندار رکھا کرتے ہین اسلام سے کام

زلف مشکین کو تری دیکھ لیے اکدم مین پھنسا
مرغ جان اپنا یہ کہتا ہی اوسی دام سے کام

رات دن یار کے تصور کی ہی سب سے خدمت
دلکو رہتا نہین عاشق کے جو آرام سے کام

منہ سے مینا کی تصرف ہی لگا رہتا ہی
ساقیا تجھ سے غرض ہی نہ تجھے جام سے کام

دیر مین دیکھتے ہین جا کے خدا کی صورت
برہمن خوب ہین رکھتے ہین جو اصنام سے کام

لامکا مین جو رہا کرتے ہین ہر دم عاشق
در و دیوار سے مطلب نہ اونہین بام سے کام

خلوت یار مین طے ہو گئین ساری باتین		مجکو پیغام سے اب کچھ نہین پیغام سے کام
کعبۂ دل کا طواف اپنے کو حاصل ہی سدا		عد تو نہین پڑے حجاج کو احرام سے کام
رات دن جلتے ہین عشاق تیپتی ہیسے		مجکو ای شمع سحر تک ہے سر شام سے کام
بیخودی مین ہی مجھے اوس نے بچھوڑا دم		کون ایسا ہی بھلا رکھے جو ہو کام سے کام
قتل کر نیکو مرے ابروے خمدار ہی بس		ای ستمگار نرکھ تو کبھی صمصام سے کام
وصل جانان مین مجھے ساعت جاہو سو کرد		جان میری نہین رکھتی ہی کچھ انجام سے کام

۸۷	طالب فیض تراجب سے ہی ای خواجۂ چشت دلکو عاشق کے سدا رہتا ہی الہام سے کام	۱۵

آب رحمت سے کے ابتدا ہین ہم	بحر وحدت سکے انتہا ہین ہم
یم الفت کے آشنا ہین ہم	اپنی کشتی کے ناخدا ہین ہم
نکل آئے ہین باغ جنت سے	سخت مجرم ہین پر خطا ہین ہم

پڑھ چکے جب فثم وجہہ اللہ — رمز دان فاینما ہین ہم
جس طرف دیکھو اپنی صورت ہے — خوب سمجھین تو جابجا ہین ہم
آو خلوت مین گر رسائی ہو — طالب حق کے رہنما ہین ہم
اپنی ہستی کو کر کے تجہہ مین فنا — بن گئے صورت بقا ہین ہم
دل لگاو نہ ہم سے دنیا مین — کچھ کرتے ہین بیوفا ہین ہم
عشق نے جو عدم سے کھینچا ہے — خود اسیر غم و بلا ہین ہم
مبتدا و خبر ہین اپنے آپ — خط تقدیر کے بنا ہین ہم
ماتمی بن گئی ہے شکل جگر — خود عزادار کربلا ہین ہم
کس سے مانگین دعا دعا کرتا — آپ ایجاب دعا ہین ہم
آج بستر ہی بوریا اپنا — خاص درویش بے ریا ہین ہم
کب گزر ہو یہان مسیحا کا — درد الفت کے خود دوا ہین ہم

۱۵	جو اونیت کی ہدایت سے عاشق روئے مرتضیٰ ہین ہم	۸۸

موجود ہو گئے ہین جو عشق خدا مین ہم
ہان ذات مصطفیٰ کے ہین نشو و نما مین ہم

جلوہ دکھا رہے ہین جو اللہ رب کے نور
نیرنگیون سے آئے ہین چون و چرا مین ہم

ہے مظہر اتم کی حقیقت ابھی نبود
آدم کا تھا ظہور کہان تھے بنا مین ہم

ملک عدم سے نکلے جو ہو کے کمین عشق کے
کیا پھنس گئے ہین آن کے حرص و ہوا مین ہم

پوچھو نہ ہے الفت حوا کی سرگذشت
وزرات منفعل ہین خود اپنی خطا مین ہم

کھلا تہ یا ہے کسکی الست بربکم
سب سمجھے ہین اوسکی رمز کو قالو بلیٰ مین ہم

مرتبے جو رب کے سمجھو عروج و نزول کو
تحت الثریٰ مین تم ہو تو عرش علیٰ مین ہم

آئینہ شش جہت کا ہے موجود روبرو
صورت کو اپنی دیکھتے ہین اثنا مین ہم

ہر لحظہ عشق اپنا بدلتا ہے رنگ و ڈھنگ
جو ابتدا مین تھے ہین وہی انتہا مین ہم

تنزیہ ہے اپنی اور تشبیہ وہ یہان ہین
اثبات حق مین ہوگیا ہین تو کا سب شبہا
ہی دوسرا گمان نظر آئے جو غیر کو
حدوث و صدا آیا رچ بسنے ہین ہر نفس
سر مین سما گیا ہی ازل سے ہی خود غرور

ذرات اب ہین سیر بقا و فنا مین ہم
موجود کب ہین دیکھئے معنی لا مین ہم
موجود ایک آپ ہی ہین ہر دوسرا مین ہم
پہنچے ہین ایک دم مین وہ سی الی مین ہم
کس طرح سر اوٹھائین نہ سر آنا مین ہم

۸۹

خواجہ معین دین کے جو عاشق ہین دل سے اب
اعزاز و قدر رکھتے ہین شاہ و گدا مین ہم

۴۲

ہو ہین ہم اور ہم احد او احمد مختار ہم
ہم ہین اول ہم ہین آخر ہم ہین مخفی ہم عیان
صفر ہم ہین ہم ہین نقطہ ہم الف او ہم ہین خط
قطرہ و دریا ہین ہم او ہین ہم موج و حباب

ہم کریم اور ہم رحیم او ر ایزد ستار ہم
راز ہم ہمراز ہم او ر بھید ہم اسرار ہم
ہم ہین وحدت ہم ہین کثرت ہم ہین جمع اور بسیار ہم
ہم صمد اور ہم ہین عیان اور شہود ہم

زرد ہیں ہم اور سبز ہیں ہم اور سرخ ہم اور سیاہ ہم
خاک ہم اور باد ہم اور آب ہم اور نار ہم

پنبہ و رشتہ ہیں ہم اور ہیں ہم ہی [illegible] و سوت
ہم ہیں بابا ہم ہیں نانا اور دادا ہم ہیں [illegible]

شان ہم سے شان ہم اور ہم سے [illegible]
ہم ہیں شور و شر بپا ہم ہیں اور شیدا ہم ہیں دیوانہ ہم

[illegible]
ہم [illegible] اور [illegible] ہم اور ہیں [illegible] ہم

[illegible] ہم [illegible] ہم اور ہم ہیں آہو ہم ہیں شیر [illegible]
دشت ہم میدان ہیں ہم اور کہسار ہم

آسیا و چرخ ہیں ہم اور [illegible]
ہم ہیں تشنہ ہم اور ہیں سیراب ہم

مشرق ہم اور مغرب ہم ہیں [illegible] اور [illegible]
روز ہم اور شب ہیں ہم اور خفتہ و بیدار ہم

ہم [illegible] ہم ہیں [illegible] ہم اور [illegible]
جسم ہم اور جاں ہیں ہم اور شکل ہم رخسار ہم

[illegible] ہم چشم ہم اور [illegible] ہم اور ہم زباں
نطق ہم خاموش ہم اور لب ہیں ہم گفتار ہم

عاشق و معشوق ہیں ہم شاہد و مشہود ہیں
طالب و مطلوب ہم اور دلبر و دلدار ہم

شاخ ہم اور خار ہم اور گل ہیں ہم رنگ و بو
ہم خزاں ہم ہیں بہار اور بلبل و گلزار ہم

طور ہیں ہم موسیٰ ہیں ہم اور ہم تجلّی ہم ہیں نور
ہم کلام اور دید ہم اور جمال دیدار ہم

ہم ہیں کعبہ ہم مدینہ ہم نجف ہم کربلا
شیخ بھی ہم حاجی ہم اور طائف و زوّار ہم

مسجد و منبر ہیں ہم اور ساجد و مسجود بھی
شیخ ہم زاہد ہیں ہم اور عابد و دیندار ہم

بت ہیں ہم بتخانہ ہیں ہم رام ہم لچھمن ہیں
کفر ہیں ہم کافر ہیں تسبیح ہم اور بھی ہم زنار ہم

سایہ و ہمسایہ ہم ہیں اور ہم نزدیک و دور
دوست ہم دشمن بھی ہم اور یار ہم اغیار ہم

ہم ہیں مینا ہم ہیں ساغر ہم ہیں ساقی ہم گزک
ہم کباب اور ہم شراب اور مست ہم میخوار ہم

ہم خریدار اور تاجر ہم ہیں جنس اور ہم ہیں مال
ہم ہیں دوکان ہم سودا اور بازار ہم

ذابح و مذبوح ہم ہیں ہم حلال اور ہم حرام
ہم ہیں ظاہر ہم ہیں باطن اور ہیں اسرار ہم

ہم صلاح اور جنگ ہم اور ہم ظفر اور ہم شکست
ہم جوانمرد و سپاہی ہم ہیں تلوار ہم

ہم ہیں جنون اور ہم ہیں مجنون اور ہم دیوانے ہیں
عاقل و دانا ہیں ہم اور زیرک و ہشیار ہم

ہم مرض درمان ہیں ہم آزار ہم اور شفا
ہم مسیحا ہم ہیں صحت اور ہیں بیمار ہم

گنج ہم قارون ہیں ہم اور ہم بخیل اور ہم غنی
فقر ہم فاقہ ہیں ہم اور زر ہیں ہم زردار ہم

ہم ہیں شہ نواب ہم ہیں ہم امیر ہم وزیر
تاج ہم اور تخت ہم اور صاحب دربار ہم

خال ہم اور خط ہیں ہم اور ہیں ہمیں زلف نگار
ہم جبین ہیں فرق ہم اور ابروے خمدار ہم

خرّم و شادان ہیں ہم اور ہیں ہمیں عیش و سرور
رنج ہم بے رنج ہم اور غم ہیں ہم غمخوار ہم

نیک ہیں ہم بد ہیں ہم اور ہیں ثواب اور ہیں ہمیں عذاب
ہم ہیں زحمت ہم ہیں رحمت اور ہیں غفار ہم

ہم ہیں طبقاتی فقیر بے نوا اور با نوا
رند ہم ملحد ہیں ہم اور ہیں قلندروار ہم

ستر ہم بے ستر ہم ہیں اور لنگوٹا ہمیں
لنگ ہم ہیں دلق ہم اور جبّہ و دستار ہم

ہم ہیں سبحہ ہم ہیں ہمرن ہم وظیفہ ہم ہیں ورد
شاغل و کاسب ہمیں ہیں اور بے اذکار ہم

زیر ہم بالا ہیں ہم اور راکب و مرکب ہمیں
ہم سوار اور ہم ہیں پیادہ رہ بھی ہم رہوار ہم

مرد ہم عورت ہیں ہم اور ہیں ہمیں پیر و جوان
طفل ہم معصوم ہیں ہم اور بزرگوار ہم

ہم ہیں مولا ہم ہیں قنبر ہم کنیز اور ہم غلام
ہم ہیں نوکر ہم ہیں خادم اور ہیں سالار ہم

علم ہم بیعلم ہم ہین ہم سباق اور ہم سیاق
ساز ہم سازندہ ہم اور ہم ہین مطرب ہم سرود
ہم ہین ملا ہم مشایخ ہین ہمین تعویذ و فال
ہین ہمین منصور ہو کر مست انا الحق کہتے ہین

تیغ ہم تسلیم ہم اور منطق و تکرار ہم
ہم ہین سیاہ رنگ اور ستار اور طبل ہم مزمار ہم
ہم وفا ہم ہین فریب اور کبھہ ہم مکار ہم
ہم ہین مظلوم اور ظالم دار ہم سردار ہم

اے معین الدین تیرا عاشق صادق جو ہے ۹۰
اوس کے ہم محبوب ہین اور دوست ہین ہم یار ہم ۶

بہ عشق صورت بیچونی بہ صحرا خوار میگردم
ز قطرہ موج دار از موج حباب و صنع رب گرداب
خزان ہفت و بہار آمد بہار عشق بیچونی
حقیقت نیست آدم را بجز ذات و صفات حق
بنا بتخانہا کردم ندارم شوق از مسجد

ز بربادی بقا جستم پئے دلدار میگردم
وجود از آب دارم دریم زخار میگردم
ہمانا صورت بلبل درین گلزار میگردم
انا الحق گر نگویم من جدا از یار میگردم
بباطن کافر عشقم وصلے دیندار میگردم

نخواهم خانهٔ گل را که دارم کعبهٔ دل را
طواف سینه میکنم هر دم بجان هر بار میگردم

شنیدم یار می‌آید برون از پرده چون انسان
بچشم مردمک گشتم پی دیدار میگردم

تجلیهای می‌بینم که هست ازلی صفات تو
محو وصلت که من غنچه روم از آن سر نثار میگردم

۹۱

شدم چون عاشق حالی کنم بس گریه و زاری
غلام خواجهٔ چشتم قلندر وار میگردم

۱۱

نور دلدار که در شکل بشر می‌بینم
همچنان عکس جهان را بقمر می‌بینم

شعلهٔ عشق که از آتش دل برخیزد
سوزش الفت حق خود بجگر می‌بینم

راز مخفی که عیان گشت بکشف باطن
سرّ سرمد همه در حلقهٔ سر می‌بینم

بت پرستی کنم ای برهمن از دل سوزی
آتش عشق که در جان حجر می‌بینم

ذات حق مطلق و نی داخل دیر و درای
در وجودش همگی جن و بشر می‌بینم

رفت غارت دل عشاق براه الفت
منزل عاشقیش پر ز خطر می‌بینم

هست زاهد به نماز تو مقرر با دو قامت
نیست بر سطح عدم نام و نشان دو رخ
زاهد از چشم بدی بر من عاشق سنگر
خلوت گشت چو در انجمن هستی من

شغل ما روز و شب شام و سحر می بینیم
آینه دنیاست تا بن سفر می بینیم
گوهر اشک درین دامن تر می بینیم
در وطن با هم و خود را به سفر می بینیم

۹۲

حضرت خواجه چشتی بن عاشق الحق
روی تو صبح بسا پیش نظر می بینیم

۱۳

خدای لامکان هستم همیشه خانه ویرانم
شراب وصل او خوردم که من سرشار مستم
چو گردیدم خود آئینه نمایان شد از آن چهره
رسید آدم حوا بجوش عشق در دنیا
شدم من بنده الفت محبت شد خدای من

چه امکان عرش کرسی را که باشد قصر ایوانم
بگویم راز خلوت را چه باشد یار امکانم
بگوید نام خود جانان گران کیست حیرانم
عیان گردید بر عالم تمامی سر پنهانم
که دارم عشق دلدارم همین شد دین و ایمانم

کنونم ملحد و بدعت شدم آزاد از ملت — ندارم مذهب کافر نه بر دین مسلمانم

وجود و ذات من اینک بحال اصلی خود گشت — دوئی را هیچ بینی نیست بظاهر جسم و انسانم

بیا بینیم صورت رحمن که در آئینهٔ قرآن است — نه پایان می‌شود حسنش بعکس روی جانانم

بیا در باغ بیچون تنگر گلهای گوناگون — شنو نغمهٔ بلبل صدای شور افغانم

هر ابعاد از فنا باقی همین حسرت بود باقی — چسان تنها بذات خویش خود را ماند جانانم

بذات لم یزل معدوم کردم هستی خود را — شدم مطلق وجود او بقای خویش پیدانم

سر انجام عدم دیدم بهستی اندرین عالم — ندارم در جهان غیر از فنا هر لحظه سامانم

٩٣	جناب خواجه چشتی نظر سویم کن از رحمت که بر تو عاشق زارم بدرگاه تو دربانم	١٧

مصحف رخ چه گیتم صورت رحمان دارم — شکل الله منم هستی سبحان دارم

هست از برزخ من روی محمد ظاهر — نه منم آدم و نه چهرهٔ انسان دارم

قل هو الله احد قطعهٔ تعلیم منست
درس توحید خودم آیه قرآن دارم

اول آخر و هم ظاهر و باطن که توئی
کشف این راز خفی فاش چه امکان دارم

جامع ذات و صفات است المسمات جهان
در تماشای خودم دیده حیران دارم

غیر من هیچ صنم نیست درین دیر جهان
خود پرستی کنم و کفر در ایمان دارم

هر نفس میرسد از روح تجلی بجگر
قلب را سوختم و سینه بریان دارم

هست بر فرش زمین شاهیم ایدل حاصل
بستر خاک چو اورنگ سلیمان دارم

من بمیخانهٔ توحید که بیگانه گشتم
از خودی دورم و خود صحبت رندان دارم

بهر آسایش من دار عدم هم کافیست
قصر جنت بچه کنم خانه ویران دارم

مرض عشق ز دارو ی مسیحا نرود
بجز خود حیف فنا چاره و درمان دارم

هر نفس نغمهٔ معشوق که گوشم شنود
زین سبب من زبان شورش افغان دارم

لذت رمز خفی یافتم از سر جلی
اندرین کاسه سر نعمت الوان دارم

اندرین هستی ز هو هم ذات انسان — عبد رب خود شدم و شکل نمایان دارم

الحق ایدل بزبانم که انا الحق ورد است — بر سر دار روم حسرت و ارمان دارم

دلق و تسبیح من ای زاهد حق بین منگر — اہل تزویر نیم ره روی سلمان دارم

۹۴ — اے شه خواجه چشتی من عاشق بجهان — ۱۹

از گدائی درت حشمت سلطان دارم

منم آن نقطهٔ ذاتم که در اسرار بودستم — همان از وحدت خویش احمد مختار بودستم

من آن صدیق و فاروقم که خود در صورت عثمان — در اصحاب محمد حیدر کرار بودستم

بشان اهلبیت پاک کردم جلوه در دنیا — من آن مردم که خود در زمرهٔ انصار بودستم

من آن سجادم و باقر منم آن موسی کاظم — تقی و هم نقی و جعفر طیار بودستم

رسیدم از رضا خویش در شان امام دین — همانا عسکری و سرور سالار بودستم

خلیل الله من آنم که از اعجاز توحیدی — درون آتش نمرود خود گلزار بودستم

ز کنعان آمدم بیرون پی سودای عشق خود
منم آن یوسف حسنم که در بازار بودستم

سوار کوه طور آنم دوئی در وحدت آورده
منم آن موسیم خود طالب دیدار بودستم

جواب لن ترانی خود شنیده کرده‌ام پیدا
منم آن بی زبان هستم که با گفتار بودستم

شده ابراهیم و آدم بوده تعمیر بیت الله
مکین لامکان آنم که خود معمار بودستم

بوده ابلیس کی غالب بر اندام لطیف من
من آن با صبر ایوبم که بس بیمار بودستم

نکو در چهرهٔ مولای خود من گشته‌ام پیدا
من آنم صورت قنبر که خدمتگار بودستم

بشکل غوث اعظم شد جمال ذات من ظاهر
من آن محبوب سبحانم که خود دلدار بودستم

مکرر آمدم در شان محبوب الهی خود
نظام الدین سلطانم که خوش رخسار بودستم

بوده از من جدا کی بو علی حقی صافی
که در خسار شرف الدین قلندر دار بودستم

منم مجنون منم لیلی منم وامق منم عذرا
من آن شیرین و فرهادم که بر کهسار بودستم

منم در صورت منصور پیدا گشته از وحدت
انا الحق گفتم از مستی که خود بر دار بودستم

صدای مطلقم بشنو که غالب هست بر هر شی		من آن یک اصل آوازم که بی هر زیر و بم	
۹۵	جلال و عظمت آورد چون شان شهید الله نصیر الدین شدم گو عاشق غمخوار بود ستم		۱۴۳

بنده را چون ز خود جدا دیدم	خویش را صورت خدا دیدم
حیّ و محیی و ممیت و قابض را	عنصر خویش بر ملا دیدم
هر چهار را اعتبار وحدت را	کثرت ذات خود نما دیدم
در شهود وجود و علم وجود	جلوه گر ذات خویش را دیدم
چون عرض گشته ام ز جوهر خویش	ذات خود عین ما سوا دیدم
حال معراج خود کنم ظاهر	ابتدا را و انتها دیدم
یکسر این جهان ندیدم صرف	خود تماشای دوسرا دیدم
چون حیاتم نمود روی ممات	صورت خویش را قضا دیدم

گم شدم چون بذات الا اللہ | روی خود را بہ شکل لا دیدم
جان من چہرۂ لقا بنمود | قالب خویش را فنا دیدم
سلب چون شد صفات من خودُ | ذات بیچون و بیچرا دیدم
شنوم صوت بیزبان چون دل | روح را محو ھوے وہا دیدم

۹۶

در مریدان خواجۂ اجمیر

عاشق خویش را گدا دیدم

۱۳

ذات خود را چو بے نشان دیدم | عزلت خویش لا بیان دیدم
مسکنم عرش و فرش کے باشد | ارض دیدم نہ آسمان دیدم
طائر باغ قدس ذات منست | جائے خود غیر آشیان دیدم
در وری الوری مراست مقام | منزلم صرف لامکان دیدم
عین ذاتم بلا صفات اینک | غیر خود را نہ درمیان دیدم

ذات بحت هست در حیرت	ششدرم حالتم چنان دیدم
گفتم من عیان نشد بر من	سر ذاتم همه نهان دیدم
اٰیهٔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ	ذات خود را درین جهان دیدم
از کلام نَفَخْتُ مِنْ رُّوْحِیْ	خویش را صرف جان جان دیدم
وصف اَلْاٰنَ هم کَمَا کَانَ	صفت خویش جاودان دیدم
چون شنیدم کلام صُمٌّ بکم	خویش را بی لب و زبان دیدم
هست آواز با صنم مطلق	سخنم سر بی دهان دیدم

۹۷	عاشق خواجه معینم را مست در بزم چشتیان دیدم	۱۷

جو اپنے تعین کو ہم دیکھتے ہین	یہ بیچون کا فضل و کرم دیکھتے ہین
صنم کے جو ابرو کا خم دیکھتے ہین	مہ نو کو اوس سے بہم دیکھتے ہین

جو صوفی کہ ہستی کا غم دیکھتے ہین
ہم اون کا فنا مین قدم دیکھتے ہین

نہین مثل موسیٰ جو بیہوش ہون ہم
خدا کو خدا کی قسم دیکھتے ہین

جو عاشق کہ آئے ہین دار عدم سے
وہ ہستی کی کب یہان غم دیکھتے ہین

تنفس جو اپنا ہی جاری اوسمین
ہم الله کو دمبدم دیکھتے ہین

نہین گنج مخفی سے کم بطن مادر
جو آتے ہین طاق حرم دیکھتے ہین

جنہین سیر حاصل ہے باغ فنا کی
وہ کب بوستان ارم دیکھتے ہین

جو چاہو تو قدمونپہ سر کو اوڑا
کہ عاشق ہین ملک قدم دیکھتے ہین

چڑہا وہین مثل منصور سولی
فنا کے لئے ہم ستم دیکھتے ہین

منقش جو ہی لوح دل عشق حق سے
دریدا اپنے تن کی قلم دیکھتے ہین

ہوا جب سے وصل حق ہمکو تو کب
کہ اپنے کو وہان کالعدم دیکھتے ہین

جو عشق بتان مین ملا اپنا ہی پیر خون
پس پردہ ہم یہ الم دیکھتے ہین

جو آتا ہی عشر و غم بختین مین
ملی نعمت حق جو اک دم مین ہمکو
ہر اک کو عطا کیتے ہین گنج مخفی

یہہ ہاتھ ہم لیتے شکل عالم دیکہتے ہین
یہہ ہر شہد کا غنچہ اتم دیکہتے ہین
در اپا کرم ہم شمیم دیکہتے ہین

۹۸

کیا دیر مین عاشق تو اُجر چشت
ہم اسکو مثال صنم دیکہتے ہین

۱۱

ظاہر مین شکل انسان باطن مین خدا ہون
خود ذات لم یزل کی بیچون و بیچگون ہی
گہونگٹ مین شکل بشر اسرار حق نہان ہین
رب کو زبان نہ تھی تو موسی سے کہنے کی بات
جبتک تہا گنج مخفی پردہ مین خود رہا مین
ڈہونڈہا جو جگکو مین نے دیر و حرم مین پایا

اللہ کی ذات سے مین مطلق نہین جدا ہون
ہر جا وہی ہی اگہ خوب اپس مین ہوا ہون
احمد ہوا احد سے سمجہا یہ مین بجا ہون
کہدے یہہ مجہسے زاہد مین تجہہ سے پوچہتا ہون
لایا جو عشق بار ہر سب سے مین ربط ہا ہون
ہندو ہون یا مسلمان جو کچہہ کہو بھلا ہون

اس جسم ظاہری سے مقصود ہے مرا دل
خواہان ہے وہ فنا کا لیکن طالب بقا ہوں

مدت سے آرزو جو تھی وصل یار کی لیکن
خلوت ہوئی تو دیکھا وہ ہی نہیں رہا ہوں

ہے لامکان جو اپنا بستا ہے اس مکان مین
آدم بنے کی خرابی اسیجا جو مین بسا ہوں

جو عشق کا ہے رنگ زمانے وہ رنگ میرا
بدلا ہے رنگ اپنا جب رنگ مین چھپا ہوں

٩٩

ہستی کو میری دور کی کرتے ہین سر عاشق
خواجہ معین دین کا ادنی جو خاک پا ہون

١٣

جو روح اپنے تن مین روان دیکھتا ہون
تجھے جیون کہ آئینہ مین عیان دیکھتا ہون

جو ہر شے کو پاتا ہون مظہر ترا مین
اوسی مین تری عز و شان دیکھتا ہون

خودی کو جو اپنی کیا دور مین نے
سوا حق کے خود کو کہان دیکھتا ہون

نہین آج موسیٰ تو کسکو دکھاؤن
جو اللہ کو ہر زمان دیکھتا ہون

احد اور احمد مین جو کچھ ہے نقطہ
خدائی کو اوس مین نہان دیکھتا ہون

فنا جب کیا میں نے اپنے کو خود میں | تو ہستی کو بن بے نشان دیکھتا ہون

چھپا ہی تو کیا شکل انسان میں ایجان | تجھی کو میں جلوہ کنان دیکھتا ہون

محیط اب جو پاتا ہون ہر شئی میں تجھکو | تو تجھ میں میں تجھ میں چھپا دیکھتا ہون

جو پاتا ہون میں کعبۂ دل میں آکر | طواف حرم رائگان دیکھتا ہون

بھاتا نہیں قصر جنت کی مجھکو | کہ اپنا مکان لامکان دیکھتا ہون

تری تیغ ابرو پہ کیسی ہے جانان | کہ اوس کا ہی کشتہ جہان دیکھتا ہون

کیا یار کیون نہ پھر عشق میں مجھ پہ | تجھے جب میں غنچہ دہان دیکھتا ہون

۱۰۰ ہوا جب سے عاشق ترا خواجہ چشت
میں آپ اپنے کو جان جان دیکھتا ہون ۱۵

دیکھو گے مجھکو کیونکر بے شکل و بے نشان ہون | ہی ذات میری مطلق میں الا یکتا ہون

اللہ اور خدا سے اعلیٰ ہی درجہ میرا | لاہوت میں ہمیشہ تنہا میں اکیلا ہون

موسیٰ ہی جو حق تھا کب میری گفتگو تھی
تھی مری حقیقت بیکلام و بے زبان ہون

شہرہ ہے کلکر تشبیہ مین جو مجھ سا
ہجدہ ہزار خلق و عالم کے درمیان ہون

بیچون میں مجکو پر کہتے ہین مجکو سب لوگ
پہچانتے ہین مین مین کیا ہون اور کہان ہون

سر انا کا عقدہ حل ہوگا عاشقون سے
ہر اک کے جسم تن کا مطلق مین جان جان ہون

ہی صوت ذات ہی کی وہم مرا ترانہ
وحدت کے باغ کا مین اک مرغ نغمہ خوان ہون

ہی مطلق و مقید سب اک وجود میرا
ہنکار مین اصل شئ خود ہر چیز سے عیان ہون

بعد فنا ہے پھر ایسی ہے کسکو قدرت
موجود مطلق آپ ہی ہر وقت ہر زمان ہون

دیرینہ سب ہین ناقل قصے ہیں میرے وقت
ہی ذات عشق میری خود کہنہ داستان ہون

سب شش جہت کا نقشہ ہی دایرہ مین میرے
آپ ہی وجود و علم و نور و شہود یان ہون

پڑہتی ہی آنکھ جس پر آتا ہون مین نظر خود
ہی سب خدائی مجھ مین مین صورت جہان ہون

مجھ میں محیط ہوکر ہون اندر اور باہر
کیون ڈھونڈھتا ہی مجکو جس جا ہے تو وہان ہون

خود بیج و تخم و برگ و نخل و ثمر ہون تازہ
مین آپ رنگ و بو گلزار و باغبان ہون

١٠١

عاشق جو دل سیتی ہون مین خواجہ معین الدین کا
منظور عارف حق مقبول خواجگان ہون

٩

ساقیا بیکر شراب عشق خود مخمور ہون
اس خرابات جہان مین کیون نہین مشہور ہون

جب سی ہی سر پر مرے تاج ھو الله خوشنما
یار مین تخت زمین پر کسقدر مسرور ہون

نحن اقرب سی تو کیون قربت کی کہتا ہی مجھے
یار تو نزدیک ہی تو کب تلک تجھسی مین دور ہون

ہی مری ذات اور صفات اک دوسرا پیدا ہی کب
سیر کی تو تمین ہون سب اور سبہی مین مستور ہون

چشم وحدت سی کھلی پردے دیکھو کل سب
تار پردے دوڑا کی پتلی ناظر و منظور ہون

مین جو کہتا ہون انا الحق سی مرا کہنا بجا
دار کی لائق ہو مین بھی دوسرا منصور ہون

ہی مہیا زاد رہ عزم بقا مطلق ہی اب
ہستی بیک اجل سی ہمدم مجبور ہون

عالم دنیا سی کیمیا ہاتھ تو دولت ملی
کیون ہو مجکو غرور اسکندر و فغفور ہون

۱۰۲	حضرت خواجہ معین الدین تمہارے رفیق سے کہتے ہین مجکو جو عاشق شاگرد منکو ہون	۹

انسان سے حق تو حق ہے کچھ انسان جدا نہین
بندہ کہین کسکا الگ جب خدا نہین

اپنے ہی یار کو دی حیات ہمیشگی
اللہ کو فنا ہے خدا کو بقا نہین

کعبے سے آکے سینے کھا ہے خدا ملا
حسرت یہی ہے شیخ کا ارمان سا نہین

جاتا ہون لامکان پہ نہین کرکے سیر بیت
راہ عدم پہ کوئی مسافر گیا نہین

دیر و حرم جدا ہین کہ بت اے شیخ و برہمن
دلدار سبکا ایک ہے کچھ دوسرا نہین

کب ہی مجال اوس سے دم سامنے سمجھا تو جب
ہم نے لیا وہ یار کسی سے اوٹھا نہین

تو تو ہے نگاہ کا میری ادھر بھی دیکھ
خلوت ہے اب حجاب کا پردہ رہا نہین

اکی راہ وہ ہے کس لیے تم کو عمل پہ ناز
رندو کی شان آج کوئی پارسا نہین

خواجہ معین دین کی ہے عاشق کر اقتدا

۱۰۴	اوسا جہان مین آج کوئی مقتدا نہین	۹

کون سمجھتا ہے یہ آبادی بسے ویرانے مین
کس لئے آیا تھا اور کیا ہے سبب جانے مین

کنت کنزا کا سبق پڑھ جو کتب مین گیا
بڑھ گیا عشق خود اپنا وسکے سمجھانے مین

صفتون مین جب تک نہین صورت یہ تھی کہان
آئینہ بن گیا خود رخ کے نظر آنے مین

زاہد و کعبے مین کچھ اپنا صنم قید نہین
جسکو پایا ہے یہان ہے وہی بتخانے مین

صاحب ہوش اگر ہے تو سمجھ لے یہ بات
عقل وہ ہم مین کہان جیسے ہے دیوانے مین

شمع کیون ہو گی خاموش تو بتلا ہی سے
تو جس آتش سے جلی ہے وہ پروانے مین

آئینہ خانہ مین خلوت کے جو جا ہو پیدا
عار کچھ ہمکو نہین سیر کے دکھلانے مین

غیر کی نقل سنین ہم ہے وہ تاب کہان
روز و شب محو ہین ہم اپنے ہی افسانے مین

عاشق خواجہ چشتی کے جو دل مین ہین امید
کس طرح آئین وہ ہر ایک کے دکھلانے مین

١٠٤ — ١٣

خود بخود اپنا کسیکو گلبدن ملتا نہین — بے تلاش اے بلبلو رشک چمن ملتا نہین

ہر گہڑی تیری زبان سے جہڑتے ہین گلہاے نطق — اس لیئے آرام تجھکو اے دہن ملتا نہین

نکہت زلف صنم سے مست ہو ہین جسطرح — آج اوس بوکا تجھے رشک ختن ملتا نہین

ملگئی ہے ذات اپنی خود بخود یار مین — وصل مین ایجان تجھکو جسم و تن ملتا نہین

لامکان ہی کی ہی نقشہ جسکو دیکھا ادہر — شش جہت معدوم ہین اپنا وطن ملتا نہین

تابع اوس کے جو ہوئین چہوڑکر اسلام کو — عشق مین مجھسا کوئی اب برہمن ملتا نہین

جانب بطحا عبث ہے اب ارادہ شیخکا — اوسکو کچھ کعبہ مین رب ذو المنن ملتا نہین

مینے پائی ہی شہادت تیغ ابرو سے تری — ایصنم کیون لاش کو میری کفن ملتا نہین

ای عدم کے رہرو ہیسکو لباس مستعار — ہی زبان ملبوس عور اک پیرہن ملتا نہین

کہتے ہین اہل شریعت ہے ہماری بدروش — پر کوئی ہمسا جہان مین خوش چلن ملتا نہین

جو کہیے یا کم فہم ہین کستے برا ہے خوش روش — ہمکو اونمین ایک بہی ممتاز فن ملتا نہین

سینے میں بند رہا ہے یہ ملحدانہ گفتگو	بات سے زاہد تیری اپنا سخن ملتا نہیں

١٠٥ ہے معین الدین سے عاشق شاہی اقلیم فقر
پھر سے تجھ سا شہنشاہ زمن ملتا نہیں ١١

چاند سا میں جو تصور سے گھٹا جاتا ہوں
یار میں ہو کے فنا آپ مٹا جاتا ہوں

لاؤبالی ہوں مجھے رغبت تنہائی ہے
عشق لیجائے جہاں آپ چلا جاتا ہوں

نخل توحید کا اک غنچہ بنا کھلتا ہے
باغ میں یار کے جب بن کے ہوا جاتا ہوں

منہ سے جس دم مرے آتی ہے انا الحق کی صدا
ذات میں حق کی میں اوس وقت سما جاتا ہوں

ہر جگہ ایک ہوں پر چار طرف ہے خواہش
کہیں عاشق کہیں معشوق بنا جاتا ہوں

دھیان آتا ہے مجھے جبکہ نفس کی جانب
کون ہوں کیا ہوں یہ خود آپ ہی پا جاتا ہوں

محرم راز مرا جب سے ہے تو اے جانان
بے تکلف میں ترے سینے میں آجاتا ہوں

گنبد سر میں مچا رہی ہے اک آواز صنم
ہمدمو یاد رکھو تم کو سنا جاتا ہوں

دل دیا میں نے تجھے ہو کے اسیر الفت
جلد پہنچا دو مجھے کنج لحد تک یارو

ہوں وفادار ترا ظلم اٹھا جاتا ہوں
دار فانی سے سوے ملک بقا جاتا ہوں

١٠٦

خواجہ چشت ترا جب سے ہوا ہوں عاشق
تو جو فرمائیے وہی کام کیا جاتا ہوں

١٧

آتا ہی دل میں نہیں کسکی پرستش کیا کروں
لچھمن ہوں رام ہوں کہ کشن جو ہوں خود وہیں
پڑھکر فنا تما جو سنا کرے کلام
محراب میں مجھے جانے وہ شیخ اگر
پہنچی ہی جان لبوں پہ مرا ناک میں ہی دم
بے نام و بے نشان ہے تصور میں رکھ مجھے
چھپکر دہن میں میم کے گویا ہی بے زبان

رکھکر صنم کو سامنے سجدہ ادا کروں
زنار ڈال لے اپنے گلے میں پھرا کروں
کیا تاب ہے کہ آدمی میں تجھ سے پیدا کروں
منبر پہ چڑھ کے خطبہ صنم کا پڑھا کروں
اے عشق کب تلک ترے صدمے سہا کروں
اسعد تری قسم کہ نہ یاد خدا کروں
یارا نہ اوسکی کون ہے منہ سے ثنا کروں

لاہوت کے مقام میں آجائے گر نفس
اک دم میں لاکھ بار میں سیر بقا کروں

صوت و صدا کے باغ کا خود ہوں میں عندلیب
کب تک قفس میں تن کے مقید رہا کروں

حاصل ہوئی ہیں صفتیں بندہ کی مجھے
پھر کیوں نہ گھر میں یک کو بلا کر بلا کروں

منصور سا مجھے بھی ابھی کھینچے دار پر
کہہ کر انا الحق اپنی خودی کو فنا کروں

مرشد ہے مے فروش تو کیا ڈر ہے پھر مجھے
لیکر شراب شوق کو ہر دم پیا کروں

بیگانے جو بنے ہیں مرے ہمسایہ دار ہیں
غیبت کرو نہیں اونکی نہ ہرگز گلا کروں

حبل الورید کا ہو عقدہ جو تجھے حل
الجھی ہے گو تار نفس کی میں وا کروں

بدلا ہے روح جو سقام اے طبیب عشق
تسکین ہو گئی ہے لکو خود اب کیا دوا کروں

ہے ذات لاتعین کی سب ابے لٹ پلٹ
کچھ خوف کر نہ یار اگر میں قضا کروں

خواجہ معین دین کی جو عاشق کو ہے مدد
ہر اک کو کیوں نہ آپکا پھر مبتلا کروں

لامکان میں جسطرح ہوں اوس نقطہ آدم میں ہوں
جیسے عالم ہی عیاں اونمیں نہان عالم میں ہوں

بندہ گیا ہی جب سے محراب عبادت کا خیال
سر جھکا تیرے طاق ابرو پر خم میں ہوں

مصحف روی صنم کا ہو گیا ناظر جو دل
سورۂ اخلاص کے اجزا نقطہ و تقسیم میں ہوں

قطرہ خود ہوں خود ہوں موج اور خود ہی ہوں دریا
گردش اک گرداب میں [illegible] میں ہوں

ایک ہی پرتو ہی سیر ذرہ و خورشید میں
جسطرح ذرا [illegible] میں ہوں

عبد رب ہو نہ تو اوسمیں ہو حلول و اتحاد
آپ ہی موجود ہوں کر [illegible] میں ہوں

دیدہ مطلق کی کہاں ہو چشم وحدت کو نصیب
گنج مخفی ہی نکے راز او [illegible] میں ہوں

مرد و زن جہو نہ تجکو بھید کی یہ بات ہے
میں جو کہتا ہوں کہ شکل عیسیٰ و مریم میں ہوں

نطق سے جنکی زبان ہی جو گویا ہے سدا
کہتے ہیں نعاد کہ اب میں [illegible] عالم میں ہوں

رنگ زرد اور چشم تر سیر ہے ہی لب پر آہ سرد
حمد او [illegible] بہت نالان [illegible] غم میں ہوں

فیض مولانا معین الدین چشتی کا ہی یہہ

۱۰۸	ہیں جو عاشق خاندان حضرت ادہم ہیں ہم	۱۲۳

دلبر کو سر پہ لیے پھرتا ہوں میں — راکب ہوں اور یار ہی مرکب بنا ہوں میں

بیچون بنینگے آپ تو بیچون کو پائینگے — مخفی جو کچھ تھا راز وہ اب کھولتا ہوں میں

ماں ہے نہ مجکو باپ نہیں مرد ہوں نہ زن — تنہا دہان یار سے پیدا ہوا ہوں میں

تنزیہ کے مقام پہ ہیں شیخ ہم نہ عکس — تشبیہ میں جو عبد بنا ہوں خدا ہوں میں

رکھو نظر نہ ہستی موہوم پر مری — شکل حباب بحر میں ملکر فنا ہوں میں

ہے لامکاں میں کون یہ کیا شور و غل ہے ہاں — آواز ہاؤ ہو میں کچھ پا چکا ہوں میں

رکھو نہ سامنے مرے تم لاکر آئینہ — اس روئے عشوہ گر سے ہمیشہ جدا ہوں میں

گم کر کے سب صفات کو اپنے ہی درمیان — حیران ہوں کسی کی شکل یہ اب بنگیا ہوں میں

اللہ کو ہی عرش سے نسبت علی الخصوص — پوچھو نہ کچھ مقیم ورای الوری ہوں میں

مطلق ہوں آپ ہجر ہے مجکو نہ وصل ہے — آواز ذات بنکے سدا گونجتا ہوں میں

کعبے مین دیر مین نہ کلیسا مین ہون فقط — دیکھو تو شش جہت مین تجھے جابجا ہون مین

پہونچا جو قید عشق سے آزاد ہو کر اب — مطلق جو بنگیا ہون تو ششدر کھڑا ہون مین

۱۰۹ سب ہے خاندان چشت پہ عاشق ہمیشہ دل
خواجہ معینِ دین پہ نثار اور فدا ہون مین ۱۷

مظہر کبریا معین الدین — شان رب العلی معین الدین

صورت مصطفیٰ معین الدین — چہرہ مرتضیٰ معین الدین

ہمسر انبیا معین الدین — سرور اصفیا معین الدین

زبدۃ الاتقیا معین الدین — قدوۃ الاولیا معین الدین

خواجہ دوسرا معین الدین — صاحب اتقا معین الدین

زاہد بے ریا معین الدین — عابد و پارسا معین الدین

سالک و رہنما معین الدین — ہادی و پیشوا معین الدین

مستجیب الدعا معین الدین — پیر حاجت روا معین الدین

کعبهٔ پر ضیا معین الدین — قبله و مقتدا معین الدین

عارف حق نما معین الدین — کاشف رمز لا معین الدین

مرد عشق ما معین الدین — چاره ساز و دوا معین الدین

نور شمس الضحی معین الدین — حسن بدر الدجی معین الدین

لعل درج فنا معین الدین — درّ بحر بقا معین الدین

اهل صدق و صفا معین الدین — کان علم و حیا معین الدین

تخت و تاج و لوا معین الدین — فخر شاه و گدا معین الدین

سرو باغ رضا معین الدین — رهروان قضا معین الدین

دلبر و دلربا معین الدین
عاشق و مبتلا معین الدین

۱۱۰ ۱۹

ذات رب ذوالمنن خواجہ معین الدین حسن
ہی صفات پنجتن خواجہ معین الدین حسن

بولتا ہی یہ ہر کاہر شیخ اوسکو دیکھکر
ہی یہی خواجہ حسن خواجہ معین الدین حسن

کہتے ہین قطب و فرید و شہ نظام و شہ نصیر
ہی چراغ انجمن خواجہ معین الدین حسن

ہوگئی غوثیہ سبی ذات سے اوسکی عیان
کیون نہو خلق حسن خواجہ معین الدین حسن

دیکھ لے حق کا سراپا خواجگان چشت مین
ہی خدا کا جسم و تن خواجہ معین الدین حسن

سب کے ظل اللہ بنا ہی جہان مین آج وہ
سب پہ ہے سایہ فگن خواجہ معین الدین حسن

تاج و خلعت کر کے حاصل کہتے ہین شاہ و گدا
ہی شہنشاہ زمن خواجہ معین الدین حسن

کہتی ہی یہ بلبل گل توحید کے گلزار مین
ہی مرا غنچہ دہن خواجہ معین الدین حسن

صادق گاتی ہی سجا کر بلبل اب وہ کا ستار
ہی مرے دل کا چمن خواجہ معین الدین حسن

مصریون سے کھہ رہی ہی سنکے بات اوسکی نبات
خوب ہے شیرین سخن خواجہ معین الدین حسن

فیض بخشی کیلئے پہنچا ہی خود اجمیر مین
چہوڑ کر اپنا وطن خواجہ معین الدین حسن

ہو گیا پر تو اس کے ہند روشن کہ ہے	نور خورشید دکن خواجہ معین الدین حسن
جلوۂ انجم فلک ہی نور سے اوس کے کہی	رونق چرخ کہن خواجہ معین الدین حسن
ہی مرید اسکی ہی ہر اک ابدال اس عصر کی	خود ہی ہے پیر مغان خواجہ معین الدین حسن
قلب عالم کا اسکی یاد مین خوش ہی کہ ہی	دافع رنج و محن خواجہ معین الدین حسن
باغ سے لاہوت کے نکلا ہی بنکر زرد پھول	ہی بہ رنگ یاسمن خواجہ معین الدین حسن
دے لگے کعبہ مین کہی ہی مدینے اسکی خاک پا	بو مین ہی مشک ختن خواجہ معین الدین حسن
کر لیا ہی رام اپنا اوس نے دیر او کعبہ کو	خود ہی شیخ و برہمن خواجہ معین الدین حسن

۱۱۱	ہو گیا ہون دل سے عاشق رنگ تیرا دیکھکر ہے تو میرا گلبدن خواجہ معین الدین حسن	۱۷

وجود حضرت سبحان مرا خواجہ معین الدین	بنا ہی برزخ انسان مرا خواجہ معین الدین
ہین اوسکے مصحف رخ پر عجب بیر و زبر پیدا	ہی بطلق صورت قرآن مرا خواجہ معین الدین

خودی اپنی گم ہو کر سمجھ لو ستر باطن کو
خدا کی جسم اپنی ہی جان تو خواجہ معین الدین

سبق توحید پڑھکر سمجھ لو اسکی معنی تم
سو حق کا ہی خود ایمان مرا خواجہ معین الدین

سکل گنج مخفی ہے خدا کی ذات کہتی ہی
ظہور حق کا ہی سامان مرا خواجہ معین الدین

میں مصرع گاتی ہی بلبل چمن مست ہو ہو کر
ہی باغ عشق کا ریحان مرا خواجہ معین الدین

حقایق او معارف ہیں بہت اس کا کوئی ناپیں
ہی ہو گا گنجینہ عرفان مرا خواجہ معین الدین

دکن او ہند کی اسکا ہوئی سلطنت حاصل
کہ ہو اک خسرو دیوان مرا خواجہ معین الدین

ہیں نائب اولیا سارے اوسکی اک لا ہیت کے
ہی ملک بحر کا سلطان مرا خواجہ معین الدین

حبیب اللہ کی تصویر اوسکی اک نظر آئی
ولی اللہ ہی عالیشان مرا خواجہ معین الدین

خدا کی ذات او اسکی صفات ہیں کرین پر دے
ہی حق کی ذات کا مہمان مرا خواجہ معین الدین

صدا معشوق کی اسکو جو خوش آتی ہی اے مطرب
ہدا ہی راگ کا خوان مرا خواجہ معین الدین

مریض عشق طالب کا معالج ہو مسیحا کب
ہی درد عشق کا درمان مرا خواجہ معین الدین

اگر دو وقت مین حق کی ہی پیکار و صال رکھو
کریگا مشکلین آسان مرا خواجہ معین الدین

کرو بیعت سکی ہندکی ہی سلطنت جسکی
ہی پیر ملک ہندوستان مرا خواجہ معین الدین

منادی پھیر دو جاکر یہی اب ملک ہر جا مین
ہی مثل حضرت عیسیٰ نشان مرا خواجہ معین الدین

۱۱۲ ہوا ہون تارک الدنیا اوسکی خاص الفت مین
بنا ہی عاشق اب جانان مرا خواجہ معین الدین ۴۵

یون چشتی بنا ہی سنکر گل نے کھایا مین ہنسی تجھ او ہین
تو تخم و ثمر مین برگ حنا مین ہین نہین تو اور ہین

تو رنگ بنا ہی مین ہون بو اور چھپا بنا مین تو ہی چلا
مین خار بنا ہون تو غنچہ مین اور نہین تو اور ہین

مین باغ جہان ہون تو رضوان ہون مین چمن تو ہی گلچین
مین داغ بنا ہون تو لالا مین اور نہین تو اور ہین

مین فصل خزان ہون تو بہار ہی اور عشق بنا مین تو بلبل
مین گریہ بنا ہون تو نغمہ سرا مین اور نہین تو اور ہین

مین موج بنا ہون تو ہی کف اور مین ہون حباب اور تو گرداب
مین قطرہ بنا ہون تو دریا مین اور نہین تو اور ہین

مین چشم بنا ہون تو پتلی اور گوشہ بنا مین تو پردہ
مین نور نظر ہون تو بینا مین اور نہین تو اور ہین

مین حلق بنا ہون تو ہے اور مین لب بنا ہون تو ہی صدا
مین حرف زبان ہون تو گویا مین اور نہین تو اور نہین

مین تار بنیا اور تو ہی نور اور تاب بنیا مین تو ہی چمک
مین شمع بنیا ہون تو شعلہ مین اور نہین تجھ اور نہین

تو چرخ بنیا ہے مین ہون سحاب اور برج بنیا تو مین زہرہ
خورشید بنیا تو مین ذرہ مین اور نہین تو اور نہین

تو ذات بنیا ہے مین ہون صفت اور تو تنزیہ ہے مین تشبیہ
بیچون تو بنیا اور مین چون مین اور نہین تو اور نہین

تو شخص بنیا اور عکس ہون مین اور جان بنیا تو جسم ہون مین
تو قامت ہے مین ہون سایہ مین اور نہین تو اور نہین

تو رنگ بنیا جب لالی کا مین خاک بنیا ہون تجھ سے مہندی
تو آگ بنیا ہے مین ہون ہوا مین اور نہین تجھ اور نہین

مین طاق بنیا ہون تو مسجد مین سینہ بنیا ہون تو منبر
مین کعبہ بنیا ہون تو قبلہ مین اور نہین تو اور نہین

تو شکل بنیا ہے مین صورت اور تو ہی مرقع مین تصویر
تو خود ہی نمونہ مین نقش مین اور نہین تو اور نہین

تو ذات بنیا مین ہون صفات اور تو ہی بقا تو مین ہون فنا
تو زندہ سدا ہون مین مردہ مین اور نہین تو اور نہین

تو ہادی بنیا مین ہون مسافر اور تو ہی مرشد اور مین ہون مرید
تو رب ہے اور مین ہون بندہ مین اور نہین تو اور نہین

مین ہستی بنیا تو ہستی ہے اور مین بنیا ہون عدم اور تو ہی وجود
مین بنیا پیدا تو ہی پیدا اور مین ہستی تو نہین

تو زلف بنا ہے میں نافہ اور مشک بنا تو میں عنبر
تو ملک ختن میں شہر خطا میں اور نہیں تو اور نہیں

میں فہم بنا تو فہم ہوا میں عقل بنا تو ہوش ہوا
میں طبع بنا تو فکر رسا میں اور نہیں تو اور نہیں

سیماب بنا تو میں ہوں جلا اور تو ہی صفا اور میں قلعی
تو عکس بنا آئینہ میں اور نہیں تو اور نہیں

تو نیشہ بنا ہی میں رشتہ تو تانا بنا اور میں بانا
تو سوت بنا ہے میں جامہ میں اور نہیں تو اور نہیں

تو مست بنا ہے میں مدہوش اور تو ہی قلندر میں آزاد
زیرک تو بنا میں دیوانہ میں اور نہیں تو اور نہیں

میں ہوں ساقی اور تو صہبا میں ہوں مینا اور تو ہی حباب
میں جام بنا ہوں تو شیشہ میں اور نہیں تو اور نہیں

فولاد بنا تو میں آہن اور تو ہی مس اور میں ہوں جست
تو سیم بنا ہے میں ہوں طلا میں اور نہیں تو اور نہیں

میں خود ہوں زمرد تو الماس اور ہوں میں نیلم تو ہی یاقوت
میں ہوں خاتم تو فیروزہ میں اور نہیں تو اور نہیں

تو تیغ بنا ہے میں خنجر تو تیر بنا اور میں ہوں کمان
تو ناوک بنا ہی میں دشنہ میں اور نہیں تو اور نہیں

تو تولہ بنا ہی میں ماشہ اور گھنگچی بنا تو میں رتی
میزان بنا تو میں پلہ میں اور نہیں تو اور نہیں

شہباز بنا میں تو عنقا میں ہدہد ہوں اور تو قمری
طاؤس بنا میں تو ہی ہما میں اور نہیں تو اور نہیں

میں قیصر بنا ہوں تو ہے سلطان میں ہوں حج تو حجت
میں صحن بنا تو دروازہ میں ہوں نہیں تو اور نہیں

زحمت میں بنا ہوں تو رحمت میں جرم بنا ہوں تو بخشش
میں عاصی خطا ہوں تو عطا میں اور نہیں تو اور نہیں

تو طوبیٰ بنا میں محو ہوا تو حال بنا میں قال ہوا
تو دید بنا اور میں ہی ہوں میں اور نہیں تو اور نہیں

احمد میں بنا ہوں تو ہے احد اور میں ہوں محی تو محمود
میں ہوں سالک اور تو طالب میں نہیں تو اور نہیں

آزار بنا تو میں بیمار اور تو مسیحا میں ہوں علیل
تو قرص شفا اور میں ہوں شفا میں نہیں تو اور نہیں

تو عشق بنا ہے میں الفت اور یار بنا تو میں محبوب
تو عاشق محبت میں والا میں نہیں تو اور نہیں

تو جلوہ ہی کرشمہ میں غمزہ تو ناز بنا ہے میں نیاز
تو عشوہ بنا میں ہوں ادا میں نہیں تو اور نہیں

قرآن میں بنا ہوں تو کلام اور زیر بنا ہے میں زبر
میں آیت ہوا اور تو سورہ میں نہیں تو اور نہیں

میں ذات بنا ہوں تو صفت میں نعت بنا ہوں تو توصیف
مدحت میں ہوا تو ہی ثنا میں نہیں تو اور نہیں

تو ماہ بنا ہے میں سال اور روز بنا تو میں شب ہوں
تو صبح بنا اور میں ہوں شام میں نہیں تو اور نہیں

تو صاف قضا اور میں ہوں قدر تو قسمت ہے میں بخت تقدیر
تو ہی تسلیم اور میں ہوں رضا میں نہیں تو اور نہیں

تو رام بنا ہی ہمین لچھمن تو شنو ہی اور ہمین کشن
تو میرا صنم اور ہمین پوجا ہین اور نہین تو او ہین

ایجاد تو جو ہی شیٔ ہون ہین جو وہ تو خود ہی
تو میرا ہی ہمین ہون تیرا ہین اور نہین تو او ہین

ای یار اوٹھا دوئی دل سی اور ملکر ہمہ ہین اک تو جا
تو بھی خدا یہان کہا ہین اور نہین تو او ہین

کل وصل ہی تجھ ہمین گم ہو کر سمجھا تری رمز خفی
ای سر جلی تو کیا چھپا ہین اور نہین تو او ہین

وحدت تو کثرت ہی بیگانہ تو یگانہ ہی
جھگڑا یہ غلط ہی ہمین تجھ کا ہین اور نہین تو او ہین

۱۱۳ | ہین عاشق صادق ہون تیرا تو خدا جیسی ہی مرا | ۱۷

تو شاہنشہ اور ہمین ہون گدا ہین اور نہین تو او ہین

وہ کون ہی جا کہ تو ایجان جہان نہین
آواز سی جدا ترے ہر دو جہان نہین

سبحہ صفا حق سی خدائی کا ہی ظہور
یکجا گی ہین جون ہر اک کا نشان نہین

اسما سی نشان ہی کثرت ہوی نمود
وحدت ہین کچھ شریک خدا او بتان نہین

جو آنکھ سی نہان ہی وہ ہی کان ہر عیان
کسطرح سب سمجھے رمز یہ جو غیب دان نہین

ہر دم لسان روح سے سنتے ہیں نطق ہو
ذکر خدا میں اس لیے گویا زبان نہیں

کب واجب الوجود کا تکیہ ہے عرش و فرش
ہے قصر غیب اوس کا جہاں لامکان نہیں

ہے حسن کا حجاب جو خاموش ہے صنم
عاشق وہ کب ہے جسکے لبوں پر فغان نہیں

جی جسکو جانتا ہوں رہیگا وہی سدا
رہتی جو زندگی ہے وہ کچھ جاودان نہیں

آب و ہوا و آتش و خاک اوس کے ہیں جو
باہر خدا کی ذات سے انس اور جان نہیں

وہ لا شریک سب میں ہوا شریک آپ
حقا کہ اوس کی ذات سے ہم درمیان نہیں

باغ فنا میں اپنے ہمیشہ بہار ہے
گلزار عین عدم سے تو ہرگز خزان نہیں

اشکال مختلف کو دوئی سے نہ دیکھ تو
تجھ سے جدا کسی کبھی وہ رخ رہا نہیں

سب میں وجود حق ہے یہ کہتے ہیں نیک لوگ
باریک تر یہ بھید ہے سب پر عیاں نہیں

دیر و حرم کا شیخ و برہمن کو ہے جو عزم
کیا جلوہ گاہ لم یزل اسکا مکان نہیں

ظاہر کا علم پڑھ کے یہ گمراہ ہیں تمام
طالب خدا کی راہ کے پیر و جوان نہیں

بازار عشق گرم ہے سودا اثر لو — سو وان میں آج بہی کسیکو کال نہین

۱۱۴	عاشق ہمین وہ جو کہ رہتا ہی وان جبین اپنے سا جہا ہتے کہین آتا نہین	۳۵

کہتے ہین ذات تک ہے تو خدا ہین
رسوا ہی خلق کا جو پردہ کہین رہا نہین

بیچون ہی جسکو کہتے ہین سبکے اگر
باریک ہے بہید وہ ہر اک پر کہلا نہین

دیر و حرم میں شیخ و برہمن کو ہی تلاش
اب تک تو اس صنم کو کسیکو ملا نہین

کانونکو ہمنے بہرا ہی کرد تو بات ہے
جیسے ترا ترنم مطلق سنا نہین

کسکو دکہاوے قیس اللہ کا جمال
موسی نبی سا کوئی جہان مین رہا نہین

اے بندہ حقکے پوچہتے ہو حال حصل
اپنا تو کیا خدا کا تو وہان پتا نہین

اندر سے کہہ رہا ہی انا الحق وہ شوخ خود
سوالی دوا اوسکا سیری کچہ ہم سے خطا نہین

ایسا ہے کیا طلسم تماشا عجیب وہان
سیر عدم کو جو کہ گیا وہ پہرا نہین

زیر زمین جب اوگ گئے خاک ہو گئے — اسم اونکا مٹ گیا ہستی سما نہین

مسجد کی راہ لی نہ وہ کعبہ گیا کبھی — در پر جو تیرے بیٹھ گیا پھر اوٹھا نہین

کرتے ہین کس کو سجدہ وہ ہم جانتے ہین خوب — سر اپنا حق کے سامنے مطلق جھکا نہین

اندہا تو ہو کو ڈہونڈ رہا ہے کہین یہان — یار اپنا برملا ہے کسی جا چھپا نہین

اپنے ہی مین روبرو یار ہم دیکھتے ہین صاف — مثل اپنا دو جہان مین کہین آشنا نہین

بیٹھے ہوون کے آنکھ کی پتلی مین ہے تجھے — محراب سے حرم سے سبب اونکو تھا نہین

سجادہ و مشایخ و درویش پارسا — اونمین کوئی بھی طالب مولی ہوا نہین

حرص جہان مین جال بچھا ہی لگا کے نقش — عشاق پر کسی کا بھی بس چلا نہین

مستی نہ اترے عشق کی ہر اک کو جب تلک — ہم سا کسی نے ایک بھی جرعہ پیا نہین

کرتا ہے کس کی نفی اور اثبات پڑھ کے لا — ہین آپکے سب آپ کوئی ماسوا نہین

موسی اکیلے تماشہ کو گو طور بھی چلا — ہرگز ہوا نہ سیر جبتک ملا نہین

دستے سے دیکھے سنگ جگر گوشۂ سنگ بنا
نقش زبان شد طالب ہوا ہے ذکر
کسکو بتا دن بکجت سے عرفان و معرفت
لاعلمی سے کوئی سمجہتا نہین یہ علم
سیراب دلبے او ٹہتے ہین فوار خون کے

چشم یقین کا ایسا کہین توتیا نہین
وصل صنم کا ایسے کہین تذکرہ نہین
علم خفی مین ذہن کسیکا رسا نہین
دانست یہہ قدیم سے مضمون بنا نہین
خالی وہ دل ہے جسمین بھرا دو ہوا نہین

۱۱۵

خواجہ معین دین سے فقیرون مین مردان
عاشق کا ہمسر آج کوئی بھی گدا نہین

۱۱

کیا بہید کہون تمسے کہ مین کون کیا ہون
گنجینۂ مخفی ہی مین مرا نام کہان تہا
معنی کو انا الحق کی اگر جانتی مخلوق
ای شیخ ہوا ظاہر ٹرہکر تو ذرا دیکہہ

اس ہستی موہوم مین خود خلوت و وحدت ہون
آدم مین بنا کر صفی اللہ بنا ہون
ہر اک کی زبان پہ یہی ہوتا کہ خدا ہون
خود مصحف عارض سے ترے جلوہ نما ہون

ہے دل سر میں معانق مر سینہ اسرار حقیقت
ہی زندگی و موت کے مراتب میں ہم
فانی جو ہوا بن کے حباب آپ ہی کھو گیا
سمجھو نہ تجھے عالم و دنیا میں ہو گو آن
آزار جدائی کا جو رکھتا ہی وہ آتش
ہی زردی جا سے کہ مرے چہرہ کو بھی رنگ

با تانا ز بہن عرش یہ تن کے گھر ایک
خود زیست کا عالم ہو نہیں مجھ کو تمنا ہو
اپنی ہی سدا ذات میں دریا کا بہا ہو
ہر ایک زمانے کے بیچ ہر ایک سا ہو
فرقت کا مرض جس کو ہو تن اس کا بیمار جدا ہو
عاشق ہوں میں بہت ہو سے ہر ایک جدا ہو

١١٦

خود عاشق صادق ہوں بنے ہی تجھے وصل
میں خواجہ ستی سے نہ اک دم بھی جدا ہوں

١٣

روئے احمد میں احد دیکھا ہی میں نہیں
عرصۂ وحدت میں آتا ہوں نظر مثل سراب
کھل گئی قلبی نظر آنے لگا اوسکا عکس

میری صورت میں خدا ظاہر ہوا دیکھتی ہیں
دور بین کو صاف ہو کا رنگ دیکھتی ہیں
یہ مرا جسم مصفا آئینہ ہی بین نہیں

جسم آدم کب ہے اپنا غور سے دیکھو ذرا
چار عنصر کا مرا قالب بنا ہی مین نہین

سامع خاص ہی جب ہو گیا سنتا یہ کلام
شش جہت مین شور اک ہو صدا ہی مین نہین

مصحف روے صنم کی تو نہ پہچانت تمہین
ناظر و دیکھو یہ وجہ انما ہی مین نہین

دوسرا ہی مین چشم حق مین نظر کیے تو دیکھ
اسم کا میرے مسمّی دوسرا ہی مین نہین

گر نہین چشم بصیرت سے پہچان لو
ہمکلام اک آپ کا یہان آشنا ہی مین نہین

سامنے آئینہ رکھکر تکتے ہین اپنا جو منہ
روبرو دیکھے سدا اس کل فنا ہی مین نہین

ای شناور صورت قطرہ مجھے ہرگز نجان
آگے تیری آنکھ کے دریا کھڑا ہی مین نہین

ہین شباہت مین صنم کی صاد و نون تیلیان
شکل میری دیکھ عین بتکدہ ہی مین نہین

ای تماشا بین سراپا دیکھ لے سیر اک ہی
عشق کی بازیگری کا شعبدہ ہے مین نہین

۱۱۷

عاشق صادق کی آنکھون سے ذرا تم دیکھ لو
خود معین الدین چشتی بینوا سے ہے مین نہین

۱۵

تو جو ہے جلوہ نما پردۂ چشم تر میں
خدائی نظر آتی ہے مجھے گھر ہی میں

سامعہ گم ہے مرا جب سے ہوا ہوں بہرہ
صورت معشوق نظر آتی ہے مجھے ہر شے میں

حالت وصل میں ایسا میں ہوا ہوں بیخود
تاب طاقت نہیں کچھ اپنے دل مضطر میں

برج وحدت ہے مرا ہیں حقیقت میں وہی
سیر ہے عروج اور تنزل اپنا جو ہے اختر میں

خود وصف کہتی ہے غنچۂ گل سے بیان بھی
دیکھ لے جلوہ ترا آپ سے خود گوہر میں

سر پٹکتی ہے سدا موج سمندر ہر سو
کس لئے جھگڑتے ہیں گر دیکھے موج کے سمندر میں

برہمن کے لئے آج گیا کاسی کو
وہ دلارام ہے نہ سود دیکھا ہر ہر میں

غیب مکنون کی خبر لائے جو ہم میں جا کر
ایسی طاقت نہیں جبریل کے بال و پر میں

اے مسیحا تو ہمیں زندہ کرے گا کیونکر
وصل کے مرتے ہیں کب آہ ہیں تیری ٹھوکر میں

صاحب پاک کے در پر جو فقیر آتے ہیں
کیا مرا قاضی حاجات ہی سیم و زر میں

طاق ابرو میں مرے سجدہ ادا کر زاہد
جلوہ گر ہی ترا مسجود اسی مظہر میں

کہدیے ایمان سے الواحی عظمیٰ گو سب کو — ہادی خیر ہے جو خود وہ دل ہی تیر مین

کھلگیا اسم سے مسمّیٰ کا عقدہ ہم پر — نظر آیا جو احد صورت پیغمبر مین

اتقوالله ذات کا جو علم ہی مجکو حاصل — وہ بتاتا ہی یقین دل کے شر و فتن مین

۱۱۸ خواجۂ چشت کا ہر اک کو کرے دیوانہ — ایسی قدرت نہین عاشق کے کسی پیر مین ۱۷

جو خدا خود کو نہ سمجھا اوسکو ایمان ہی نہین — من عرف جسکو نہین ہے وہ مسلمان ہی نہین

ہی اگر چشم بصیرت دیکھ تب سب مین حق — صورت الله مین کچھ اک انسان ہی نہین

نکتۂ تہلیل سے آگاہ ہو کر غور کر — ماسوا الله کا ظہور حق مین سامان ہی نہین

ہستی حق سے جدا جو جانتا ہی آپ کو — حق بھی ہی اس طرح کا کوئی نادان ہی نہین

ایک تو ہی جا بجا ہے اور ہر اک شی تجھ مین ہے — کس طرح یہہ بھید سمجھے تجھ مین عرفان ہی نہین

پڑھکے آیت تبصرون اور تماشا دیکھ لے — کیا کہون الشیخ تجکو یاد قرآن ہی نہین

طالب دنیا بنے ہیں منشی اور عالم سبھی
اس زمانہ میں کوئی بھی حق کا خواہان ہی نہیں

کسطرح ہو گی عیان تجھپر حقیقت جان کی
تجکو حاصل یار و وصل جسم جانان ہی نہیں

دل کے پردوں سے آتی ہے جو دستک کی صدا
ہر کوی بہرہ سنے وہ صلوا امکان ہی نہیں

صاف کہتا ہے طبیب عشق ہو کر لا علاج
جسکو ہے درد دوئی کچھ اوسکا درمان ہی نہیں

آپ سب میں عرش پر بیٹھا ڈھونڈھنا آپ کا
پھر کہا و عبید تم ہرگز یہ شایان ہی نہیں

گنج مخفی کی حقیقت ہے عیان ہم پر تمام
راز اپنے یار کا کچھ ہمسے پنہان ہی نہیں

تکتے تکتے مشد گئیں آنکھیں رہی ترسے وصل میں
حشر میں پھر تجکو دیکھوں دل میں ارمان ہی نہیں

ہو گئے گوشہ نشین پہلو میں لیکر یار کو
کیون پھرین ہم در بدر کچھ درد ہجران ہی نہیں

ہم جو کہتے ہیں انا الحق کیا کریگا محتسب
دار کا اپنے کچھ اوسکے پاس سامان ہی نہیں

غرق دریائے ہویت ہیں تو ہوای ناخدا
لا تعین میں کوئی پھر ایسا طوفان ہی نہیں

اے شہ اجمیر عاشق پر کھلا رتبہ ترا

صنم کی جستجو میں ہم اگر اغیار کا یار رکھتے ہین
ہزاروں بت سے ہم خود گرد شہر زنار رکھتے ہین

جو دور سے ہم کیسے عشق ہاتھ کا دامن ہم
سطر در خط نقوش ہاتھ رکھتے ہین

حسن قدرت کا کرشمہ ہین حیرت [illegible]
سلطان ہیں ہم [illegible] رکھتے ہین

ہمارا عشق ہی رکھتا ہے [illegible] ایسا
ہین [illegible] رکھتے ہین

جو ہم مشتاق ہین نسبت سے [illegible]
لعل مین ظاہر ہیں ہم دلدار رکھتے ہین

مشرق سے مغرب تک نظر آرہی ہین اپنے
منور انکے سے صحف رخسار رکھتے ہین

ہماری چشم کی پتلی پہ نقطہ عین لیلی
نظر کی بیٹھکے مجنون ہم نگاہ یار رکھتے ہین

نظر کر اسکو کرین اب ہم ہین آئینے وامق و عذرا
کہ وصل میں بھی مطلق خواہش دیدار رکھتے ہین

جدا خود ہوش سے ہستی سے سدا حیرت کدہ اپنا
پرے سے ہم لامکان کے ہین کہاں دیوار رکھتے ہین

بنا کر شکل یوں کی جدا کو سب سے بیجا ہی
تہی سے عشق کا سودا سر بازار رکھتے ہین

نظر میں اپنی ہر اک شب تصور کا رہتا ہے
جو بند آنکھ اپنی کرتے ہیں دل سے اسرار کہتے ہیں

وہی مقصود میں ہم ہو انا الحق کہتے جائینگے
چڑھ جائینگے پھر بھی لیکن نہ خوف دار رکھتے ہیں

جو پھر سکے سنتے ہیں بغیر از تار صوت
بنا کر روز ان کی وہ قرار رکھتے ہیں

دکھاتے ہیں کلم کر کے تو غالب ہیں آج ہم کو
ہم الانسان سری ہیں ترا اسرار رکھتے ہیں

سنا ہی جب ہمیں کا اشتیاق سے جو عالم کی
سنسر الہ با سوت پر تو ہاں رکھتے ہیں

چھپایا جو چھپہ کو بنا کر تانا اور بانا
رنگ کے تار میں جو کی ہم فنا رکھتے ہیں

نہ کیونکر ہیچ ابر ان کا بکو خاص مع تو ہی
سلسلہ یا سیہ کے نقطہ ہیں ہم انوار رکھتے ہیں

زمین کے فرش پر ہم گر بیٹھے ہیں تنزل
ابتع سے ہر الکرم عرش کی اخبار کہتے ہیں

ملا ہی وصل کا جرعہ جو پیکر ساغر ول سے
بحق وحدت سے آنکھیں ہم سب اسرار کہتے ہیں

کلام اپنی صفت ہے جو زبان چلتی ہی تو دو اوس
رہیں خاموش کیونکر ہم اگفتار کہتے ہیں

معین الدین چشتی کے ہر گھلاتے ہیں ہم عاشق

احمد جو بنایا ہون احد نام کا ہمین
چہرہ مین مصطفی کے سراسر چھپا ہون مین

تنزیہ مین تو دیکھ نہ ہرگز جدا ہون مین
تشبیہ کے جہان سے مطلق جدا ہون مین

ہستی تجھ پڑی کو جو اثبات کر دیا
صورت مین جو آلہ کی ہون خود ہی لا ہون مین

ہو جو صورت خدا مین تو بندہ کہان ہے
اللہ تیری شکل مین ہون خود فنا ہون مین

آیا ہون تجھ دوئی سے خودی کے جو درمیان
خواب عدم مین ایک تب تک اٹھا ہون مین

سمجھی تھی ہے خود بخود جو مرتبہ کی پاسری
گم ہو سکے اپنی صورتمین بخود بنا ہون مین

پوچھو نہ مجھسے حال مری سرنوشت کا
ششدر رہا ہون آپ ہی جو کچھ لکھا ہون مین

ہی عرش سے وہ جو میرا عروج آج
فرش زمین پہ صاف معلق کھڑا ہون مین

آئینہ تجلی ازل ہے میرا عکس
صورت کو میری دیکھئے نور صفا ہون مین

پاتا ہون نقش ساکھ جو ہو تیہی اپنی شان
خود قید سے تعین حق کے رہا ہون مین

عنصر بنی ہین چار سعقا اپنی ذاتکی
ہان خاک باد و آتش و مطلق ہوا ہوئین

تحقیق کر اوسکو ہے ہستی ہر سوا
ہیجدہ ہزار خلق کا نشو و نما ہون مین

تھی مراد جو دیکھو گٹ مین ہمکی
کر لو نظر کہ حلقہ ارض و سما ہون مین

چہرہ مرا ہے مشرق و مغرب جلوہ گر
[illegible]

خود کو سمجھے [illegible]
انسان کے [illegible]

ہے ہما جلال کی جو تمام جمال ہین
ناحق کمند عشق مین [illegible]

١٢١

عاشق جو ہو گیا ہون نظامی گروہ کا
تب سے مین [illegible] کا فقیر و گدا ہون مین

١٧

کب فرش و عرش [illegible] الا سکا ہوئین
گم ہو ہے [illegible] نشان ہین

مظہر ہے میری ذات کا اللہ کا [illegible]
اپنے تن [illegible] کا خود جان ہوئین

ہی ساری کائنات [illegible]
ہستی ہے اپنی آپ [illegible] جہان ہوئین

ہے شعبدہ گری یہ مری خود الٹ پلٹ — ہوں اک جگہ نہاں تو کسی جا عیاں ہوں میں

کہتا ہے جبرئیل مرے منہ میں آنکر — حق ہے یہ جو ہمکلام ہوں خود بے زباں ہوں میں

آواز میں جرس کی مری صوت سے سنو — زنبور سے کے سرود کا شور و فغاں ہوں میں

ذات و صفات میں مری اب کیسے اتحاد — ہاں تجلوں خود ہی مرے درمیاں ہوں میں

حبل الورید سے تو ہوں نزدیک تر لگے — سمجھا نہ کوئی رمز کو میری کہاں ہوں میں

حسن و جمال ہے مرا حلقہ میں میم کے — منہ آرسی میں دیکھ لے غنچہ دہاں ہوں میں

پہنچا برات عشق کے ہمرہ جو اس جگہ — خود تخت پر عروس کے جلوہ کناں ہوں میں

ہیں صورتیں یہ میری ہر اک شکل ہے عیاں — واجب کے ممکن اب جو بنا چیساں ہوں میں

ہر اک نفس ہے ذاتکو معراج میری آج — اوج براق نفس کی خود نردباں ہوں میں

میرا مقام غیب مری الورا میں سے ہے — پایہ جو ہوں زمیں کا سر آسماں ہوں میں

استاد عشق سے تو سبق معرفت کا لے — تو ہی خدا ہے تجھ میں خدا [illegible]

دیرینہ ملحد ہون مرا اگرچہ ہے شمار | ای پیر عشق متقی و نوجوان ہون مین
تکتی ہی کہ سب قیام ہیہ نقطہ کیے میری ذات | تماشہ ہے یہ اندر مین کہ اب نکتہ دان ہون مین

۱۲۲

خواجہ معین دین کا ہی عاشق ہون جان نثار
دل سے ہے غلام بادشہ خواجگان ہون مین

۲۵

ہستی ذات خدا مین ملحد دیرینہ ہون | خود وجود کبریا مین ملحد دیرینہ ہون
کرو یا اثبات الا اللہ ہو کا شکر آپ | محویت کا ابتلا مین ملحد دیرینہ ہون
مظہر ہیہ ہون مطلق ہیہ تعین سے ہی مرا | صاحب ہون چرا مین ملحد دیرینہ ہون
ہو تجلی ہی ہیت نری جلوہ گر ہو شخص و عکس | صاف نور آئینہ مین ملحد دیرینہ ہون
برزخ کبری مری ہی عبدیت کا ہی لقب | بندۂ مولی نما مین ملحد دیرینہ ہون
ہے صفی اللہ کی تصویر نورانی مری | خاص شکل مصطفی مین ملحد دیرینہ ہون
ہے یہ پیدا ہو گیا ہون خلق مین | ہم ز انشو و نما مین ملحد دیرینہ ہون

پردۂ ظلمت سے نکلا ہون جو بنکر بدر حسن
پرتو شمس الضحی ہین ملحد دیرینہ ہون

ہو سکے جو دید مین دیکھے غیر مین دلبر کی جو
آپ اپنا مبتلا ہین ملحد دیرینہ ہون

بندہ و رب کو کیا ہی گم ہو کر اپنی ذات مین
سر سبد اصل مرا ہین ملحد دیرینہ ہون

مشرق و مغرب سے پیدا مصحف رخ ہی مرا
شرح و جہ اپنا ہین ملحد دیرینہ ہون

جیسے ہین شیخ و برہمن کے حرم اور دیر مین
آپ ہی ہر دو بنا ہین ملحد دیرینہ ہون

کنت ہو الظاہر چھپ سکتا ہی ہان میرا وجود
خلق مین اک برملا ہین ملحد دیرینہ ہون

عین میری ذات کے ہین سارے اسماء و صفات
شان ہر اک مرتبہ ہین ملحد دیرینہ ہون

غیر ہی کب ما سوا اس شش جہت کے تحت و فوق
ہر طرف اور جابجا ہین ملحد دیرینہ ہون

جانتے ہرگز نہین پر دیکھتے ہین سب مجھے
صرف اپنا آشنا ہین ملحد دیرینہ ہون

غیب ہو جاتا ہون خود ہی مین حضور قلب سے
جان جان کا شعبدہ ہین ملحد دیرینہ ہون

دیکھ لو میرا تماشا آکے خلوت گاہ مین
اپنا بازیگر بنا ہین ملحد دیرینہ ہون

اول اور آخر بھی ہین اک طور پر آیا نظر
ابتدا کی انتہا مین بلحد دیرینہ ہون

کیا کہون اپنی حقیقت ششدر و حیران ہو چکو
من عرف مین نے بتا مین بلحد دیرینہ ہون

ارغنون دل کا جو دل بینے بج رہا ہی ہر نفس
سامع بانگ و صدا مین بلحد دیرینہ ہون

بیخود و سرشار ہون جو سکیدہ مین عشق کے
ستقی اور یار رسا مین بلحد دیرینہ ہون

لا ئمیو تون آپ بنکر انمو لوا پڑھ چکا
خود فنا و خود بقا مین بلحد دیرینہ ہون

مجکو سرداری ملی ہے حضرت منصور کی
کاشف سترا نا مین بلحد دیرینہ ہون

۱۴۳

عاشق صادق بنا ہون خواجہ اجمیر کا
چشتیون مین ہوا مین بلحد دیرینہ ہون

۱۷

شوخ اپنا جا بجا ہے دکھاؤن کہان کہان
شور اوس کا ہر طرف ہی سناؤن کہان کہان

جو اپنی ذات مین وہی ہی صفات مین
اوسکو جدا مین کرکے بتاؤن کہان کہان

ہی اک کمند عشق تو ہی اک دام زلف
دلکو مرے عبث مین پہنساؤن کہان کہان

[illegible] جو [illegible] بہشت — اک سر ہے اوسکو جھکاؤں کہاں کہاں

[illegible] عشق کی [illegible] اپنا جسم جب — ہر دم خزانہ دل کا لٹاؤں کہاں کہاں

گھر دل کا [illegible] چشم کا ہے در — آنکھیں جان [illegible] میں چھپاؤں کہاں کہاں

بار امانت اوسکا ہری چشم [illegible] — میں ناتوان ہوں صدمہ اوٹھاؤں کہاں کہاں

[illegible] — اے یار شوق جان [illegible] کہاں کہاں

لیجا [illegible] اوسکی طرف — خود کو بگولہ سان میں پھراؤں کہاں کہاں

[illegible] تیرے آستان کی ہو — برباد ہو کے خاک اوڑاؤں کہاں کہاں

[illegible] — میں اک مکین [illegible] ہوں سماؤں کہاں کہاں

مجکو بہشت و خلد برین کی نہیں ہوس — خود لامکان ہوں گھر میں بناؤں کہاں کہاں

میں ہی ہیں رسول میں اللہ کی ہوں شکل — خود کو بنا کے غیر چھپاؤں کہاں کہاں

رتبہ ہے خاص تینون میں اپنے ظہور کے — مطلق وجود کو میں مٹاؤں کہاں کہاں

جو قرض کے ورق ہو وہ ہی عرش کے پر
سمجھو رموز لحد میں سب یہ نکات شامل

ان آن اونچ غیب نگاؤں کہاں بیان
تکلیف یہ نگاؤں جہاں کہاں

۱۴۴

خواجہ معین دین کا ہر ایک جدا ہے اک رنگ
عاشق تری غزل کو ہیں نگاہ وہ کہاں

۱۷

انسان کیا ہے شئی یہ ہمیں کچھ خبر نہیں
ہم صورت خدا ہیں وجود و تشبیہ نہیں

ان ہر شی کے پرے ہے معلق ہوا قدم
حاضر ہیں اپنے لامکان میں دیوار و در نہیں

اپنے مشاہدہ میں ہیں آنکھوں کی پتلیاں
آنکھ ہم میں غیر ہیں مگر انور بصر نہیں

یہ اپنے وجود پر بینی ہیں ماہ و مہر
ہم سے جدا اک آن بھی شمس و قمر نہیں

اپنی جو ہے جلال و جمالی صفات ذات
تفصیل وار علم یہ ہی مختصر نہیں

سینہ تجلیات سے پر نور ہی مدام
کچھ کوہ طور سے مرا کمتر جگر نہیں

موسیٰ کی طرح خواہش دیدار کیوں کریں
اللہ اپنی شکل میں کیا جلوہ گر نہیں

آدا اپنی یار کی سمجھتے ہیں ہر نفس
کچھ شک نہیں یہ شکل کرشن و لی اپنے گر نہیں

رخسار و زلف اپنے ہیں واللیل والضحیٰ
تو دیکھ لو کہ اپنے ہیں شام و سحر نہیں

کرتے ہیں ہم جو بحث رخ و ہمسر کی یار
قرآن نہیں ہے پر سمجھتے زید و عمر نہیں

جاتے ہیں اکیلے میں رب الوریٰ ہمیں
اپنے سوا کسی کا کبھی یاں گذر نہیں

کعبہ میں یار دیکھا ہے جو کرتے ہیں ہم سلام
حجاج کا تمام نشان مجھ سے اودھر نہیں

اپنے طواف کا ہی ہوا الباطن گواہ
شاہد ہمارا آپ ہی رب کا قمر نہیں

موج و حباب و قطرہ و کف کی ہی ایک ذات
جانتے ہیں بحر سے خارج یہ بہتر نہیں

ہیں واجب الوجود ہیں ہو جا کے فنا
ممکن کو ہو بقا یہ سخن معتبر نہیں

اے شیخ آپ کو ہو مبارک جنان کا قصر
رضوان کی قسم مرا جنت میں گھر نہیں

۱۲۵	عاشق نہ چھوڑ دامن خواجہ معین دین اوس سا جہان میں کوئی ترا راہبر نہیں	۱

بیان تیری تجلی ہمان سب ہین
[illegible] اشارہ [illegible] ہین

سبکے نقش محمد و احمد
اسم [illegible] حق کا نشان [illegible]

ہو صفت باقی فنا ہین سب شہید
ہو شوق [illegible] ہم سبیان [illegible] ہین

اپنی گردن پہ عرش اٹھائے ہم
[illegible]

قاب قوسین سبکے پرے ہوکر
[illegible] ہین

خط وحدۃ جو درمیان ہی عیان
[illegible] ہم [illegible]

بیان وجود اور علم و نور و شہود
عشق [illegible] ہین

دیکھ اوٹھا کر تو سیم کی گھونگٹ
اسی [illegible] ہم سب عیان [illegible] ہین

عین ہستی سے ہے نیستی اپنی
[illegible] ہین

ہو جلا کی ملا میں سے آواز
اور [illegible] کان [illegible] ہین

سبکے بندہ میں سب کے مولی
عشق میں آن بیان [illegible] ہین

ہے صفت جو تکلیم کی ہے سمع مین
ہم وہی طوری پہ چڑھنے کو
خود انا الحق زبان پر اپنی ہے
بن کے سنتو آپ کو ہر دم
عین تنزیہہ اپنی ہے تشبیہ

سب یہ زبان کی زبان رکھتے ہین
غیب کی ترزبان رکھتے ہین
بات مین چیستان رکھتے ہین
پہ سر امتحان رکھتے ہین
بے نشان کا نشان رکھتے ہین

۱۲۶
آپ کے عاشق اسے معین الدین
معرفت کی دکان رکھتے ہین
۲۵

مکان سے سیر لامکان جاتا ہون
جو اپنی نظر مین ہے تنزیہہ و تشبیہ
ہی عالم کا سایہ میری ہر یک مین
جو کثرت مین وحدت ہے ظاہر ہر اک جا

نشان ہو کر بے نشان جاتا ہون
ہون آپ ہی نہان اور عیان جاتا ہون
پس اپنے مین عکس جہان جاتا ہون
ہون آپ ہی مین جلوہ کنان جاتا ہون

سخن کی مری جو ہے صوت آواز
میں حرف لب سے کو بیزبان کو سنتا ہوں

خودی بیخودی کی جو اپنے سے گم ہو
میں اپنی خودی کو کہاں جانتا ہوں

نہ پوچھو حقیقت مری بیخودی کی
بند ہا صاف ایسا وہاں جانتا ہوں

ہو اللہ کا دم جو بھرتا ہوں ہر دم
ہر ادن [illegible] خود جہان جان جانتا ہوں

دوئی [illegible] نہیں میری ذات صفتین
کہاں غیب [illegible] بیان جانتا ہوں

جدا ہو نہیں دنیا و عقبی سے مطلق
ہی مسکن مرا یہان نہ وہان جانتا ہوں

ادھر کا رہا نہ ادہر کا کھوئن گیا
خود اپنا بیان ایسا ان جانتا ہوں

جو ہوں بلبل گلشن قدس اپنا
وری الوری آشیان جانتا ہوں

بہار و خزان کا نہ کچھ ہے سے قصہ
ہزار اپنی اک بوستان جانتا ہوں

وجود و عدم کی الٹ اور پلٹ میں
مری اصل ہے ایک تان جانتا ہوں

فنا کا نہیں خوف مجکو بقا میں
ہوں موجود خود ہر زبان جانتا ہوں

جلال اپنا اٹھاتے ہیں کسی کی زلف میں | مری آپ میں عز و شان جانتا ہوں

جو اسرار نفی کو کرتا ہوں ظاہر | ہوں خود مظہر پنہانیاں جانتا ہوں

ہوا سو دیدہ میں حاصل تو اصلی | میں اک چشمتیوں کی دکان جانتا ہوں

جبیں کی جو ہدایت سے ہو نہ ہو جبیں کو | ہے غائب بیان کا روان جانتا ہوں

نفس کی براق اب جو ہے زیر آتش | سر عرش کو آسمان جانتا ہوں

زمیں پر جو معراج حاصل ہے مجکو | ہوں خود صورت نردبان جانتا ہوں

نکات حقائق جو ہیں اس سخن میں | کلام اپنا میں چیستان جانتا ہوں

ہوں عین صورت عشق مطلق یہ نکتہ | بلا وہم و شک و گمان جانتا ہوں

احد کا سراپا جو برزخ سے میرا | میں احمد کا ہوں جسم جان جانتا ہوں

جو سجدہ میں ہوں سنگ کے اکحواجہ عاشق
میں کعبہ ترا آستان جانتا ہوں

جو دیر ہجر میں صورت بنا چاہتا ہوں | جدا عبدیت سے ہوا چاہتا ہوں

انا الحق کا دعوی مرا کب ہے ناحق | میں حق پر بھی سولی چڑھا چاہتا ہوں

جو اپنی خودی کو مٹایا ہے میں نے | خدا کی خودی میں ملا چاہتا ہوں

تماشا کو اپنے میں آیا ہوں تنہا | محبت دو دون رہا چاہتا ہوں

جو سپنے میں نکلی راہی دیکھی ہے میں نے | میں تعبیر اسکی سنا چاہتا ہوں

ہوا ہوں جو اب خواب غفلت سے بیدار | تصور میں لپٹے اوٹھا چاہتا ہوں

ہوا عشق میں مجھکو جو درد خوشی ہم | کہ پھر افسانہ اوسکا لکھا چاہتا ہوں

جلالی جمالی صفات اسپہ ہیں میں وہ | میں اب انکو اکجا کیا چاہتا ہوں

میں اب آپ بنتا ہوں مجنون لیلی | خود الفت میں اپنی پھنسا چاہتا ہوں

معاملہ میں رکھتا ہوں دیر و حرم | نہیں اک جگہہ پر ٹکا چاہتا ہوں

مری ذات ہی کفر و اسلام خود ہے | رہا جلوہ گر جابجا چاہتا ہوں

نہین دین و مذہب سے مجکو غرض کچھ | ہر اک سے مین عشق دولا چاہتا ہون

۱۲۸

ہون خواجہ معین ہین ترا عاشق زار
ولایت کی تجھہ سے عطا چاہتا ہون

۱۱

جو مین ذات بحت اپنا چاہتا ہون | مقام و ری الوری چاہتا ہون
مجھے لاتعین کا ہے شوق حاصل | خدا سے جدا مین ہوا چاہتا ہون
صفات اور اسما و افعال اپنے | شناگر ہمیشہ رہا چاہتا ہون
پرے عرش و کرسی کے ہے شے کا مجم | مکان لامکان مین لیا چاہتا ہون
جو ہی گنج مخفی مری ہی خاص خلوت | مین پردہ مین اپنے چھپا چاہتا ہون
رہون غیب ہو کر ارادہ ہی میرا | ملایت مین اپنا خلا چاہتا ہون
مرا خاص گھر دایرے سے ہی اوپر | مین کرشش جہت کو سرا چاہتا ہون
ہی لاہوت و ناسوت کی اپنی چادر | مین ناسوت کی کبر دا چاہتا ہون

جو آوے از باطن کچھ شے سبب سے
جدا ہوں اضافات و الفاظ سے میں

یہ صورت اپنی آپ ہی سمجھا چاہتا ہوں
جو معنی سے آگاہ چاہتا ہوں

۱۴۹	ہو خواجہ معین اپنے عاشق کو بخشش میں اپنی غزل کو سنا چاہتا ہوں	۱۵

دریا ہوں نہیں نہ گرداب آب ہوں میں
قطرہ ہوں نہ موج ہوں میں نہ چشم حباب ہوں

نقطہ کی شکل ہوں نہ خط اجتناب ہوں میں
معنی ہوں لفظ ہوں نہ میں ام الکتاب ہوں

ذرہ ہوں نہیں نہ روشنی آفتاب ہوں
اختر نہ ماہتاب نہ چرخ و سحاب ہوں

ہو نہیں احد نہ احمد نہ حدیث و کتاب ہوں
برقع ہوں میم کا نہ میں شکل آفتاب ہوں

ہوں میں حرم نہ دیر نہ کعبہ کا باب ہوں
اللہ کا ہوں نام نہ نسبت کا خطاب ہوں

ہوں عقل نہ جنون نہ شیخ و شاب ہوں
آتش ہوں باد ہوں نہ میں آب و تراب ہوں

میں طور ہوں نہ رنگ و بوئے التہاب ہوں
میں صبح ہوں نہ شام نہ سوال و جواب ہوں

شیشہ ہوں نہ جام ہوں نہ شراب و کباب ہوں
میخوار ہوں نہ ساقی نہ بزم شراب ہوں

ہوں خیر محض شر نہ ثواب و عذاب ہوں
ہوں جنت و سقر نہ خطا و صواب ہوں

مانند روز روشن نہ آفتاب ہوں
غافل نہ ہوشیار نہ مست خراب ہوں

نام خدا ہوں نہ رحم و عتاب ہوں
دنیا و آخرت ہوں نہ روز حساب ہوں

سرمایہ بزرگان نہ نیز نہ فضل کتاب ہوں
وحدت ہوں نہ صورت آئینہ سراب ہوں

ہوں برگ گل نہ تخم نہ بیخ نہ شاخ سبز
تنہا ہوں نہ ہزار ہوں مطلق گلاب ہوں

بے فیض کام و بیزبان ہوں ذرا نہ کم سخن
صورت و صدا باطن چنگ و رباب ہوں

۱۳۰ — ۱۱۳

خواجہ معین دین ہوں نہ چشتی نہ قادری
محبوب ہوں نہ عاشق پر اضطراب ہوں

طوبیٰ ہی بن گیا ہی لوائے معین دین
سدرہ سے بھی سوا ہی لوائے معین دین

سایہ میں اسکے آگئے بھی کچھ رہا ہی شان
ظل کبریا ہی لوائے معین دین

جھنڈا ہے بنگلہ پہ سراسر احمد
قامت ہے خدا کا لوائے معین الدین

دکھلاتا ہے سب کو یہ کعبہ کا جو مینار
قبلہ نما بنا ہے لوائے معین الدین

خود گلستان جنتی ہے نشان آکر ہیاں
ہمپایہ ہما ہے لوائے معین الدین

آکر غار [illegible] کا [illegible]
موسیٰ ہی کا عصا ہے لوائے معین الدین

زردی خلا کی [illegible]
[illegible] لوائے معین الدین

عشاق کے لہو سے رنگ [illegible]
[illegible] لوائے معین الدین

گجرات کا ہے حضرت محمد کا نشان
مشہور ہوا ہے لوائے معین الدین

عالم میں نام جسکا [illegible]
ہادی ہی ملا ہے لوائے معین الدین

سب خواجگان چشت کا ملجا ہے نشان
ما و اولیا ہے لوائے معین الدین

عرش برین کا قبہ اسکا [illegible]
[illegible] لوائے معین الدین

اسکا نشان جو مشرق مغرب میں عیاں
کیا [illegible] لوائے معین الدین

١٣١	محمود کے کرم سے خلافت ہوئی نصیب عاشق کے گھر کھڑا ہی لواے معین دین	١٦

بسم اللہ آ رہا ہے نشان معین دین — یہہ قدر دلکشا ہی نشان معین دین

الحمد کی بنا ہی نشان معین دین — قران کی ابتدا ہی نشان معین دین

والشمس کی ضیا ہی کہ بیرق کی ہی صف — تنویر والضحی ہی نشان معین دین

اللہ کی جو یہہ قسم سے ہی عیان — شکل فاتحا ہی نشان معین دین

اللہ ما سواہ سے آئی ہی یہہ ندا — لا کا الف بنا ہی نشان معین دین

تفسیر بیت شہود کی تفصیل ہے یہی — آثار کبریا ہی نشان معین دین

ای وحدت الوجود تری ذاتی قسم — عشاق کا خدا ہی نشان معین دین

عشاق کے لہو کے جلی حرف سے ہیں — مرجان کا لوا ہی نشان معین دین

پہنچا ہوا ہی اس کا کلس لامکان تک — کب تا سما کھڑا ہی نشان معین دین

تھا نما شعبۂ یگانہ جو ہر نشین جو ابد احمد
خود بینکہ آگیا ہی نشان معین

دعوی جو اپنے تبکا کرتے ہیں اسلیے
برہان خود ہوا ہی نشان معین

کیونکر نہ ہمکو فخر ہو ہند و دکن کا آج
ہمکو وہیں سے ملا ہی نشان معین

ہوتی ہی اس سے رمز ہو اللہ منکشف
اسرار اولیا ہی نشان معین

سایہ میں آپکے آگے سعادت کر حصول
بہ صورت ہما ہی نشان معین

آپ ہی نظام دین ہیں جو محبوب الٰہ کے
یہ خاص آپکا ہی نشان معین

١٣٣ عین مشاہدہ کا جو تار نظر بنا
عاشق کا دل رہا ہی نشان معین بنا ١٩

من آنم که جهان یکتا بدو پرشور هستم من
صدای آن جرس هم نغمهٔ زنبور هستم من

شد از نقطهٔ خدا بازار آن حرف قسم گشتم
عیان آن کل نقطه که خود مستور هستم من

نه آخر خود ظاهر خود هم باطن
خود مشهور هستم من

چو خود ظاهر بگو آن گوهر از وحدت شده پیدا
نگر با کثرت اسما که خود منظور هستم من

خدا خود آمده گفته به رمز آیت نحن
قریب است با شما هر دم نه از سر دور هستم من

چو وا شد پرده چشم من به نظاره ذاتی
ز خود بیرون گشتم هر دم بالله ور نه در هستم من

همین گشتم فنا پس من ظهور هستی حق شد
چرا خود را نگویم حق که خود منظور هستم من

دل من وادی ایمن شده از تابشات خود
من آن موسی که در آتش همرنگ طور هستم من

تجلی برتم کرده است روشن مهر عالم را
مدام از ظلمت خود شعله پرنور هستم من

بچشم شاهدی کی آید ذات مطلق
همیشه در حجاب عین اول مستور هستم من

به سر تاج انا دارم ز بیرنگی ذاتی هم
مدام از دولت شاهی خود مشهور هستم من

چه گویم خلعت شاهی کشیدم دست از دنیا
که خود اسکندر و دارا و هم فغفور هستم من

زهی یا قابض افروختم نار محبت را
من آن پیر مغان هستم که در دستور هستم من

شراب وصل خود خوردم چنان بیخود شدم اکنون
که در میخانه وحدت بدل مسرور هستم من

من آن گلزار فردوسم که پیدا از منست گلها   من آن غفران من آن گلهای گلشن خود رستم من

لب اظهار من بندست از انگشت حیرتها   چه گویم حالت خلوت که خود بیخود هستم من

سپهر انفس تماشای دلک چشمه حیوان   کنون در روز روشن خود شب دیجور هستم من

درون بحر ذاتم شید هفت اقلیمست   همانا بر همه اشیای خود محصور هستم من

۹	سخن از خواجه اجمیر حاصل کرده ام نعمت مدام ای عاشق چشتی بدل مشکور هستم من	۱۳۳

نشے ہو ذات کی ہستی وہ پھر سرشار کیونکر ہو   خمار بادۂ وحدت سے وہ ہشیار کیونکر ہو

جو چونکا خواب غفلت سے مسافر پہنچا منزل کو   فنا کی راہ پر جو سو وہ بیدار کیونکر ہو

تری صورت ہے جو کچھ ہے تو ہی رب ہے تو ہی بندہ   صفات و ذات ہے مطلق تو پھر تکرار کیونکر ہو

یہی پایا ہے خلوت میں جو عاشق ہے وہی شاہد   نہیں جب دوسری صورت تو پھر دیدار کیونکر ہو

تنزل وصل جب پی لیں رہیں پھر کیونکہ ہم شرع عقل   ہمیں ہے بیخودی ہر دم عبث گفتار کیونکر ہو

جو ٹوٹا ہاتھ تقدیر سے ناسوت کے یہ رشتہ ہستی کا	ہی ناقص تانا بانا تن میں دم کا تار کیونکر ہو
جو کعبہ میں ملا مجکو اوسیکو دیر میں پایا	ترا ہمرنگ ہر ہمسایہ سے نادیدار کیونکر ہو
جو موسیٰ ہو سر طور جگر سیر نظر کرتے	ہی سینہ دشت ایمن طالب انوار کیونکر ہو

۱۳۴	معین الدین چشتی کی توجہ ہی جو عاشق ہو ہمیشہ یاد مرشد کے سوا اب کار کیونکر ہو	۹

گنج تحقیق سے عبث کون اٹھا لایا مجکو	سبز باغ آپکے یہاں کسنے دکھایا مجکو
صورت علمی سے ہی غیبت مرکانونکو	کسکی آواز ہی کیا بھید سنایا مجکو
وصل جانان ہوا صفت میں بدنام یہان	خلوت یار میں کس شخص نے پایا مجکو
ایک ہی جام الفت سے ترے اے ساقی	مست دیوانہ و بیہوش بنایا مجکو
دفعتاً خواب سے کیسے یون چونکا	کون ہمدم تھا جو خلوت سے ہلایا مجکو
جستجو تھکی جو کی فہم رسا سے میرے	ذات اپنی ہی اللہ کر دکھایا مجکو

سب مجھے کہتے ہیں کیا چاہیئے تجھ کو نہیں [illegible]
ابھی ہاتھ آئی نہ تھی تو پھر کس کو ڈھونڈھا اب

دربدر شیخ نا حق ہے پھر آیا مجھکو
دیکھا واعظ سقر اپنا ڈرایا مجھکو

۱۲۷۶

عشق میں تیرے بنا ہوں اثر انکے جو حیثیت
تھا عاشق اپنا جو خلایق میں بنایا مجھکو

۱۳۱

[illegible] ہو ساغر ہو ساقی بھی ہو خمار ہو
رنگ ہو بو ہو گل ہو [illegible] اور خار ہو
ظلمت ہو [illegible] انوار ہو
[illegible] اور دل ہو [illegible]
[illegible] الا [illegible]
[illegible]
[illegible]

کیف ہو سرمست ہو اور بیخود و سرشار ہو
ہو بہار اور ہو خزاں اور بلبل و گلزار ہو
ہو کلام اور دید ہو اور طالب دیدار ہو
نطق ہو نغمہ سنج اور لب ہے گفتار ہو
کفر ہو کافر بھی ہو ہندو بھی ہو زنار ہو
شیخ ہو زاہد بھی ہو اور عابد و دیندار ہو
راز ہو ہمراز ہو اور بھید ہو اسرار ہو

ہو مرض درمان ہو آزار ہی ہو شفا — ہو مسیحا ہو صحت اور خود بیمار ہو

ہو جنون ہو ہوش ہو شیدائی دیوانہ ہے — عاقل و دانا بھی ہو اور زیرک و ہشیار ہو

عاشق و معشوق ہو شاہد و شیریں ہو — طالب و مطلوب ہو اور دلبر و دلدار ہو

گنج ہو قارون بھی ہو اور مال ہو بھی غنی — فقر ہو فاقہ بھی ہو اور زہی ہو نادار ہو

شاہ ہو درویش ہو بھی ہو امیر اور ہو وزیر — تاج ہو اور تخت ہو اور واقف اسرار ہو

١٣٦ — سر دم اسے خواجہ معین الدین عاشق کیلئے — ١٣

سرور و سرکار ہو اور مالک و مختار ہو

ساقیا پھر دے ذرا بادے سے پیمانہ کو — عشق کی مے سے سدا شوق ہے میخانہ کو

سنگ تو چھینٹے ہوں تو سے اے پھرتا ہے — تم یہ کہتے ہیں ہم ہیں دیوانہ کو

عاشقو عمر و درد گئے ہیں کیلئے — اشک سے پیتے ہوں اور غصہ تو دیوانہ کو

لامکاں چھوڑ کر آیا ہوں بیابان کر — مستعد آپ کھڑا ہوں بھی گھر جانے کو

منکشف صد دوئی تو کہو کیونکر ہو وصال
نکتہ باریک ہے آسان نہیں سمجھانیکو

مجکو آبادی اقلیم عدم ہے مرغوب
کیونکہ رہنا ہو جہان میں کہیے ویرانیکو

ہم سمجھا سے یہ کچھ جائینگے وقت آخیر
کس بہانے سے قضا آئی ہے لیجانیکو

عین اٹھونگا قیامت میں کہ ہون کشتہ یار
نہ کوئی آئے مری قبر پہ جگانیکو

لکھدیا کاتب تقدیر نے جو کچھ تھا تمام
باقی اب کیا ہے جو ہم جائیں لکھوانیکو

ننگ چھپنے سے جو ہو جاتے ہیں مغفور گناہ
چھوڑ کعبے کو چلا شیخ بھی بتخانیکو

ہر حرکت یار کی آنکھوں سے ہے مخمور سدا
طاق مسجد سے لگا رکھتی ہے میخانیکو

روئے دلدار کا مشتاق اگر ہے کوئی
ہم بھی خلوت میں چلیں یار کے دکھلانیکو

۱۳/	حضرت خواجہ چشتی جو ہے عاشق تیرا زیست سمجھا ہے ترے عشق میں مرجانیکو	۱۳

دکھلا ... تمنے حرص و ہوا ہو | اسوقت عاشق ہو گیا خود مبتلا ہو

جوش جنون سے بن گئے دیوانے آج ہم — ایسا ہی پیتے یا بچپن تھا مدعا سے ہو

کہتے ہیں جو طبیب مرض دل کا دیکھکر — تسکین کو ہے اسکی مجرب دوا سے ہو

الفت مین تیری یہی پایا ہے آپ جب — تو بھی فنا کر اپنے کو رکھکر ولا سے ہو

ہے چند ہزار خلق کا اس سے ظہور ہے — پایا ہے جسکو تو وہ ہی نشو ونما سے ہو

آواز غیب کا ہی تو غل جو روز و شب — سنتا ہوں شش جہت سے میں ہر دم صدا سے ہو

ہے ایک حباب ملک مین وہ تو الگ ہے لامکان — جس جا نہین ہے گھر وہ ہی عظمت سرا سے ہو

حق کی صفات سے جو منزہ ہے اوسکی ذات — عارف سمجھتے کب ہین خدا کو بجا سے ہو

مرتا نہین ہے جب کوئی مردہ کہین کسے — حیرت مین سب ہین دیکھکے یہ ماجرائے ہو

کس طرح تجکو وصل مین ملجائیگا آلہ — دیدار رب جو چاہے تو پائے لقا سے ہو

ہوتے ہین محو ذات یہ سارے تعینات — آتی نظر جو مجکو ہی مطلق لقا سے ہو

۱۳۸	خواجہ معین دین سے جو سر خفی کھلا عاشق ہوا ہے خود کو شاکر فدا ئے ہو	۱۵

ابتدا لا الٰہ الا ہو — انتہا لا الٰہ الا ہو

احدیت مدرسے کا سبق — ہو گیا لا الٰہ الا ہو

ہوئے سبز باغ الا اللہ — گل کھلا لا الٰہ الا ہو

مرد عشق نے ناشنا ہو کے — وہ لا الٰہ الا ہو

صوت بجے وحدت کا — آشنا لا الٰہ الا ہو

ہی او بار اور شہر یار مدینے کے — بر ملا لا الٰہ الا ہو

صاف کہتی ہے آیت الکرسی — پڑھ سدا لا الٰہ الا ہو

صوت یہ جو آ رہی ہے ہو — خوش ندا لا الٰہ الا ہو

شب معراج سنتے تھے احمد — جابجا لا الٰہ الا ہو

جب تلاش خدا مین نکلا تب	آملا لا الٰہ الا ہو		
ہی وری الوری کو پتے کا	رہنما لا الٰہ الا ہو		
الحق اللہ کا ہی اسم ثنا	ہی بقا لا الٰہ الا ہو		
عاشقو اپنی زندگی کیلئے	ہی غذا لا الٰہ الا ہو		
ہی کئی ال لکا عارفو لیپنے	مدعا لا الٰہ الا ہو		

۱۳۹	پڑہتے ہین عاشق معین الدین اولیا لا الٰہ الا ہو	۲۱

ہی جہان شان خدا مین ہون نہ تو	رب مطلق سے جدا مین ہون نہ تو
شان جسکی ہے یہان لولاک کی	اوس کا ہی نشو و نما مین ہون نہ تو
پہلے آدم سے ہوا جس کا ظہور	ہی وہی خود جا بجا مین ہون نہ تو
عبد کی صورت مین مولی آپ ہے	دیکھ لیکر آئینہ مین ہون نہ تو

صفر میں محسوب ہے خود ایک بھی
گم ہے اسجا دوسرا میں ہوں نہ تو

وصل کے بہرہ کا یہ ارشاد ہے
ہے وہی خالق جدا میں ہوں نہ تو

ہو گیا اثبات الا اللہ سے
درمیان نقطۂ لا میں ہوں نہ تو

مصحف رخسار جان پر کر نظر
خلق ہے خود اپنا میں ہوں نہ تو

بزم وحدت میں ذرا گم ہو کے دیکھ
یار ہے خود برملا میں ہوں نہ تو

خاک و آتش کی حقیقت ہے کھلا
ہے جہان آب و ہوا میں ہوں نہ تو

میم کی گھونگٹ کا نقشہ ہے جہان
ہے نہ یہاں ارض و سما میں ہوں نہ تو

کل شیٔ ہالک کی رمز ہے
ثبت دائی ہے فنا میں ہوں نہ تو

جو کہ وجہ اللہ میں مخفی ہے یہاں
خاص اوسکو ہے بقا میں ہوں نہ تو

آپ اپنا شیفتہ ہے جان جان
یہاں کسیکا مبتلا میں ہوں نہ تو

سامنے اندہوں ہی کے دیدار کا
ہے فقط جلوہ سدا میں ہوں نہ تو

عشق کے پھندے مین مرغ جان ہے قید
خیر و شر کا اپنے جو محتاج رہے
چارہ بیمار ہجران اور ہے
ذات بیچون مین فنا ہو کر تو دیکھ
دیکھ لے اصل حقیقت اپنی آپ

دام الفت مین پھنسا مین ہون تو
ہے وہ تو ہی خود طالب سے ہوا ہون تو
اور طالب بھی وہ آئینہ ہون تو
صاحب ہون وہی مین ہون تو
بے وجود کیسر یا مین ہون تو

١٤٠ خواجہ چشتی کا یہان عاشق ہوا ہے
ہان وہی ہے بینوا مین ہون تو ١٧

ہین ساری قمریان اکجا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
خزان جا کر بہار آئی ہے باغ عشق بیچون مین
بنا آب حیات اول تو پھر صحبت حدائق مین
ہوائی بلبل و ہد ہد چہک کر باغ کثرت مین

چمن مین غل ہے یا ہو کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
چمن وحدت کا ہے پیدا ہوا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ہے شاداب اب گل و بوٹا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ہمیشہ کرتی ہے نالا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

بنی ہی یار بصیر اس لئے جو گلشن مین | پکاری نرگس شہلا آہا ہا ہا ہا ہو ہو ہو

ہماری سرو قامت کو الف اللہ کا پایا | تو بولا سدرہ اور طوبیٰ آہا ہا ہا ہو ہو ہو

مٹایا لا الہ کو جو لوح سینہ سے اپنے | سدا کہنے لگا لا لا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

وہی ہے جسکے رنگت سے گلا تو آکر بو سے وحدت مین | مہکتا ہی سدا دونا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

جو رخ والشمس واللیل ہی اوسکا گیسوی عنبر | وہ سنبل اور گل تازہ آہا ہا ہا ہو ہو ہو

دہن غنچہ زبان سوسن ہی گلشن تختہ سینہ | صنوبر لگا ہی نقشہ آہا ہا ہا ہو ہو ہو

ہی سیا تیرہ اوس لاابالی کے جبینی گلشن مین | ہی گل اوسکی تو چمپا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

گلستان کے تعشق مین سراسر زرد رنگ | کھڑا ہی باغ مین گیندا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

جبین اوسکے مصحف جیسے بینا آیت سکا | گلاب اوس دم ہوا پیدا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

بنی ہی سرخرو کب سے نہا دہو کی مہندیکا | حنا کا رنگ ہی تیرا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

بنا ہی سوتیا تو آپ سے نہو وہ آمین تیری | نہال و شاخ اور پتا آہا ہا ہا ہو ہو ہو

بنا ہون باغبان آپ ہی چمن کا اپنے ہی تئین	ہو رہا ہون مین مالک شمرہ اہا ہا ہا اہو ہو ہو

۱۸۱	معین الدین چشتی ہے چمن کی جا عاشق غزل تیری ہے گلدستہ اہا ہا ہا اہو ہو ہو	۱۵

خواب سے چونک اوٹھا ہو تنن تا ہا یا ہو
خود کو پہچان چکا ہون تننا ہا یا ہو

آپ واجب سے یکایک جو بنا ہون ممکن
ہو کے سرشد ہی کھڑا ہون تننا ہا یا ہو

پوچھے کچھ نہ مرا نام و نشان ہے وکن
مین تعین سے جدا ہون تننا ہا یا ہو

نام اللہ سے ہرگز نہ پکار اب مجکو
خود مین بیچون و چرا ہون تننا ہا یا ہو

دیکھنے تجلی تہ مین تو حسن بجا کر سنے
سر باطن کی ندا ہون تننا ہا یا ہو

قل ھو اللہ فقط سورہ مطلق ہی مری
جان قرآن مین بنا ہون تننا ہا یا ہو

شان تنزیہہ کی ہی ذات مری آئینہ
کہ مین تشبیہہ صفا ہون تننا ہا یا ہو

اول و آخر اور ظاہر و باطن مجکو
دیکھ لے جلوہ نما ہون تننا ہا یا ہو

حمید رہتا ہو یہ بیٹھا ہوں جو مولیٰ بنکر	بندہ و رب کا جدا ہوں تننا نا یا ہو
لامکاں بھی یہ دیکھو ڈھونڈھ لے مجکو اگر	غیب کا تو نہیں چھپا ہوں تننا نا یا ہو
خاص ذات اب مری الآن کما کان ہے	نہ بڑہا ہوں نہ گھٹا ہوں تننا نا یا ہو
دعوی کبر منی مجکو ہمیشہ ہے حصول	بیگانہ سے ترانا ہوں تننا نا یا ہو
ہو سدا زندگی و موت و سیر اجتبہ	خود صفا تو سے رہا ہوں تننا نا یا ہو
وصل میں گم ہی تعین جو مرا اٹھ بہر	ہو بہو تجہ سا ہوا ہوں تننا نا یا ہو

۱۴۳	عاشق خواجہ اجمیر کی صورت بنکر آپ ہی نغمہ سرا ہوں تننا نا یا ہو	۱۷

بندہ کی شکل ہی میں ہی مولیٰ نظر کرو	مردہ میں ہے چھپا ہوا زندہ نظر کرو
آنکھوں سے دور کر کے خودی حجابکو	ہیں آپ ہی خدا بس پردہ نظر کرو
اللہ تجھ نظر سے ہمارا ہیں ہی غیب	ہر دم ہی حق کا دیدہ جلوہ نظر کرو

بچون وچرا کے واسطے بنکر زبان خود
بیچون وبیچگونہ ہی گویا نظر کرو

عین مشاہدہ مین کھڑی ہین جو پتلیان
آنکھون سے اپنی کون ہی بینا نظر کرو

محراب چشم کعبہ ہی اور دل ہی خود حرم
یثرب بنا ہی اپنا سراپا نظر کرو

ہی مظہر اتم کی حقیقت جو اپنی شان
آپھی ہین صاف برزخ کبری نظر کرو

جاتے ہو لامکان سے کے طرف نفس جو تم
ہی کون سو عرش معلی نظر کرو

صورت و صدائے غیب سے ہی جا بجا ظہور
دلبر کا اپنے وہان ہی یگانہ نظر کرو

پرتو صفت ہے ذات کی سمجھو نہ اوسکو غیر
خورشید ہی کا عکس ہے ذرہ نظر کرو

ہاتھونکو اپنے سینہ پہ رکھ رکھ کے عاشقو
کیا اضطراب دل کا ہی منشا نظر کرو

بعد فنا سمجھ مین کب آئیگی رمز موت
ہان زیست مین عدم کا تماشا نظر کرو

آئینہ وجود سے ظاہر جو عکس ہے
کس شخص کا ہی مصحفی چہرہ نظر کرو

موج وحباب وقطرہ وگرداب بحر سے
کب ہی جدا انہین مین ہی دریا نظر کرو

کب معرفت ہو انکی کتب سے اسکے
منہہ بند کرکے سوی ہستی نظر کرو

کیون ڈھونڈتے ہو مثل سکندر ادہر ادہر
آپھی مین ہی حیات کا چشمہ نظر کرو

۱۴۳ خواجہ سعید دین سے کے جو بندہ سبہی ہو تم
عاشق تمہارا ہے وہی آقا نظر کرو ۱۷

ہی شکل اپنا نہین کون سا یہ ذرا تو اسے سمجھکے دیکھو
کہان ہی رب اور کدہر ہی بندہ ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

احد و احد مین فرق کیا ہی کھلیگی یہ رمز معرفت سے
ہی علم نقطہ مین جمع نکتہ ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

وجود آدم بنا ہی کس سے اور اسمین مخفی ہی ذات کسکی
ہو ہی کیونکر ظہور حوا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

طلسم صحبت اور عشق بنکر جو دین مین چھپا ہی تجھ سے
ہی فرق ذات اور صفات مین کیا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

حباب گرداب و کف صدا کیا ہی بحر وحدت کے دایرہ سے
ہی موج قطرہ مین آن دریا ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

دوی کہان شخص و عکس مین ہی جو نیا انوار ذات ہی مین
ہی ایک خورشید اور ذرہ ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

خودی مین ہر آن آپ پر کر نظر جو کرتے نہین خدا ہی
پڑا ہی آنکھون پہ تمہارے پردہ ذرا تو اسکو سمجھکے دیکھو

جو نیستی تھی وہی ہے ہستی یہی ہے تنزیہہ اسکی تشبیہ
ہے جان و تن کا عجب تماشا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

کلام کی جو صفت ہے اوسکا بیان کرا لسان ظاہر
یہ کون ہے جس سخن زبان گویا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

جو سر کا طنبور بج رہا ہے سنو صدا اوسکو گوش دل سے
ہے دم میں کس کی صدا ہویدا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

ہے لفظ کی جب جدا اضافت صفات مظہر ہے ذات ہی میں
جو اسم ہے خود وہی ہے مسمی ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

جو مردہ ہے سو وہی ہے زندہ نہیں ہے کچھ فرق اسمیں اصلا
یہ بھید ہے سب اولٹ پلٹ کا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

وصال و فرقت میں کب دوئی ہے جدا جو آپ ہم ہو تو یکجا ہے
ہے شکل مجنوں میں آپ لیلی ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

ہے شکل ہر شی خدا کی صورت ہے دیر و کعبہ میں حق کی مورت
جہاں ہے سب اللہ کا ہی جلوہ ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

خدا تو مخلوق اور خالق ہے ستر عشق ہویت الحق
فنا نما ہے یہ ہے ہویدا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

جو من عرف ہو نہ تمکو حاصل تو علم ظاہر میں کب ہو کامل
ہے شی غضب جب برا یہ ہو کا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

۱۴۴ اگر ہے مستیان صادق معین دین کے ہو ل ہیے عاشق ۲۰
محمود کس کا چہرہ ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

سب کے صنم اپنے ہو آپ خلق میں گھر گھر تم تو ہو
ذات سے اپنی ہر جوہر کل کے اندر تم تو ہو

تم جو آئے احد احمد ہو مولا بندہ بھی یک شان
ذات و صفت کے اپنے ہی یاں عاشق ہمسر تم تو ہو

لحمک لحمی سے کھلا دمک دمی کا معنیٰ
جسم نبی ہو رسل اور جان حیدر تم تو ہو

مطلب نحن سے سچا کتب ضمیر مع مر حق
ہی نہیں اللہ اقرب یاں ہو سب کے مظہر تم تو ہو

صورت آدم اور حوا صفات تمہا برزخ سے ہے
گم جو دو ہی وحدت میں اپنے شناور تم تو ہو

آب و ہوا و آتش خاک کے پتلے میں ہی نہاں
سب کے عرض جو سب کے ہو اپنے جوہر تم تو ہو

اشرف مخلوقات ہو تم صورت انسانی میں ہو
سچ تو یہ ہے خلقت میں سب سے بہتر تم تو ہو

موج کے سر پر ہی جو حباب آب دریا سے گرداب
کف کا کب ہی حباب آب سمندر تم تو ہو

قطرۂ نیساں بن کر جود ابر سے سب کے بحر میں تم
تیج صدف کے سینہ کے آگے گوہر تم تو ہو

ماہ درخشاں بنکر تم ہی ہو سب کا جیب سب کو
صاف کھلا یہ ذرہ سے مہر منور تم تو ہو

سنکھ سب کر دل کا تم ہو جائیں ہو رنگ اور تن
سب میں ہو جان کے تم تن کے سندر تم تو ہو

اپنا نظارہ آپہی تم دیکھتے ہو خود پردہ نشین / صورت و صدا باطن کی تان سراسر تم تو ہو

جو ہی تمہارا دلمین دل اسکو سمجھتے ہو تم خود / سرّ غیب یعنی ہو سینہ کا قلب صنوبر تم تو ہو

بنکے مرقع عالم کا خود ہو مصور اپنے تم / ٹھیرتے کیسے فہم سمجھے ہم ہر اک جا پر تم تو ہو

اپنے ہادی آپہی ہو اور دل بھی اپنے خود / خیر و شر کے اپنے صاف خلق مین دفتر تم تو ہو

تم ہو سمک سے تا بسما ذات مین اپنی جلوہ کنان / وحدتکی جو کثرت ہے اوسکے مصدر تم تو ہو

شان جدا شد ہر عیار کی کب جا ٹھیرے / آنکھ سے جو دیکھتا ہون میرے منظر تم تو ہو

سرّ انا کا عقدہ اب کھلا آپ ہی ہر اک سے / منزل ملک عرفان کے یعنی رہبر تم تو ہو

خاص تمہارے بقیہ صفات ہین کب اپنے / ہم جو انا الحق کہتے ہین اوسکے مخبر تم تو ہو

۱۴۵	عاشق چشتی کے مرشد خواجہ معین الدین حسن ہند و دکن کے ولیون کے شاہ سرور تم تو ہو	۱۷

گم ہو کر اپنی ذات مین آپہی خدا کو ڈھونڈھو / نقشہ وجود مین تم مصطفا کو ڈھونڈھو

بیٹو نعیمون سے میری اولنکر دکھائی وضع
خود آپ مبتلا ہوئین اپنی ادا کو ڈہونڈھ

آدم ہوا جو خلد کے باہر ہے بہید اور
تقصیر وار تو ہوا اوسکی خطا کو ڈہونڈھ

ملک عدم سے آیا ہی عاشق جو اپنے ساتھ
کس واسطے چھپا ہی وہ اوس آشنا کو ڈہونڈھ

مٹ جائیگا کبھی یہ تصور سے تو فقط
ای طالب لقا رہِ کیفیتا کو ڈہونڈھ

ہی دلکا اضطراب مسیحا بڑھاؤ پیر
تسکین ہو اوسے کوئی ایسی دوا کو ڈہونڈھ

آتی ہی شش جہت سے جو آواز یار کی
کانونکو بند کرکے ذرا اوس صدا کو ڈہونڈھ

ہوتے ہین سرخ رو ترے قدمونپہ ملکے خون
تجکو اگر ہے شوق نہ رنگ حنا کو ڈہونڈھ

ٹکڑے جگر کے چاب کے پیتا ہون خون دل
اے فکر یار تو بھی کچھ اپنی غذا کو ڈہونڈھ

ای عندلیب جا مرے سینہ کے باغ مین
کھولا ہی جسنے غنچہ دل اوس ہوا کو ڈہونڈھ

دنیا و آخرت کی طلب مین نہ ہاتھ اوٹھا
زاہد ہو جسمین کام ترا اوس دعا کو ڈہونڈھ

ہستی کی اپنی کب ہے خبر سر نوشت مین
ہوویگا بے نشان تو نشو و نما کو ڈہونڈھ

آغاز پر تو کب تھا جو انجام پر رہے
گر ابتدا تو اپنی نظر انتہا کو ڈھونڈھ

قصر جہاں میں آتا ہے جو لامکاں نظر
ای رہرو عدم نہ جہان تو سرا کو ڈھونڈھ

غیر از جفا و جور و وفا کب ہے عشق میں
بہتر یہی ہے جان تو اوسکی رضا کو ڈھونڈھ

تو نے بھلا کیا کہ برا جو کیا کیا
اب وقت آ لگا ہے شتابی قضا کو ڈھونڈھ

۱۴۶	عاشق کی طرح تو بھی یہ نازل کریگا طے خواجہ معین دین سے کسی رہنما کو ڈھونڈھ	۹

بیخواب ہے پہلو میں جو دلدار ہی واللہ
بیدار رہے بیدار رہے بیدار ہی واللہ

جب دیکھتے ہیں اپنے کو بحضرت عیسے
دیدار ہی دیدار ہی دیدار ہی واللہ

منصور چڑھا دار پہ کہہ کے انا الحق
سردار ہی سردار ہی سردار ہی واللہ

جسکو مئے عرفان سے اک جرعہ ملے وہ
سرشار ہی سرشار ہی سرشار ہی واللہ

ظاہر میں جو دیوانہ نظر آتا ہے وہ خود
ہشیار ہی ہشیار ہی ہشیار ہی واللہ

ہے عاشق و معشوق کی خود ایک صورت ہی
اسرار ہی اسرار ہے اسرار ہے واللہ

عجب ہے کہ مین بیمار ہی جسکی دو مین ہین
آزار ہی آزار ہے آزار رہے واللہ

یہ نہ کہے جو پھرتا ہی یہان برہمن و شیخ
خود یار ہی خود یار ہی خود یار ہے واللہ

۱۴۷

عاشق ترا دارین مین وہ خواجہ چشتی
سرکار ہی سرکار ہے سرکار ہے واللہ

۱۵

کچھ صرف نہین اپنا دلارام ہو اللہ
ہے سنگ ہو اللہ او ر صنام ہو اللہ

ناقوس کی آواز سے یہ سنتے ہین ہر دم
ہے کفر ہو اللہ او ر اسلام ہو اللہ

معنی ہے ہو الاول و الآخر سمجھو
آغاز ہو اللہ ہی انجام ہو اللہ

یہ اپنا سراپا جو با مظہر سمجھون
ہے جان بھی ہو اللہ او ر اندام ہو اللہ

اعلی کی او ر ادنی کی جو ہی ذات کی ہستی
ہان خاص ہو اللہ ہی او ر عام ہو اللہ

گیسوے محمد یہ جو واللیل ہے نازل
پڑھتی ہے سدا زلف سیہ فام ہو اللہ

کہتا ہی یہی طائر دل اپنا ہی سبکی قفس مین	صیاد ہو اللہ ہی اور دام ہو اللہ
سب خطبۂ سرو القامین سمائی ہی اوسکی	ہی وحی ہو اللہ اور الہام ہو اللہ
میخانۂ توحید کے ساقی کا ہی ارشاد	شیشہ بھی ہو اللہ ہی اور جام ہو اللہ
ہی عاشق و معشوق کا جب ایک ہی اسرا	خود پیک ہو اللہ ہی پیغام ہو اللہ
کعبے مین مرے دلکے بسا ہی جو وہ آکر	ہی طوف ہو اللہ اور احرام ہو اللہ
خرشید و قمر سے جو نمایان ہی ترا نور	بس صبح ہو اللہ ہی اور شام ہو اللہ
آتی ہی ندا صاف یہی گنبد سر سے	قبہ بھی ہو اللہ ہی اور بام ہو اللہ
ہمکو اسد اللہ سے یہہ بھید کھلا صاف	صفدر بھی ہو اللہ ہی ضرغام ہو اللہ

١٤٨	اے خواجہ احمد نظامی فقرا مین کہتا ہی سدا عاشق بدنام ہو اللہ	١١

احد جو اپنا بنا ہی احمد قسم اوسی تیغ کی ام ہو | خدا جو کہتے ہین ہم صنم کو بنا پیمبر ہی نام ہرکے ہر دو

ذرا تو مکتب میں عشق کے تم سبق عاشق کا پڑھیے سمجھو — بنا ہے نقطہ الف جو اول اخیر پر وہ لام ہے وہ

ہے نطق جبریل یاں اپنی ہنسی ہے خطرہ کا دخل سمجھو نہیں — سبب سمجھتے ہو جسکو وہ تم اسباب امطلق کلام ہے وہ

بنا جو سجدہ ہزار عالم ہے وحدتی کی چمن کثرت — جو غیریت دور کرکے دیکھو نظر میں پیچ ابہام ہے وہ

جو ہے تنزل آج ناسوت اوسکا لاہوت سے ہے عروج — کھڑا ہے صاحب عرش پیچ خود زمین پہ بشکل غلام ہے وہ

صفات اوسکی ہے اپنی ہستی نہ نکلے اوسمیں حباب سے ہم — وجود اوس کا ہے مثل دریا خود ہی میں اپنے ادغام ہے وہ

کلام بیشک صوت اوسکا ہے مرم جو گوش دل میں اسکے آواز رباب — سمجھ لو اے عاشقو کہ نسبت میں اپنی ارکان پیام ہے وہ

وصال میں ہم جو مضطرب ہیں تڑپنا ہے ہجر میں لگو ہر دم — ہے لب پر اپنے جو شور ما ہو اسم اپنا ہے کلام ہے وہ

جو اپنی تشبیہ محو ہے ابتدا جاناں جلال میں ہے — قیام تنزیہہ میں جو ہیں ہم مدام اپنا مقام ہے وہ

ذرا تو صیاد غور کر لے قفس میں تس کے بند ہو کر — جو مرغ دل ہے اسیر الفت اوسکی گیسو کا دام ہے وہ

۱۴۹	نماز وحدت میں ہے کیسے بیخود کرو تم اب اقتدا اوسکی بنا ہے خواجہ معین دین جو تمہارا **عاشق** امام ہے وہ	۹

ہووے جس جگہ ساقی کہاں ایسا ہی میخانہ
ہمیشہ ساتھ شیشہ کے لگا رہتا ہی پیمانہ

جہاں ہے پی ہی ہووے پی او سیجا ہوتی ہی وحشت
کہاں ہے ایسی آبادی ہی نہیں ہی جس میں ویرانہ

کہوں تم سے نشہ عشق کی مستی کی کیا حالت
اوڑ گئے ہوش ساقی ہو گئے خود مست دیوانہ

شب خلوت نے دکھلایا تماشا نور وحدت کا
تھی جسکی شمع کی صورت ہی نور ہی وہ شکل پروانہ

ستم جب رام ہی اپنا ہی بہتر دیر کعبہ سے
کریں کیا شیخ صاحب ہم بنا خود ان ہی بتخانہ

گریبان چاک جب دیکھا تو جامہ کے کئے ٹکڑے
برہنہ ہو گئے عالم میں کہاتا ہو نہیں مستانہ

مٹا کر نقش ہستی کو فنا کے باغ میں پہنچی
ہماری ہی بلبل جان کا نہیں جنت میں کاشانہ

خدا ہی اپنی ہستی میں تو بندہ کس کے کہلائیں
جو بندہ ہی وہ مولا ہی یہی مذہب ہے رندانہ

۱۵۰	معین الدین چشتی کا ہو مسطور خاطر کیوں سخن ہے اوسکے عاشق کا قلندر وار مردانہ	۳۰۰

مظہر ذات احمد ہی اپنا خواجہ بادشاہ
نور سر کبریا ہی اپنا خواجہ شاہ

خاص شکل مصطفیٰ ہے اپنا خواجہ بادشاہ
جسم و جان مرتضیٰ ہے اپنا خواجہ بادشاہ

کیوں نہ ہم کہلائیں بندے ایسے ہی اوسکے خلق مین
صورت مولیٰ بنا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

سجدہ گاہ خاص و عام اوسکی ہے درگاہ پاک
قبلہ و کعبہ بجا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

شوکت و عظمت مین جسکا نہین ثانی کوئی
رونق ارض و سما ہے اپنا خواجہ بادشاہ

سلطنت دکن کی ہے اوسکے حکم مین
شاہ اس اقلیم کا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

ملک گیری سب کو ولایت اوسے خاص احمد سے ملی
بحر فیض اکبر بہا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

جو خطا سے عطا ہے اوسکو ملا ہے جو حبیب
ہاں محمد کی عطا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

تابع فرمان مین اوسکے سارے قطب و غوث آج
تاج بخش اولیا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

کیوں نہ بر آئین جہان کے مقصد اوسکی ذات سے
سربسر حاجت روا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

سر کو قدموں پہ جھکا دو اوسکے وقت مہم
حضرت مشکلکشا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

شش جہت کے آئینوں مین ہے اوسی کا جلوہ گر
صاف وجہ اللہ نما ہے اپنا خواجہ بادشاہ

رگڑ و پیشانی کو اپنی اوسکی چوکھٹ پر مدام
سب کا باب مدعا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

ہی تجلی سے اوسکی ماہ گردوں کی چمک
زیب مہر پر ضیا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

دین و دنیا کا ہے عین تحقیق حضرت کا وجود
دو جہاں میں برملا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

شخص و عکس آپ ہی بنا ہی عشق سے اظہار کا
جان و تن کا آئینہ ہے اپنا خواجہ بادشاہ

حسن ممکن ہی پرا ہی جو واجب شیفتہ
آپ اپنا دلربا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

بھید راگ و رنگ کا ہی ایک اوسی پر منکشف
نغمۂ کن کی صدا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

جانکر انجان ہیں اوسکی حقیقت کیا کہیں
ہمنے سمجھا ہی کہ کیا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

ذات بیچون نکلیا ہی صاف اوسکا جسم و جاں
ابتدا اور انتہا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

نام نامی اوسکا اپنے لب پر آئے کس طرح
اب تعین سے جدا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

منزل مقصود اوسکی غیر کو حاصل ہو کب
چشتیوں کا رہنما ہی اپنا خواجہ بادشاہ

جو کوئی ہو عشق کا بیمار آئے اوسکے پاس
صحت دل کی دوا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

اک جود اوس کا خوبی میں ہے او تشبیہ میں / خود فنا و خود بقا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

نطق سے نکلی اوسکے کنت کنزاً کی حدیث / زینت عشق و ولا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

پاسبان اوسکے سینے میں ہیں سارے شہیار جہان / قالب و جان ہما ہی اپنا خواجہ بادشاہ

خرق عادات آج تک اوسکے ہیں جاری خلق میں / عیسی معجز نما ہے اپنا خواجہ بادشاہ

اسکے ظل عاطفت میں اک جہان آسودہ ہے / سایہ گستر خلق کا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

پاک دل ہوکر رکھو تم ذات سے اوسکے خلوص / صاحب صدق و صفا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

۱۵۱ — تارک الدنیا جو بنکر ہو گیا ہے بینوا / جان عاشق میں چھپا ہے اپنا خواجہ بادشاہ — ۱۷

مجھے حق سے ملنے کی کب جستجو ہے / جو دیکھا تو خود وہ مرے روبرو ہے

کھلیں زلف مشکین کی پہانسی جسے یک / قضا کی مجھے سر بسر آرزو ہے

عبادت میں مصروف ہے جو مرا دل / اوسے آب رحمت کا ہر دم وضو ہے

ہوئی جبکہ خلوت کھلا راز نہفت
جو تو ہی سو میں ہوں جو میں ہوں سو تو ہی

چلیگی مسیحا کی کب دستگاری
مرے زخم دل سے جو جاری لہو ہی

بقا و فنا کی جو کی سیر میں نے
جدہر دیکھتا ہوں ادہر تو ہی تو ہی

ہر اک کعبۂ دل ہی ایسا کشادہ
طواف اوسکا چاہو تو ہر چار سو ہی

احد گنج مخفی میں احمد ہوا جب
اوسی عشق کی عاشقو گفتگو ہی

ترے ہاتھ سے میں نے پائی شہادت
مری لاش کب لائق شست و شو ہی

مرے سینہ وحدت او رباغ دل کا
کھلا ہی جو غنچہ اوسیکی یہ بو ہی

بگولہ بنے بھی تو کیا خاک ایدل
عبث خاکساری تری کو بکو ہی

جو چہرہ ہی سیرا وہی ہے خدا کا
مرے آگے ای ماہ تو تیرہ رو ہی

شراب خودی پی کے ہوں مست جو
بھلی یا بری ہے مری آبرو ہی

دوئی تو بتا دے تو تشبیہ دیں ہم
صراحی جو تو ہی یہ کس کا گلو ہے

جو تیر نگہ سے ہین اس دلمین روزن
نہ عیسی کو بھی کچھہ مجال رفو ہی

جو دیر و حرم ہین مقابل ہمارے
مسلمان ہین دشمن نہ کافر عدو ہی

۱۵۲

نظر کی ہے جو خواجہ چشت کی زلف
یہ ہیچ اوس کا عاشق بڑا مو بمو ہے

۱۱

تہی جب ہستی آدم تو کیا تہا کیا تہا پہلے
سمجھہ لے راز مخفی کو تہی حرص و ہوا پہلے

نہ لا اپنی زبان پر کچھہ تو ای آزاد ہو خاموش
ہی دم مین غیر اللہ ہو تہا اس کے سوا پہلے

سبحان ایدل وصال حقکو تو منزل کڑی ہی ہر گز
اگر ہے شوق ملنے کا تو لینے کو ہو یا پہلے

تہی جب تک کہ یکرنگی کی ہیچ پاس تجھے گرد
حقیقی رنگ کو اپنے تو سمجہا تہا جدا پہلے

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
اوسیکا نام بیچون ہے نہ تہا اوس سے جدا پہلے

مین اپنی ذاتکا عاشق ہون اپنی ذاتکا معشوق
مین ہون ہیچ و بیچون ہو باجود جو کچھہ جیا با ہو پہلے

رنگا رنگ مین اپنے کو تو نے رنگ رنگا
ہوی ہے بیرنگی جو کچھہ چہپا تہا پہلے

مسیحا بنگیا آپہی ہوا جب دردمند عشق
جہپایا یار نے ایدن تماشا دیکہنا اپنا
کہان مرنا کدہر جینا فنا کے بیقا کیا ہی

نہوتا گر مریض عشق کب ہی تی دوا پہلے
سکل کر پردہ تابستا کی اپنی ہی خطا پہلے
سبہی حیران ہین اچہا ہوی سب انتہا پہلے

۱۵۳

معین الدین چشتی کی عبا سی تجہی عاشق
ہوا جو فخر اب حاصل تہا یہہ مرتبہ پہلے

۱۴

جو تیرا طاق ابرو جان جان سی ہی
طپان دل دیکہکر بولا مسیحا
کہون ہین کس طرح اللہ کو پیچہون
چہپی ہین پنجتن صورت مین میری
ہو مجہہ سی دور کیونکر صورت دلبر
عدم سی کے ہم مسافر ہین کہین کیا

سدا وہ سجدہ گاہ عاشقان ہی
مریض عشق کو صحت کہان ہی
صفت انسان کی خود اوسمین عیان ہی
اوسمین آپ اللہ بہی نہان ہی
اوسیکی عشق سی قالب جان ہی
نہ پوچہو گہر ہمارا لامکان ہی

کلام اللہ کہتا کب ہے جایز	جو کہتے ہو خدا خود بیزبان ہے
کوئی کہتا ہے کوکو کوئی یاھو	چمن مین مرغ ہر اک نغمہ خوان ہے
انا الحق کی عبث ہے لن ترانی	زبان چلتی جو ہی بے استخوان ہے
ہماری چشم کے ساغر مین پینا	شراب عشق کی جس جا دکان ہے
جو نکلی آہ دل سے عاشقون کے	فلک پر دیکہہ لو اوسکا دہوان ہے
جو دہونڈہا حق کو تو مین نے یہ پایا	ظہور عشق ہے جس جا وہان ہے
عدم کی سیر کی مین نے تو دیکھا	نہین اوسکا نشان وہان جو کہان ہے

۱۵۴	درد دل گیا عاشق جو تجہ پر معین الدین فیض آستان سے ہے	۱۱

یار میرا جدا نہین مجہہ سے	دور میرا خدا نہین مجہہ سے
دل پہ میرے لکہا ہے الا اللہ	راز مولا چھپا نہین مجہہ سے

بیخودی سے ہوا ہون دیوانہ | دوستو کچھہ گلا نہین مجھہ سے
تونے کچھہ چارہ درد الفت کا | ای مسیحا کیا نہین مجھہ سے
یار سے ہو گئی جو شب خلوت | سر مخفی چھپا نہین مجھہ سے
روز میثاق تیرا ہمدم تھا | بیوفا کیون ملا نہین مجھہ سے
عمر بھر رویا جسکے عشق مین مین | یار دم بھر ہنسا نہین مجھہ سے
زلف کے پیچ مین پھنسا ایسا | دور ہوتی بلا نہین مجھہ سے
سلسلے مین ابو تراب کے ہون | دور کچھہ مصطفی نہین مجھہ سے
سے ہے چھپا کون شکل انسان مین | یار گر وہ ملا نہین مجھہ سے

۱۵۵	خواجۂ چشت عاشق اپنے سے ساتھہ وہ جدا کچھہ ہوا نہین مجھہ سے	۱۱

جسے کہتے ہین سب اللہ اوسیکا نام بندہ ہے | کہون [illegible] تجھسے کہ جسکا راز [illegible]

ہوا کیون گنج مخفی مین اجاگر عشق احمد کا
اگر پوچھیگے عارف تب بتا دیگا جو اسرا ہے

جسے دیکھا ہے تجھے دیکھا جہان پایا ہے تجھے پایا
توہی ہے آدم و حوا و عیسیٰ توہی موسیٰ ہے

بنا جب بند ہکے تو تجلی سب خود آنکھ مین میری
اوٹھا کر پردہ وحدت کو اپنے آپ بیٹھا ہے

ہوا جاتا ہی خلوت مین مرا جب یار بے پردہ
نہین جب اوسکو پردہ تو تجھے کیا اوس سے پردہ ہے

فنا کو دور کر سکے جب بقا کو پایکے غافل
کہین کیونکر اوسے مردہ جسکا نام زندہ ہے

بنا جب بارش نیسان تو صدف مین بنگیا گوہر
بنا قطرہ سے جو موتی وہی قطرہ مین دریا ہے

ظہور عشق ہے جس سے وہی آواز جانان جان
وہی ہی عارف کامل جو اوسکو خود مین پایا ہے

رجال بیدمین ہمہ دم مین ہون مین قبلہ ہون کعبہ
کھڑا ہون سامنے اپنے یہ میرا مجکو سجدہ ہے

مین تجھے دو دن شہ تبریز نور کو جانا
کھین خورشید تابان ہی کھین دیکھون تو ذرہ ہے

۱۵۶	معین الدین چشتی کا جو عاشق ہون مرے حق مین زمین تر فلک چادر مہ و خورشید کا سر ہے	۱۲

ہماری بزم شادی میں تو سب یار جاوے
جو گھونگٹ منہ پہ ڈالے تو ہی یٰسین و طٰہٰ ہے

ترے خلعت پہ وحدت کے جو ہے یہ سیم کا پٹکا
جہاں ہے درمیاں اسکے وہی قدر نگا نقطہ ہے

ہو نکلیں لاکے جو بین تو بجی نوبت ہو اللہ کی
ترا ہی نغمہ دلکش جواب ہر کوئی سنتا ہے

تڑپتے ہیں جو محفلیں ہیں بسمل ناز کے تیرے
تو ہی ہے رقص میں جانان ترا ہی نام زہرہ ہے

منہ خورشید لیے نکلے جو طبقے نور سا حق کے
ہے اور میں گنج مخفی سب کہ جسکا تماشا ہے

لگائی تونے جب مہندی دکھایا سجدہ مرجان
حنا جو سرخ رو ہے یوں اسمیں رنگ تیرا ہے

ہو روح الامین تو جب رکھا خود اپنا رضوان نام
جو چاہی اپنی زینت تو ہی سدرہ او طوبیٰ ہے

ہو جب طور مرکب تو چڑھا بنکر وہان موسیٰ
ہے روشن وادی ایمن ترا شب گشت نکلا ہے

فلک پر مشتری بنکر پڑھا خود عقد کا خطبہ
جو نکلا ہو کے آدم تو ترے ہی ساتھ حوا ہے

چمن میں جب بنا تو گل سمایا عطر میں آکر
تری ہی بو ہیں سب سرمست انجان تو ہی چھپا ہے

جو دیکھا رونمائی میں ترا آئینہ وحدت کا
دوئی کب تجھ میں مجھ میں ہے جو تیرا رخ میرا ہے

۱۵۷ | ہوا ہوں عاشق صادق میں الخواجہ معین الدین | ۱۵

تو مرشد ہے تو ہادی ہے تو آقا ہے تو مولیٰ ہے

نکلکر گنج مخفی سے جو شکل یار میں آئے
چھپا کر اپنی صورت ہم رخ دلدار میں آئے

خدیو لم یزل کی شان آنکھوں کی نظر گر تو
مرے ساتھ احمد مختار کیسے دربار میں آئے

بیان علم لدنی کا ہے اپنے صفحۂ دلبر
نہیں وہ بحث منطق جو بحث تکرار میں آئے

ہزاروں نسخے میں عشق کی نوک زبان پر ہیں
جو بلبل بن کے ہم ایجاب تیرے گلزار میں آئے

جو چھوٹے شیخ کے پنجہ سے تیری یاد میں آئے
نکلکر رشتۂ تسبیح سے زنار میں آئے

جب آیا طور پر موسیٰ نہ سمجھا سر مخفی کو
ہو جب تو کی اک صورت تو کب دیدار میں آئے

ہے منصور خود ہم جب انا الحق کا کیا دعویٰ
بنے خود قاتل و مقتول بشکل دار میں آئے

بنے ہو سے لذاو پھر بنے دریا ہم قطرہ
کہا کر ابر نیسان خم وہ شہوار میں آئے

بنے پھر جب رشتہ تو ہو کر تانا اور بانا
پہن کر جامۂ ناسوت دم کے تار میں آئے

گیا ان مینت وہ ہو میرے کچھہ سوا اپنا جانکا
اشارہ سے ہم آبرو کے جہانکو کرتے ہین بسمل
نہ ہمدم ہو تجھسے آگے تو ای یار جلوتمین
شراب عشق سے ہم بیخود رہتے ہین اے زاہد
بنا ہون مین جو دیوانہ سمجھنے کا ہی یہ نکتہ

فریب عشق سے ناحق ہم اس بازار مین آئے
بھلا قاتل یہ صنعت کب ہی تلوار مین آئے
ہی مخفی راز خلوت کا وہ کب گفتار مین آئے
کہ شیشہ ہاتھہ مین لیکر دہ خمار مین آئے
جو حکمت مجھہ مین ہے پیدا وہ کب ہشیار مین آئے

۱۵۸	وہی ہے عاشق صادق جہانکی چھوڑکر خدمت جو اسے خواجہ معین الدین تری سرکار مین آئے	۱۵ •

ملون مین یار سے کب ہی یہ جستجو باقی
کیا ہی عشق کے آزار نے جو زرد مجھے
بھرا یا جوش جنون سینے یہ در بدر مجکو
سیئے گا کیا تو مسیحا مرا دل صد چاک

نہین ہی وصل کی دلمین کچھہ آرزو باقی
نہین ہی تار نفس مین مرے لہو باقی
رہی جہان مین مری کچھہ نہ آبرو باقی
نہین ہے پاس ترے سوزن رفو باقی

میں اوس کے سجدہ میں نکلا جو گنج مخفی سے
وہی ہے زاہد وا اب تک مرا وضو باقی

عیاں ہے بلبل نالاں پہ خندۂ گل سے
چمن میں یار کے دو دن ہے رنگ و بو باقی

نکل کے قید تعین سے میں جو ہوں مطلق
صفات مجھ میں ہے قائم نہ شکل و رو باقی

ہوا ہوں بحر میں جمعیت کے ڈوبکر خورشید
نہ میری لاش کو کب فکر شست و شو باقی

طبیب کیونکہ ہو حبل الورید کی تشریح
فنا ہی جسم تو کب ہے رگ گلو باقی

کبھی نہ ہجر کے دہوکے میں کھوکے جان آئے
جو سیتے وصل میں رہتا ہے یار تو باقی

خودی کو اپنی خدا میں فنا کیا میں نے
ہیں ہر حضرت انساں کی مجھ میں خو باقی

رہیگا بندہ نہ مولیٰ نہ عشق و جسم و وجود
سمیٹ اپنے میں سب کو رہیگا ہو باقی

زباں حق سے نکلتی ہیں سب مری باتیں
سخن کو منہ ہے کسی کو نہ گفتگو باقی

میں ذوالفقار علی سے کرونگا دو ٹکڑے
اگر ہو کوئی جہاں میں مرا عدو باقی

فنا ہوا ہی تو کیا عاشق معین الدین

۱۵۹ | ہیں لگے چہرے چھپے اور سبھی سے کو لکھو باقی | ۱۴۳

ہم حبابِ آن رہتے ہیں اوسجا پہ گذر کسکو ہی
اُن نظر دیکھے ہمیں ایسی نظر کسکو ہی

ذات اک بے بحر آدم کی نہیں اصل اوسی شیخ
شکل حق ہیں سبھی کہتا تو بشر کسکو ہی

قصر حسرت سے نکلکر جو ہو خانہ بدوش
بنکر آزاد لو پڑے پھرتے ہیں گھر کسکو ہی

بادۂ وصل کا اک جرعہ پیا کیا ہم نینے
اسقدر خود میں ہیں گم اپنی خبر کسکو ہی

دیکھے ہم اپنے وطن ہی ہیں سدا ایجا تاب
منزلیں کرتے ہیں طے ایسا سفر کسکو ہی

دمبدم لیتے نکلتی ہے انا الحق کی صدا
کون منصور ہے سولی کا خطر کسکو ہی

ہم شب وصل کیا کرتے ہیں صبح کو روشن
خود ہیں خورشید حسد تجھسے قمر کسکو ہی

روز و شب زلف و رخ یار کا رہتا ہے خیال
یہاں تصور ترا ہی شام و سحر کسکو ہی

صورت مطلعت کے ہیں آگاہ جہاں نہیں نام
فکر دل میں ہیں سب اندیشۂ سر کسکو ہی

شمع کیون روتی ہی تو جا رہی جلنے سے
سوز دل ہم سا بھلا آٹھ پہر کسکو ہی

اپنی ہستی کو فنا یار میں ہم کرتے ہیں
لاکھ ہو جائیں جو حسرت بجی تو ڈر کسکو ہے

سنگ اسود کے جو پوجا میں ہے تو کعبہ میں
مجکو الشیخ بتا عشق محبت کسکو ہے

۱۶۰

خواجہ چشت کی دولت جو ملی ہے عاشق
صاحب گنج ہیں ہم خواہش زر کسکو ہے

۱۱

کہہ دو الآن کما کان کا معنی کیا ہے
جسکو سب کہتے ہیں ہیچ وہ معما کیا ہے

ہمکو لایا ہے عدم سے جو سوے ملک وجود
اس سے بتلا و بھلا یار کا منشا کیا ہے

یاد میں وصل کی بیٹھیں شوق سے اگر احباب
محتسب کا مری محفل میں اجارہ کیا ہے

عکس ہر اک کا جو لیتا ہے مرا دیدہ تر
آنکھ میں دیکھ یہ تصویر کوئی بیٹھا کیا ہے

ذات بحت اپنی مبرا ہے ہر اک صورت سے
تو نے کس شکل سے پنہاں ہیں یکجا کیا ہے

جسم کو اپنے تصور سے فنا کر کے تو دیکھ
باقی اس ہستی موہوم میں رہتا کیا ہے

جان دے دیکے جو جاتے ہیں عدم کو مشتاق
اسطرح شہر خموشاں میں تماشا کیا ہے

حق ہی حق ہے تو کہا کر تو انا الحق ہر دم
ای موحد تجھے پھر خوف کسیکا کیا ہے

دل مرا کعبہ ہے اور شکل مدینہ ہے وجود
فائدہ دیکھنے مین یثرب و بطحا کیا ہے

ذات مطلق ہی سے پیدا ہین بنی آدم سب
کہو پھر گبر و مسلمان مین یہ جھگڑا کیا ہے

١٦١ — عاشق زار تمہارا ہون نہین اتنا حجاب
مجھہ مین اور تم مین کسی بات کا پردہ کیا ہے — ۹

گنج مخفی سے بنا چہرہ انسان ہے یہی
مصحف رخ ہی یہی صورت رحمان ہے یہی

بندہ و رب کا جو ہم جانتے ہین ایک وجود
مذہب اپنا ہے یہی دین ہے ایمان ہے یہی

عشق کیا ہم نے کیا قید ہوی ہمکو نصیب
خوب ہی ملک عدم اپنے کو زندان ہے یہی

خط جانان پہ جو مین زیر و زبر پاتا ہون
نظر آتا مجھے اب صفحہ قران ہے یہی

جو خدا آپکو کہتے ہین بجا سے کہتے ہین
شکل انسان سے عیان کون ہے پنہان ہے یہی

نحن اقرب سے جو اللہ کی قربت سمجھون
شرک سے کفر ہے اور جرم ہے عصیان ہے یہی

میرے یاں جب اوٹھا اوٹھا اپنی متاع ہستی — ورنہ اوٹھ جائیگا اب جو ترا مہمان ہی یہی

دیکھ کر دل کی تڑپ تیرے یہ ہمدم نے کہا — کب ہو تسکین اسے او خواہش جانان ہی یہی

١٦٢ تجکو بہتر ہے گدائی اسی در کی عاشق
خواجہ چشت جو ہی دین کا سلطان ہے یہی ے

قل ھو اللہ سمجھ یار کا عرفان ہی یہی — شکل جو بن ہے یہی صورت فرقان ہے یہی

گنج مخفی میں جو ڈھونڈا تو احد کو پایا — واحدیت ہی یہی قابل اعیان ہی یہی

گو من اللہ تو ہوئیں صفتیں ظاہر — الصمد کہہ ان سالکین میں تو امکان ہی یہی

لم یلد سے جو ہوا یار و لم یولد تو — بے تعلق ہے ولادت سے نمایان ہی یہی

ہی علم اسے جو یکن او لہ سے کفوا — ہی احد ایک جو طالب جانان ہی یہی

ہی جدا خویش و اقارب سے مرا جان جہان — کیا ہوا دیکھا ہی اک خلق کا سامان ہی یہی

خواجہ غریب کے روضہ پہ تصدق ہو جاؤن

١٦٣	دلمیں جو عاشق مرے سے حسرت یہی ارمان ہی بھی	٩

جو کنت کنزا ہی ر بیچون تھا ہم نجانیں تجھ کون جانے
ہی مظہر وحدت تمکنون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

خبر جب اپنے سے تھی نہ تجکو دکھا دیا تھا ہو کی پیدائش
ہو خوبی تو ہوا دگرگون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

تو پہلے درجے میں جبکہ اوٹھا مقام پر دو سر گیا ہی
سو ہشتم درجے کی منزل افزون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

ہی تو جو دریا تو قطرہ مے ہی بنا اپنے موج و جیحون
اوسی سے نکلا حباب گردون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

ہو جب آدم سے آپ حوا ظہور پایا حجاب عشق
ہی تو ہی لیلی ہی تو ہی مجنون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

ہی طور تو ہی ہی تو ہی موسی سوال تیرا جواب تیرا
ہی تو ہی گنج اور تو ہی قارون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

ہی تو ہی برسیں تو ہی ہی بہر جیسے تو ہی مہر اور تو ہی قمر
ہی نور تیرا ہی بیچ بیچون یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

بنا جو چھند ہزار عالم ہی تیری ذات و صفات نسبت
سخن ہی جو کیونکر وہی کلام شود تا یہ ہم نجانیں تجھ کون جانے

١٦٤	جناب خواجہ معین دین ہیں بزرگ یوسف جمال اونکا ہی تو ہی عاشق ہی تو ہی معشوق ہم نجانیں تجھ کون جانے	٩

یار پایا تجھے جس وقت خدا سے پہلے
بیخبر تھا تو مرے نشو و نما سے پہلے

ذات کو تیری جو دیکھا ہے بقائے مطلق
ہم نے ہستی کو مٹایا ہے فنا سے پہلے

مرض عشق مرا دیکھ کے کہتے ہیں طبیب
مر ہی جائیگا یہ بیمار قضا سے پہلے

زاہدو ہاتھ اوٹھاتے ہو یہ کس کے آگے
سوچئے کچھ تو ذرا اسکو دعا سے پہلے

قید ہستی سے مری جان رہا ہو جسدم
لامکان تک وہ چلی جائے ہوا سے پہلے

باغ جنت سے عبث آن کے پچھتاتے ہیں
مفت بدنام ہوے جرم و خطا سے پہلے

آگئے ہی کاٹ کے سر [illegible] قدمبوس
سر جھکا جاتا ہے تسلیم و رضا سے پہلے

پی کے ہم ساغر وحدت ہوے سرمست ایسے
وصل میں اوس صنم ہوش ربا سے پہلے

۱۶۵	خواجہ چشتی کی کیا لکھ سکے عاشق مدحت جسکے اوصاف جبین پر تھے ثنا سے پہلے	۹

ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہین کرتے
کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہین کرتے

اک طور پہ جب رہتی ہے نہین اپنی طبیعت
کس حال مین ہم رہتے ہین سمجھا نہین کرتے

ہم آپ ہی ہین جب ایک تو دیدار ہو کس کا
کیون اپنے کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

جب مظہر ہی نہین تصویر مثالی
کیون آئینہ دل کو مصفا نہین کرتے

ظاہر ہین تو ملنے سے حجاب آتا ہے ہمکو
پردے مین سے چلے آؤ تو پردہ نہین کرتے

تکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کافر
آپ اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے

بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
جو کچھ کہ ہم اب کرتے ہین بیجا نہین کرتے

مستون سے اگر پوچھین تو عقدہ کھلے اسکا
بیخود جو رہا کرتے ہین کیا کیا نہین کرتے

١٦٦

عاشق ترے کہلاتے ہین اے خواجہ چشتی
جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

٩

کلمہ پڑھا تو کیا جو مسلمان ہین نام کے
ہندو ہین خوب اون سے کہ تابع ہین کام کے

میخانہ بنگیا ہے یہ دل اپنا ساقیا
محتاج ہم نہین ہین ترے ایک دو جام کے

ہی قافلہ عدم کا جو ہمراہ سے بے شمار
کیسے کوبھی گئے تو ملا کب خدا ا و ہنین
اپنا وجود وہم سے کیا یار مین فنا
بندہ جو ہوگیا ہے خدا وہ نہی رہی
عاشق جو ہی جہاں مین معشوق ہے وہی
دنیا و آخرت کے نہین کار سے غرض

مہمان ہین اس سرا مین ہم اس شب و صبح و شام کے
محتاج سے نصیب ہائین بیت الحرام کے
ایسے کہان مقیم ہین دار السلام کے
صاحب جو پا ہی چہرہ مین دیکھو غلام کے
سامان کب یہان ہین سلام و پیام کے
جو یار ہین کار وہ ہین اپنے کام کے

۱۶۷	خواجہ معین دین کے جو عاشق ہین خاص و عام کیونکر ہون فریفتہ اپنے کلام کے	۱۱

عاشقون کی یہی نشانی ہے
دلکو فرصت ملیگی اب کیونکر
آرہی سن کلام ہے جس کا

چشم تر رنگ زعفرانی سے ہے
اپنے پہلو مین یار جانی ہے
لب پیار و سے کے ہی لن ترانی

سن چکا کل من علیہا فان
یار باقی تمام فانی ہے

آگے مرنے کے مر گئے خود ہم
یار کی سب یہ زندگانی ہے

کہیں ملتا ہیں مقام اپنا
جس طرف دیکھا لامکانی ہے

درج وحدت میں جب چھپا گوہر
چشم سے اشک کی روانی ہے

آب رحمت سے تازہ گل ہیں یہاں
اصل دیکھو تو گل کی پانی ہے

صفتیں حق کی الٰہی کسب ہیں
صورت مطلق کو جاودانی ہے

ہے جو تحریر سطر پیشانی
یار اپنی وہ پیش آنی ہے

۱۶۸	خواجہ چشت کی لکھی جو صفت یہی عاشق کی خوش بیانی ہے	۹

صورت نہ اپنی ایک پہ چلے دکھا سکے
آئینہ بن کے ہم نہ خود دیکھو تما سکے

ہی وحدت الوجود ہے کل خلق کا ظہور
پہچانے آپ کو جو وہی اوسکو پا سکے

تصویر ہی مین اپنی مصور کو دیکھہ لو	تصویر ہی کب جدا جو تصور مین آپ ہے
آتش ہے ہمار عشقکی ایمان بن گئی	کیا گبر کی مجال ہی او سکو بجھا سکے
ای رہروان ملک عدم کوچ کیجئے	دنیا ہی بے بقا کوئی کیا یہان بسا سکے
ہستی مثال شمع فنا ہو گئے یارین	آئے مسیح بھی تو نہ ہمکو جلا سکے
ای منکر و نکیر یہی تمسے ہی سوال	ہم خفتگان وصل کو تم کب جگا سکے
بیچون بچگون کا ہی حبیب نام خاص ہی	اللہ کو اسکے ساتھہ تو کیونکر ملا سکے

۱۶۹	خواجہ معین دین کا سب جسے آستان ملے عاشق کہان مجال او سے جو سر اوٹھا سکے	۸

اب آئینۂ دلکی صفائی نظر آئی	خود یار کی صورتین خدائی نظر آئی
غواص نے پایا ہم وحدت مین صدفکو	قطرہ کی جو موتی مین سمائی نظر آئی
جب تجہہ مرجان سے ید اللہ ہوا ظاہر	دریا مین بھی ہر شان حنائی نظر آئی

محبس سے جہان کے سبھی اب چھٹے شیخ مجرم
آئی جو قضا سب کی رہائی نظر آئی

آنکھین جو کھلی ہستی تھین سب کچھ بھی نہ رہی
جب بند ہوئین چشم بجا ہی نظر آئی

جب شکل تری بنکے صبا باغ مین پہنچی
غنچے کی ہر اک عقدہ کشائی نظر آئی

اے برہمن و شیخ نہین خوب یہ نزاع
آپس مین بری کچھ یہ جدائی نظر آئی

١٧٠

درویش بنا خواجہ چشتی کا جو عاشق
شاہی سے بھی بہتر یہ گدائی نظر آئی

١٧

خواب غفلت مین جب اپنی عمر ساری ہو چکی
یار کو کیا منہ دکھائین شرمساری ہو چکی

ہم رہے غفلت مگر نا بس تلاش یار مین
جستجو ہم نے بھی کی تھی اب ہماری ہو چکی

ہو گیا دیوانہ مین جوش جنون سے یکبیک
بیخود و خود دور مجھسے ہوشیاری ہو چکی

کیون نہو معشوق راضی ہمسے اب ہر حال مین
اپنے ذمہ تھی جو کچھ خدمتگزاری ہو چکی

جون بگولہ عشق کے صحرا مین پھرتا رہا
ہو گیا برباد خود جب خاکساری ہو چکی

ہمنے اپنے کو چھپا کر یار کو ظاہر کیا | لایق حرمت تو اپنی انکساری ہو چکی

پوجتے ہیں اپنی ہستی کو جو ہم احق پرست | عین ایمان خود پرستی اب ہماری ہو چکی

کفر اور دین عشق میں پایا جو ہمنے ایک سا | اپنی ایمانداری ای دینداری ہو چکی

بیخودی میں ہمنے پی لی ہے شراب عشق آج | ختم مجھ پر زاہدو پرہیزگاری ہو چکی

میزباں عشق کی الفت سے یہاں مہماں تھا میں | ملگئی ہے جان کو رخصت دوستداری ہو چکی

زندگی اپنی مٹائی ہمنے سب لذات میں | کیا کہیں ہمدم جو کچھ تھی اپنی یاری ہو چکی

عاشقو خندان ہو ہو کر فنا تم یا میں | ہو گیا اب ختم رونا اشکباری ہو چکی

وقت آخر ہے مسیحا تجھسے کیا ہوگا علاج | خود مریض عشق کو اب بیقراری ہو چکی

عاشقو مضطر نہو چھوٹو گے قید زیست سے | تھی جو تجویز قضا وہ آج جاری ہو چکی

کونسی صورت سے جائیں یار سے ہم روکر | عاشقو اپنی تو رسوائی و خواری ہو چکی

تجھے رو دیا بہت میں وقت نزع | اےصنم جو کچھ تھی آخر غمگساری ہو چکی

١٦	تارک الدنیا ہوا عاشق جو تیر عشق سے ہین خواجہ چشت اوسکی تجھ پر جان نثار ہی ہو چکی	١٧١

خود غور سے نظر کر تجھ مین ہی ذات رب ہے
پہچان اصل اپنی حق سے جدا تو کب ہے

احمد کا جب لباس آیا ہی خود احد جب
تو دیکھ عین اوٹھا کر کس شکل مین عجب ہے

واللیل والضحیٰ ہی زلف و رخ محمدؐ
جاری ہی یاد ان کی جو ورد روز و شب ہے

گھونگٹ مین میم کی ہی ساری خدائی پنہان
دیکھ اپنی مردمک سے نقطہ مین بھید سب ہے

بیچونگی ہی قایم باچون ہوا تو کیا وہ
اپنے وجود مین خود آگے جو تھا سو اب ہے

آیا عدم سے کیون یہان اور آج اس جگہ سے
بتلاد مجکو ایجان جانیکا کیا سبب ہے

دہوکا دغا کا دیکر لیتے ہین مفت دلکو
کہتا ہون تجکو سن لے یار و نگا یہ بھی غضب ہے

غفلت مین عمر کھوئی تو نے بتایا مجکو
ای ہمنشین و ہمدم تجھسے بہت عجب ہے

حرف دوئی شادے عنوان دل سے مطلق
ایجان جان تجھے اب حد تکی گر طلب ہے

مجھسے خودی چھپ گئی آپھی خدا بنا ہون
اس سے زیادہ کہنا کب شیوۂ ادب ہے

کیا ہے جتیر دم اپنا کیونکر کہون مین تجھسے
یعنے کہ بند اسکا اپنی زبان و لب ہے

مرنے کے آگے مرجا شربت بقا کا پیکر
ہر وقت تجکو جانان یہ عیش اور طرب ہے

مخلوق سب جہان کی اک ذات سے ہی پیدا
کیا پوچھتے ہو سب کا اکہی حسب نسب ہے

کثرت مین دیکھکر تو جانیگا جو مجھکو
جانونگا صاف وحدت تیری صحیح جب ہے

بادہ فروشی اپنی رکھی ہے یہان خدا مست
ای خدمت کرین کیا اپنا وہی اب ہے

۶۷۲	خواجہ معین دین کا جب سے ہے عشق مجکو مشہور عارفون مین عاشق مرا لقب ہے	۱۳

نکلکر قید ہستی سے عدم کو تم جو جاؤ گے
سوا اک ذات مطلق کے کسیکو وہان نہ پاؤ گے

رہو گے تم یہان جب تک سمجھہ لو بوجھہ لو گو
چلے جاؤ گے عالم سے تو پھر واپس نہ آؤ گے

وفاداری مین ہم سچے ہین الفت اپنی روزہ
بہت پچھتاؤ گے اکدن جو دل ہمسے لگاؤ گے

ہو اللہ الصمد سے ستاپی پوچھ لو جا کر
جو شکلیں رہ گئیں باقی وہ ہمیں کب تک بناؤ گے

جو سنتے ہو کہ تن میں جان بن کے ہو سماؤ گے کیا ہو
جب اپنے جسم فانی کو تصور سے مٹاؤ گے

اگر ہی وصل کی خواہش تو ہو گا وصل خود دیکھو
خودی کو خود میں گم کرکے جو خود ہی میں سماؤ گے

حکایت سر جاناں کی سنو گے گوش دل سے تم
بنا کر بانسری تن کی اگر ابھی بجاؤ گے

مقام مطلق اپنا خود دیکھا ہے وہ ہی نیرنگ
چلے آؤ گے سیدھے گر قدم اپنے بڑھاؤ گے

بہارستان عالم میں خزاں آئی گی اک دم میں
جو تم اے قمریو جا ہو کا شور و غل مچاؤ گے

پلٹ کر جب اولیتگی تمہاری ذات ایجانان
ہمیں یہاں قتل کرکے حشر میں کیونکر چھپاؤ گے

مر احیب ہاتھ پکڑا تم نے جاناں کچھ تو شرماؤ
ذلیل و خوار کرکے یہاں مجھے کب تک پھراؤ گے

کھڑا ہی عشق ہی خود اپنا آپ عبداللہ خلافی پہ
مزے پھر وصل میں کیونکر صنم ہم سے اڑاؤ گے

۱۷۳	زیادہ تر رہیگی تم سے ہر دم یار کو نسبت اگر تم عاشق خواجہ معین الدین کہاؤ گے	۱۱

ذات احد کی جو عیان شکل مین آئی تیری | احمد اخلق مین ثابت ہے خدائی تیری

دل لیے شعلے جو نکلتے ہین جگر جلتا ہے | ہی یہ اے عشق صنم آگ لگائی تیری

یار رکھتا ہی جو تو اپنا وجود مطلق | کسطرح سے ہوی پھر مجھہ مین سمائی تیری

ملگئے تجھہ مین جو ہم خوب ہوا انسے یارے | کب ہاین خوش تھی محبت مین جدائی تیری

تو دلبر سے تجھے عشق ہی ای طائر جان | قفس جسم سے کب ہوگی رہائی تیری

ہاتف غیب کی پائی جو حقیقت تو نے | ہو جبریل سے بھی بڑھکے رسائی تیری

عکس مین شخص کو پایا جو معلق ابدل | محو خود آئینہ ہے دیکھہ صفائی تیری

نیک و بد یار کے ہین کام سمجھکر ابدل | تو جو بنتا ہی برا ہی یہ بھلائی تیری

دست مرشد سے ذرا ہاتھہ ملاکر تو دیکھہ | خود ید اللہ سے ملتی ہی کلائی تیری

صلح کل سیکھہ لے ای زاہد نادان ہم سے | سب کے سب ہین یہ ناحق ہی لڑائی تیری

سلطنت ہند کی ہاتھہ آئی ہی اے خواجہ چشت

۱۷۴	آج عاشق کوئی سے ہے جو گدائی تیری	۱۳

یہ دل اب صنم سے لگا چاہتا ہے
خدا رام اپنا ہوا چاہتا ہے

قدم کی نظر آتی ہی راہ سیدھی
قدم اپنا دم مین اوٹھا چاہتا ہے

ہوا عاشقی سے ہی مجکو حاصل
کہ برباد عشق اب کیا چاہتا ہے

ہی سیماب خود طالب عکس دلبر
جو آئینہ پر اب چڑہا چاہتا ہے

ہوا جبکہ تخم زمین جسم فانی
تب اوس گل سے سبزہ اگا چاہتا ہے

نہان برج وحدت مین ہی نور مطلق
قمر ابر مین خود چھپا چاہتا ہے

سمجھ لے یہ ای شیخ سجدہ سے پہلے
کہ سر کس کے آگے جھکا چاہتا ہے

بنا ماہ نو سے خود ابروئے جانان
یہ ناخن سے عقدہ کھلا چاہتا ہے

مجھے عشق پھسلا کے لایا عدم سے
برا ہو جو اس کا بھلا چاہتا ہے

چھپاتا ہے تسبیح مین شیخ زنار
مسلمان بھی ہندو بنا چاہتا ہے

حجاب اوٹھ گیا وصل مین جبکہ دیسے	صنم مجھ سے ہر دم ملا چاہتا ہے
ہی طنبورۂ سر مین آواز مطلق	دل اوسکا ہی نغمہ سنا چاہتا ہے

۱۷۵	مین اسے خواجہ چشت عاشق ہون تیرا ہر اک مجکو شاہ و گدا چاہتا ہے	۱۴

ب تجھے عشق جانان ہوا چاہتا ہے	ترا تو ہی خواہان ہوا چاہتا ہے
محبت ب تجھے ہو رہی ہے جو مجھسے	پھر الفت کا سامان ہوا چاہتا ہے
جو آیا نظر عشق کے آئینہ مین	وہی عکس انسان ہوا چاہتا ہے
جو ہون مصحف روئے دلبر کا ناظر	ب مجھے حفظ قرآن ہوا چاہتا ہے
زمین تر جو ہوتی ہے عشق فلک سے	سر خاک بستان ہوا چاہتا ہے
فنا کے جو مرکب پہ ہے عشق راکب	یہ سب ہو کا میدان ہوا چاہتا ہے
خود اب وصل مین خاتمہ ہے ہمارا	تمام اپنا ارمان ہوا چاہتا ہے

ہمارا سوسے لامکان عزم ہے اب
یہ گھر اپنا ویران ہوا چاہتا ہے

ہی وحشی ترا جامہ عور سے خوش
وہ اب چاک دامان ہوا چاہتا ہے

جو ایسے برہمن حق ہے خود شکل بت میں
تو کیون پھر مسلمان ہوا چاہتا ہے

جو ہی بوریا فقر کی سلطنت میں
وہ تخت سلیمان ہوا چاہتا ہے

جو سنتے ہین ہم صوت مطلق کا کلمہ
درست اپنا ایمان ہوا چاہتا ہے

١٧٦	ہے فیض شہ خواجہ چشت عاشق ترا جمع دیوان ہوا چاہتا ہے	١٣

سنتا ہون جب کو مطلق وہ کون خدا ہے
کہتا ہون خود انا الحق پھر کیا یہ ماجرا ہے

پہلو میں یار تیرا بیدار ہی ہمیشہ
ہشیار تو بھی ہوجا غفلت مین کیون پڑا ہے

ہے عین جو عرب ہے رب ہے وہی جہان کا
احمد جو ہی بلا میم آپ ہی وہ مصطفی ہے

تنزیہ اور تشبیہہ اک ذات کے ہین درجے
مطلق ہوا و مقید گر کچھ تو جانتا ہے

باطن کے راگ کا ہی گر شوق ذوق تجکو ہے
تو گو بجا کے دل کی نغمہ سن اوس مین کیا ہے

احمد مین خود فنا ہین ہر دم ہی ہمکو معراج
دیکھو براق نفس آج اپنے بھی زیر پا ہے

آتی نظر ہے تجکو کثرت مین خاص وحدت
پردہ جو تھا دوئی کا وہ دل سے اوٹھ گیا ہے

زاہد یہ تو ہی کہدے ہم پوچھتے ہین الٰہیات
مسجد مین جا کے سجدہ کسکو تو کر رہا ہے

دیر و حرم کو جا کر تکلیف کیون اوٹھا مین
خود دل ہی اپنا کعبہ اور آنکھ بتکدہ ہے

محبوب دیار ہی اک دھوکا تھا دوئی کا
مجنون جو ہو کر آیا لیلی وہ خود بنا ہے

کر تن کو اپنے پارہ تا نکلے شخص آپہی
کیا دیکھتا ہی صورت تو عکس آئینہ ہے

مطلق وہ خود ہی بیچون ہین مشفق اسی سے
حسن تکی ہے چشم تو پھر کسکو دیکھتا ہی

سنہ ۱ خواجہ معین دین کا عاشق ہون اس لئے مین ۱۳
اور جہان مین کوئی ہادی نہ رہ نما ہے

ہیں اس صورت آدم کی یا عیسیٰ ہے نہ موسیٰ ہے
محمد اور احمد اور خود اللہ پیدا ہے

جو تم کہتے ہو اللہ و محمد مین چھپا کیا ہے ۔ وہ مطلق سیر بیچون ہے نہین گھٹنے مین آتا ہے

محیط آب کل شی ہے ہون مین خود وحدت ہون کثرت ۔ ہر یک ہے ذات سے روشن مہ و خورشید و ذرہ ہے

ہین تجھ مین ہی یا عرش و کرسی و ملایکت سب ۔ زمین کوہ شجر و نخل و رنگ و بو و سبزہ ہے

کرون کس کا طواف اور جاؤنگا مین کس کی پرستش کو ۔ مین خود بیت ہون خدا ہون مجھ مین چھپا دیر و کعبہ ہے

جو نظر آیا مرے دُر یتیم اسکو مین تنہا خوب ۔ کہین پنہان کہین قطرہ بنا خود آپ دریا ہے

سیاہی عشق کے خیاط نے کیا جامہ عریان ۔ ہی مطلق اوسمین یک صنعت نہ سیدتا نہ اولیا ہے

تجلی خوبی کی ہی سب ہمارے روئے روشن پر ۔ یہ کس کا نور ہی چھپکر رگ و ریشہ مین پھرتا ہے

سدا معشوق مطلق کی ہی سب آواز پر غالب ۔ ہی جسکا سامع خالص وہی خود اوسکو سنتا ہے

پہنکر جامہ انسان خود آیا شاہد مطلق ۔ جو ہی تنزیہہ اور تشبیہ حایل پردہ وہ اسمین ہے

مسمی آپ رہتا ہی مٹا کر اسم خود اپنا ۔ فنا خود ہوکے دیکھو کون مردہ کون زندہ ہے

مٹا کر ذات مطلق مین وجود اپنا جو سوتا ہون ۔ خطر ہی روز محشر کا نہ مجکو خوف عقبی ہے

۱۷۸	معین الدین چشتی کا جو ہون دیوانہ و عاشق وصال یار مین ہر اک نفس میرا گذرتا ہے	۱۳

صنم کے سامنے اپنے جو حیرت آہی جاتی ہے
نظر اللہ کی ہر وجہہ صورت آہی جاتی ہے

پڑھا دے مرشد کامل جو بسم اللہ کافی ہے
سمجھنے مین دو لفظون کے ولایت آہی جاتی ہے

شراب شوق پی کیا مزہ کیا محتسب جانے
خودی خود ہوتی ہی بیخود تو وحدت آہی جاتی ہے

ہوا ہو چلتی ہے بہارستان سینہ مین
شگفتہ دل کا غنچہ ہی تو نکہت آہی جاتی ہے

سلگتی ہے جب آتش عشق کی ہر اک نفس میری
جگر مین قلب مین پہلو مین حرارت آہی جاتی ہے

طریقت کا جو ہی کلمہ نہین کچھ کفر و شرک اوس مین
پڑھے کلمہ شریعت کا تو شرکت آہی جاتی ہے

احد ہے اک جسے تم سمجھتے ہو کہ مطلق ہی خود واحد
جب اک سے دو نکلتے ہین تو کثرت آہی جاتی ہے

کبھی تنزیہ ہے گر خود تو تشبیہ آتے ہین
تو ہمراہ لطافت کچھ کثافت آہی جاتی ہے

وصال یار مین بھی ہے پریشانی تو خود بیک
فریب عشق کی ہر دم شکایت آہی جاتی ہے

نرہا زاہد و اعمال پر اپنے ہی غرور نازان
پھر ہی پر کا شعلہ انانیت کی نعمت سے
لحد مین عاشق صادق کے کب ہی ہی تاریکی

ہمارے جرم کے باعث سے رحمت آہی جاتی ہے
جھک جاتی ہی جب گردن تو نخوت آہی جاتی ہے
وہان بھی عشق سے شمع رسالت آہی جاتی ہے

۱۷۹	بزرگی خواجہ چشتی پہ گردے کوئی اورون کو تو ہمدم دلمین عاشق کے حمایت آہی جاتی ہے	۷

اے مصور مری تصویر پہ کب بستی ہے
لامکان یار کا آئےگا نظر مین کیونکر
بادہ وصل سے بیخود نہ ہون کیون ساقی
سجدہ عشاق کا لیجاتے ہین معشوق تو کیا
چھوڑ دو شہر خموشان مین مجھے لیجا کر
اے خریدار خدا گرم ہے بازار اپنا

عکس مین یار کے موہوم مری ہستی ہے
قصر مطلق ہی بلندی نہ او پستی ہے
بندے سے آنکھ مری زور پہ خود مستی ہے
زیر دستی ہی نہ آپس مین زبردستی ہے
ملک ویران ہین سب آباد وہی بستی ہے
جنس مطلق ہے گران جنس ہر اک سستی ہے

١٨٠	دور اک لحظہ نہین مجھسے تو اے خواجہ چشت دلمین عاشق کے سدا شکل تری بستی ہی	١٧

جون حباب بحر اپنی ہستی موہوم ہے — ایک ہی لحظہ مین ذات نسبتا مین معدوم ہے

کون ہے موجود عالم مین محمد کے سوا — غیر ہو مقصود کب ہے کہدو گر معلوم ہے

ایک ہی آواز کیے لاکھون نظر آتے ہین شخص — شش جہت مین کون ہے اسکے بن کسکی دہوم ہے

ذات مین اپنی جو پایا بندہ وریکا وجود — یار اپنا آپ ہی حاکم ہے او محکوم ہے

گر مٹے حرف دوئی تو وصل مین کیا ہی خوشی — دیکھکر تنہا مجھے عاشق ہی خود مغموم ہے

حق جو ظاہر ہو گیا ہی صورت انسان مین — دمبدم کہنا انا الحق لازم وملزوم ہے

کنت کنزا مخفیا کی لکھتے ہین تفسیر ہم — علم باطن لوح دل پر اپنے سب مرقوم ہے

مین مسلمان ہون نہ ہندو نے نصارا نے یہود — عشق کا بندہ ہون مین سب کو یہی مفہوم ہے

رب مطلق مین فنا خود ہو گئے لاکھون خدا — ذات مین اپنی سدا وہ حی ہے اور قیوم ہے

اے عالم کیے رہو دہو کر فنا سمجھو یہ رمز
آگے مرنیکے جو مرتا ہے وہی مرحوم ہے

دیدہ حیران نہین کیونکر آئینگی مطلق کی شکل
دید کی حسرت مین کہین تو وصل سے محروم ہے

خط عصیان مٹ گیا ہی جا بہ دابر دہین صفا
صورت رحمت سے ظاہر ہوگیا معصوم ہے

ہر نفس ہم سن رہے ہین نغمہ اللہ ہو
شکل نی دل تک ہمارا روزن حلقوم ہے

جا برادر مجبور کی ہستی سے خود ظاہر ہی تو
کسکو ہم ظالم کہین اور کون یہان مظلوم ہے

فاقہ دیاد و قناعت اور ریاضت چاہیئے
اے فقیر دیدہ عطا حقکی تہین مقسوم ہے

نقد عرفان سے بنتے ہین سائلان حقکو ہم
ہین کریم اب دل ہمارا کب بخیل و شوم ہے

۱۸۱	اے معین الدین چشتی عاشق صادق مدام خادم مطلق ہے تیرا وہ کس کا تو مخدوم ہی	۱۱

نطق جانان کی جو کانون مین صدا آتی ہے
ہر نفس دل سے مرے ہو کی ندا آتی ہے

ذات بیچون کی ستایش مین ہے مصروف زبان
اس لیئے دل مین ہمین یاد خدا آتی ہے

لاکے پردہ مین جو پوشیدہ ہوی ذات اللہ
نظر اک شکل مین مجھے جلوہ نما آئی ہے

باغ سینہ مین کھلی ہی جو صنوبر کی کلی
لامکان سے مرے پہلو مین ہوا آئی ہے

درد دل دیکھکے کہتا ہی مسیحا مجھ سے
مرض عشق کی کب کسکو دوا آئی ہے

جذب ہوئیگا مجھی مین دم آخر یہ دم
حکم اللہ سے کب اپنی قضا آئی ہے

شغل دنیا مین گزرتے ہین شب و روز اپنے
عمر آخر ہی جو ہر صبح و مسا آئی ہے

بلبل روح سے کہتا ہی یہی گل ہنسکر
باغ ہستی سے ہمین بوے وفا آئی ہے

ننگ و ناموس کہان تھا جو ہوا تو پیدا
وہ بدن کس لئے پھر تجھکو حیا آئی ہے

پھیر گردون کو زمین سے جو عشق ہی سدا
دم بدم مینہ کے برسنے کو گھٹا آئی ہے

١٨٢ عاشق خواجہ چشتی کے لب گویا پر
صرف اک یار ہی کی حمد و ثنا آئی ہے ١٧

جو گنج مخفی سے باہر آئے تو عظمت اپنی نظر مین آئی
بشان احد سے جو آپ احمد تو قدرت اپنی نظر مین آئی

خدا کی ہستی کا انت پہونچو دنوری بنا ہمارا | جمال عشق او عکس جانان میں تب صورت اپنی نظر میں آئی

ہے جو نقطہ جو الف ہم تو جیسے نکلے یہ حرف سارے | کھلی ہماری یہ چشم جو تب وحدت تو کثرت اپنی نظر میں آئی

قدم ہمارا راہ ٹھٹکے جو یہاں فنا کی یہ دم میں ہو گئی | قدم کی منزل پہ ہم جو پہنچے قدامت اپنی نظر میں آئی

عروج ہے پر مقام اپنا نزول پر کب قیام جان ہے | جو دل سے جاتی رہی کثافت لطافت اپنی نظر میں آئی

تعین اپنا قرار پایا یہ کیسے آگے ہوا ہی ثابت | وجود ہجدہ ہزار میں ہے شرافت اپنی نظر میں آئی

نہ ہم ہیں آلی نہ ہم ہیں بندہ نہ ہم ہیں آدم نہ ہم ہیں حوا | دکھائیں کیا ہم کہ کچھ عجائب حقیقت اپنی نظر میں آئی

وفا کا عہد ہی اب ہے یکسر کہ بیوفائی ہے عشق تیری | صنم کے ہمراہ رہی یکی رفاقت اپنی نظر میں آئی

تمام اسم صفات و فعل اپنے ذات مطلق میں گم ہے جب | صمد کے ساتھ اپنے دیکھ کر یہ نسبت اپنی نظر میں آئی

ہر انجمن میں ہے خلوت اپنی وطن میں ہمکو سفر سدا ہے | تمہاری خدمت میں یار دم بھر فرصت اپنی نظر میں آئی

رہے تعین میں جب تلک ہم دکھائی دیتی تھی ہمکو دوزخ | فنا ہوا جب وجود اپنا تو جنت اپنی نظر میں آئی

فنائے عشق جان جانان ہی عاشقوں کے جگر کا نشتر | جو دل سے سنتے ہیں کنت کنزاً حکمت اپنی نظر میں آئی

شریعت [illegible] طریقت [illegible] — حقیقی [illegible] طریقت اپنی نظر میں آئی

[illegible] — [illegible] اپنی نظر میں آئی

[illegible] قلب اپنا [illegible] — [illegible] اپنی نظر میں آئی

[illegible] — [illegible] ذات سے ہم کو شرکت اپنی نظر میں آئی

۱۸۳ جناب [illegible] حضرت [illegible] ہوا ہے ہمکو جو فیض حاصل ۲۵
جہان میں فقیرا اگر اسے عاشق ولایت اپنی نظر میں آئی

لامکان میں غل مچایا یار نے — نغمہ یا ہو کا سنایا یار نے

عشق کا سپنا پڑا تو پھونک کر — خواب سے ہمکو جگایا یار نے

من عرف کی جستجو میں خود ملا — کو بکو ناحق پھرایا یار نے

کچھ کہیں ظاہر میں اور باطن میں تھے — جلوہ دو رنگی دکھایا یار نے

دم میں دکھلا کر عدم میں سبز باغ — کس لئے ہمکو ٹھگایا یار نے

عشق مین جون جون ہوے برباد ہم — خاک مین ہمکو ملایا یار نے
شوق سے مکتب مین لیجا کر ہمین — کنت کنزاً ہی پڑہایا یار نے
بانسری تن کی بجا کر بیدم — مجکو مستانا بنایا یار نے
سب ہیولی تہے جو منکشف — سر مین خود اگرچہ بتایا یار نے
صورت احمد سے ظاہر ہی احد — چہرہ اپنا کب چہپایا یار نے
دم بدم واللیل پڑہ کر زلف کو — مصحف رخ پر جمایا یار نے
بے زبان تہا مین عدم مین سے لیئے — خود سخن مجکو سکہایا یار نے
لوریان وحدت کی گا کر عشق سے — سیر اگہوارہ ہلایا یار نے
اس جگر کو کچہ نہ شورش ہو چہکئے — عشق مین [illegible] کہلایا یار نے
سرمہ ما زاغ اپنے ہاتہ سے — میری آنکہون [illegible] لگایا یار نے
صوفی سرمد تو عالم گیر تہا — کاٹ کر سر شد مٹایا یار نے

خود انا الحق کہکے بہا منصور کو	دار پر ناحق چڑھایا یار نے
رہ گئے خود شہرگ سے بھی نزدیک تر	کیون گلا اپنا کٹایا یار نے
سب یہ سری اپنی عالم مین دیکھکر	کیون جہان مین سر اٹھایا یار نے
آگئے خود لاہوت سے جبروت مین	اپنا پایہ آپ پایا یار نے
ہجر کی باتین سنا کر وصل مین	خوب تون کو رولایا یار نے
یہ تنک ظرفی ہماری دیکھکر	مے کا اک قطرہ پلایا یار نے
خاک کے پتلون مین بھر کر اپنا جام	شعبدہ نادر بتایا یار نے
ہو گئے مصروف طاعت آپ ہم	روز و شب ہمکو ستایا یار نے

۱۸۴	دام مین خواجہ معین الدین کے خوب عاشق کو پھنسایا یار نے	۲۳

ہین انکے شور و فغان کیسے کیسے	اک آواز مین ہین بیان کیسے کیسے

سنو بلبل باغ بیچون کا نغمہ
کہ ہین نکتہ داستان کیسے کیسے

سخن ہین یہ سر خفی الجلی کے
نہان کیسے کیسے عیان کیسے کیسے

یہی ہے اور یہی شکل انسان نظر کر
تعین مین ہین جہان کیسے کیسے

عروج و نزول نفس پر ہمارے
لگے ہین سر نردبان کیسے کیسے

مقام اتحاد پر ہوا آئے عدم سے
فنا ہو گئے کاروان کیسے کیسے

انا الحق کا دعوی ہی اجمالاً اپنا
ہی تفصیلون کو گمان کیسے کیسے

طلسم عدم کی حقیقت نہ پوچھو
ہین وہان محو پیر و جوان کیسے کیسے

دری الوری کے جو سیدا مین پہنچے
نظر آ گئے لامکان کیسے کیسے

ہوا قال حق سے سبھی حال ظاہر
سخن کر گئے خوش زبان کیسے کیسے

فقط گنج مخفی مین ہی سر مطلق
ہوے نام قید اوسکے یہان کیسے کیسے

قرار اپنے مطلق تہین نشان کو
خجالت مین ہین دیدبان کیسے کیسے

حباب سمندر ہو خود جو اوسے پہنچے — زمین پر بیٹھے آسمان کیسے کیسے

پڑے یار سے ہمنے جب کنت کنزاً — لئے عشق سے نے امتحان کیسے کیسے

لیا یار نے ہدیہ عشق اپنا — تو وارد ہوسے گئے ارمغان کیسے کیسے

جو پایا قابض نظمہ نار نکلا — ہین طاعت مین پیر مغان کیسے کیسے

ذرا آب کو سمجھو اسے گیرو دیندار — تنازع ہاین یہ درمیان کیسے کیسے

معین اور قطب و فرید زمانہ — نظام و نصیر جہان کیسے کیسے

ہوے پانچ تن خاص یہ چشتیون مین — کہ جنکے ہین نام و نشان کیسے کیسے

ہی فیضان عشق سر دادنکا ہر جا — ہوے جمع ہین نغمہ خوان کیسے کیسے

ہمین اس بزم مین لوگ کس طرح کے — ہین جہان جہد مین مردان کیسے کیسے

ہین گندم نما جو فروش آج ہر جا — نظر آئے اہل دکان کیسے کیسے

سعین کا ہون عاشق سے مرید و مرشد

اپنی یاد پہ گوش دیا لیسے ہی نسبت لگی ہوئی — ہی صوت یار پر ہی سماعت لگی ہوئی

ہی یاد بے نشان مراد وحدت بھی پر — کثرت کے ساتہہ جسکی ہی عظمت لگی ہوئی

ہستی ہے ہمین کسیکو بجز ذات بیچگون — تہلیل کے ہی ساتہہ یہ حجیت لگی ہوئی

ہی احمد واحد مین جو یون انکا میم — ہی ذات و صفات کی شرکت لگی ہوئی

تم عبد و رب ہو جب سمجھے ہو دونو ہین خود عدم — دیکھو کہ اپنی کس سے ہی اُنست لگی ہوئی

گنبد مین سر کیے ہی جو متعلق بنیت خود — ہمراہ جان ہی اوسکی نیابت لگی ہوئی

حبل الورید مین جو لہو کہا رہا ہی جوش — ہر دم ہے دل کے ساتہہ حرارت لگی ہوئی

معراج مصطفے کی حقیقت کھلیگی کب — ہی منہ پر اپنے مہر نبوت لگی ہوئی

ظاہر ہوا جو شخص ہے پڑتا ہی اوسکا عکس — دیکہہ آئینہ سے کسکی ہی صورت لگی ہوئی

رکھو خیال اپنے عروج و نزول پر — دم کی اولٹ پلٹ مین ہے رحمت لگی ہوئی

ہی شکل خاک آب سے پیدا تو کیا ہوا
پانی کے ساتہہ کب ہی خساست لگی ہوئی

دیکھا خدا کے گھر مین جولات بتانکو
ہر بتکدہ سے رہتی ہی مودت لگی ہوئی

واصل نہین خدا سے یہ کہتے ہین اپنا بہید
سر خفی سے اپنی ہی قربت لگی ہوئی

ہی حق تو صاف کہدے انا الحق پکار کر
سر دار کے ہی ساتہہ سیاست لگی ہوئی

ہی عشق بیوفائی پہ ہر وقت مستعد
کیون یار کے ہی ساتہہ محبت لگی ہوئی

آئے عدم سے دار فنا مین عبث تو کیا
ہی اپنے دم کے ساتہہ ہی عجلت لگی ہوئی

دیکھی جو روشنی تو ہین بیہوش اہل قبر
زیر زمین ہی شمع رسالت لگی ہوئی

آب منی و حیض کی بنیاد جسم ہے
نکلیگی کب بدن سے غلاظت لگی ہوئی

دیکھ اپنی اصل کو کہ ازل سے ہی پاک ہی
ناحق ہی تجکو فکر طہارت لگی ہوئی

ضایع نکر نماز مین اے شیخ پنج وقت
ہر دم ہی دل سے یاد و عبادت لگی ہوئی

اغیار سے نہ پوچہہ مری دوستی کا حال
ہی غیریت کے ساتہہ عداوت لگی ہوئی

کس منہہ سے شیخ جائیگا خلد بریں کو تو
ہی نام جد پہ تیرے ندامت لگی ہوئی

چونکا جو نیند سے تو نہ احوال کچھ کہا
خواب عدم سے کیون ہی یہ غفلت لگی ہوئی

دیوانہ خود ہون مین مری ہر بات ہی نکات
ہر رمز سے مری ہی فراست لگی ہوئی

باقی رہیگی بعد فنا اپنے دم کے ساتھ
تنہائی کی فقط تری حسرت لگی ہوئی

پا چشمۂ حیات کو آنکھ اپنی کرکے بند
ہمراہ روشنی کے ہی ظلمت لگی ہوئی

ابلیس کو نذل نے کیا آپ ہی خراب
ناحق ہی اوس کے ساتھ ملامت لگی ہوئی

لائین جہان کو رستے پر اپنے یہ کیا کرین
اک درمیان ہی راہ شریعت لگی ہوئی

۱۸۶	خواجہ معین دین کا جو عاشق ہی اوس کے ساتھ محمود کی ہے شان خلافت لگی ہوئی	۹

ہر تار رگ گوش مین آواز ہی اوسکی
تار نفس ہوش مین آواز ہی اوسکی

توریت و زبور اور نہ انجیل مین ہی صرف
خود آیت منقوش مین آواز ہی اوسکی

پہلو سے نکلتی ہے صدا اپنے جو ہر دم — اس دل کے سدا جوش مین آواز ہے اسکی

خود صوت غیبی جو سمائی ہے ہمین مین — مخفی اپنے خاموش مین آواز ہے اسکی

آنکھین جو بند ہین آئی ندا صاف اسے وقت — شش کاسہ سر پوش مین آواز ہے اسکی

سنتے تھے پرے عرش کے ہم جسکے سخن کو — اس گنبد منقوش مین آواز ہے اسکی

ہر چیز کی جنبش سے نکلتی ہے صدا خوش — ہمھو تو خود رو نوش مین آواز ہے اسکی

مستی مین بجاتے ہین جو ہم تار رگ تن — خود گونجتی آغوش مین آواز ہے اسکی

187 حاصل یہ ہمین خواجہ چشتی سے ہوا ہے 19

عاشق کے تن و توش مین آواز ہے اسکی

احد سے جو بنا احمد اسکی خبر آئی ہے — جب سے کہتے ہین سب یعنی جان مصطفائی ہے

ہوا رب سے عرب جب وہ صفی اللہ بنا آدم — عجب یہ وجود مطلق نے یہ شکل اپنی بنائی ہے

محمد کا تعین بنکر آیا خود وجود اسکا — جو ذات مطلق اگر عشق ہے اسمین سمائی ہے

ہی اک نقطہ مین سیپارا ہے سب مجمل جو ہین سب جونکا
احد اور ذات احمد مین نہین ہے مطلق جدائی ہے

صدا معشوق مطلق کی یہی معراج کی شب کو
ہوئی عرش معلی پر محمد کی رسائی ہے

جو چمکا نور احمد کا ہوا بیہوش خود موسیٰ
نہ سمجھا آگ ایسی طور کو کس نے لگائی ہے

نبی کا جسم اطہر تھا فقط اک نور کا دریا
نکل جاتا تھا ٹپکا جیسے موجون کی صفائی ہے

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
یہی اک آیت مطلق کلام اللہ مین آئی ہے

کسی نے سینۂ محمود سے پایا ہے بھید اس کا
خدائی مل گئی اوسکو بھلی اوسکی کمائی ہے

خدا کو عائشہ کی شکل مین دیکھا محمد نے
جو کہدین ہمکو ہم انسان تو کب اون مین برائی ہے

جو دیکھا عرش پر جبریل نے چہرہ محمد کا
فرشتو دیکھ لو احمد کی یہ وحدت نمائی ہے

پلا دی ہمکو احمد نے مئے وحدت جوان بھر کر
سدا مخمور رہتے ہین یہ اپنی پارسائی ہے

ارادہ ذات مطلق کا ہی خود خواہش طبیعت کی
ہین خود ہم نفس امارہ تو پھر کس سے لڑائی ہے

ہم واجب سے خود ممکن تو ہین رکھا اسم اپنا عبد
نظر کر اپنے مولیٰ مین نہین مطلق جو بینائی ہے

وہی جو حقیقت میں فدا اپنی فنا کرتے ہیں الفت سے
ہماری دیکھو ہی احمد کہتے ہیں آپ شانی ہے

ہی درجہ اُن کا اعلیٰ محمد کی ستائش کا
خدا اسکو جو کہتے ہیں سمجھ کر اوسکی کبریائی ہے

اگر قسمت سے ہاتھ آئے تجھے تو ہاتھ مرشد کا
ید اللہ سے نمایاں خوب محمد کی کلائی ہے

صفت دیکھی ہی تمہی اور کسی نے ذات کو پایا
نبی سے پوچھ لو تم کسکو حاصل رہنمائی ہے

۱۸۸	معین الدین کی الفت میں کیا ہی ترک دنیا کو جہان میں عاشق صادق تیری سچی گدائی ہے	۱۷

کوچ ہی ملک عدم کا تو تامل کیا ہے
دور منزل ہی تو جا بیٹھیں تغافل کیا ہے

ذکر و اشغال و توجہ سے ملے حق کیونکر
من عرف کا تو ذرہ دیکھ تو غفل کیا ہے

حالکو دل کے نظر کرکے تو ہو جا خود محو
ہر جگہ مجکو عبث شوق توسل کیا ہے

کان ہیں تجکو اگر باغ میں چل کر سن لو
کسکی آواز ہی وہاں شورش بلبل کیا ہے

جان جاوے آپ ہو جاوے گذر کر اپنے
بات آسان ہی یہ سمجھو تساہل کیا ہے

عاشق زار بنے ہو تو چلو خلوت مین
وصل معشوق کو پھر صبر و تحمل کیا ہی

عارف حق ہو اگر صاف انا الحق کہدو
راہ مین حق کی بہلا تمکو تجاہل کیا ہی

زیب و زینت سے مصفا ہی وجود مطلق
آئینہ خانہ مین پھر تیرا تجمل کیا ہی

زور بازو سے بسر کرتے ہین اوقات اپنی
ہم نہین جانتے ہین راہ توکل کیا ہی

ساری خلقت مین بزرگی جو ملی انسانکو
کہدو آدم کی حقیقت مین تفضل کیا ہی

ہر گہڑی اپنا تو رہتا ہی اوتار ا در چڑہاو
دیکہئے دم مین ترقی و تنزل کیا ہی

باغ دنیا مین نہین بوئے وفا کچھ بھی مگر
تو جو جہا گیا دو دن ہی مین اگل گیا ہی

وصل مین کیون نہین تسکین ترے عاشق کو
رات دن رہتا ہی بیچین وہ بالکل کیا ہی

مصحف روئے محمد سے جو آواز آئی
روز رد اللیل پڑہا کرتی ہی کاکل کیا ہی

۱۸۹	خواجہ چشت کے روضہ پہ تصدق کیے لئے ساتھ عاشق کے چلو جلد تکاہل کیا ہے	۱۶

نکلتی ہی جو واجب سے صدا آواز دلبر کی — نہین اک دم بھی ممکن سے جدا آواز دلبر کی

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن — نہین ہوتی ہے خود ہی ابتدا آواز دلبر کی

اگر ہی طالب مولی تو پڑھ آیت یہ عارف سے — کہ ہی معنی کی اوسکی انتہا آواز دلبر کی

صفت حاصل ہی کانونکو تر سے گر یا سمیع کی — تو اوسکو دمبدم ای دل سنا آواز دلبر کی

مکان و لامکان و عرش و کرسی کے پرے سے بھی — ہی آتی شش جہت مین جا بجا آواز دلبر کی

فنا ہونگی صدائین سبکی اک دن صوت مطلق مین — فقط ہی ذات مین اپنی بقا آواز دلبر کی

عبادت ہم سمجھتے ہین کہ گانا خوب دوگانہ سے — ہمین ہی عارفو اپنا خدا آواز دلبر کی

نہ اتریگی کبھی مستی اگر دلکو ہی شوق و ذوق — سنا دے تن کی نی لیکر ذرا آواز دلبر کی

لگی رہتی ہی گوش دل سے ہر دم اوسکی ہی نسبت — یہ کیسی ہی جہان مین دلربا آواز دلبر کی

ہوی اللہ کی الفت سے ثابت ہیو فانی کو جب — ہی ہمسے با وفا و آشنا آواز دلبر کی

نہین ہستی کسیکو یہان گمان ہے سے کہ ہر بندہ — جہان ہین کہتی ہی نشو و نما آواز دلبر کی

خود بینی اپنی گم ہور کہہ صدائے باطنی پر دل
سنی جائیگی تجھسے پر بھلا آواز دلبر کی

ہوس ہے دید کی بیجا نظر سے غیب ہے خود
نظر آئیگی کب تجکو بھلا آواز دلبر کی

صدا آتی ہی خود منہہ سے جو اپنی ہی کلامی مین
ہی گویائی کا گویا معجزہ آواز دلبر کی

پرستش مین جو حقکی ہی یہ کم فہمی ہی زاہد کی
الوہیت ہے ہان کچھ کم ہی کیا آواز دلبر کی

صفات و ذات سے حقکی وجود اوسکا تہا پہلے ہی
سمجھ مطلق ہی ذات کبریا آواز دلبر کی

صدا آتی ہی کانو مین جو اپنے پردۂ دل سے
ہوئی ہی مین عرف سے مجھ پہ وا آواز دلبر کی

عرب کہے رب جو کہتا ہون ہے یہان کچھ اور ہی مطلب
حقیقت مین ہے بہی مصطفی آواز دلبر کی

۱۹۰

سنادی خواجہ چشتی نے صوت اپنی جو عشاق کو
ہوئی ہے اوسکی آ بھی مبتلا آواز دلبر کی

۱۹

کہان ہے لا مکان مین دربدر ہی اللہ ہی
خدائی مین ہر اک فرد بشر اللہ ہی اللہ ہے

احد سے جو بنا احمد اوسکا نام ہے واحد
ہمارا اک ہمی پیغامبر اللہ ہی اللہ ہے

ابوبکر و عثمان ہین خدا نزدیک عارف کے
علی اللہ ہی اللہ ہی عمر اللہ ہی اللہ ہے

کہلا نور السمٰوات کی آیت یہی عقدہ
کہ زیر اللہ ہی اللہ اور زبر اللہ ہی اللہ ہے

خیال سورۂ والّیل و الفجر اب یہ کہتے ہین
ہمارے پاس ہین شام و سحر اللہ ہی اللہ ہے

سمجھکر معنی آمنت باللہ اب کہتا ہو
ہی خیر اللہ ہی اللہ اور شر اللہ ہی اللہ ہے

یہی سبحان ما اعظم شانی پڑھکے کہتا ہے
ہی نار اللہ ہی اللہ اور شرار اللہ ہی اللہ ہے

ہی مطلق نام اسکا جب سے نمن قاضی الحاجات
ہی سیم اللہ ہی اللہ اور زر اللہ ہی اللہ ہے

ہہاں گلشن ہستی اگاہی پڑھکے یہ کلمہ
شجر اللہ ہی اللہ ہی ثمر اللہ ہی اللہ ہے

یہی کہتا تھا آزر خود بنا کر بت کو ہاتھوں سے
صنم اللہ ہی اللہ ہی حجر اللہ ہی اللہ ہے

تجلی جلالی اور جمالی سے کھلی یہ رمز
ہی شمس اللہ ہی اللہ اور قمر اللہ ہی اللہ ہے

ندا ہر اک نفس آتی ہی مجکو جان جانان سے
سراپا و دل و خون و جگر اللہ ہی اللہ ہے

درِ شہوار کہتا ہی الگ کر منہہ کو کانون سے
زمرد اور یاقوت و گہر اللہ ہی اللہ ہے

اگر چشم بصیرت ہے تو دیکھا سب ساری خلقت مین
کہ ہر اک ذرہ مین خود جلوہ گر اللہ ہی اللہ ہے

توجسکی دید کا طالب ہے تیری ہر رگ مین
سمجھا ہی بوالہوس تیری نظر اللہ ہی اللہ ہے

سمندر جوش کہا کہا کے ہی کرتا ہی شور و غل
حباب و قطرہ و موج اور بہنو اللہ ہی اللہ ہے

بزرگ و خرد کا رتبہ ہیگا کب حقیقت مین
پدر اللہ ہی اللہ ہی پسر اللہ ہی اللہ ہے

کرین ہم فیصلہ اب کس طرح شیخ و برہمن کا
ادہر اللہ ہی اللہ ہی ادہر اللہ ہی اللہ ہے

191 ہین عاشق اوسکے ہم بندہ ہمارا خواجہ چشتی ۳۳
معین الدین پیر راہ بر اللہ ہی اللہ ہے

مری ہستی ہے یہ ہستی خدا کی
یہ شکل اپنی ہے صورت مصطفیٰ کی

انا الحق کا جو ہم کرتے ہین دعویٰ
حقیقت ہی یہی ہے سر انا کی

فنا کا عزم رکھتے ہین جو ہر دم
ہمیشہ دلکو ہے خواہش بقا کی

تعین سے جدا ہونگا مین اکدن
یہی ہے کیفیت روز جزا کی

جہان مین ہم ہین اور ہم مین جہان ہے ‌ ‌ کھلیگی رمز کیونکر ما سوا کی

نماز اپنی پڑھا کرتے ہین آپھی ‌ ‌ نہین ہے بندگی اپنی ریا کی

کھڑے ہین دست بستہ ہم رضا پر ‌ ‌ نہین تسلیم مین حاجت دعا کی

مٹا کر نخل ہستی بیخ اپنی ‌ ‌ کہ ہے بنیاد ہی نشو و نما کی

جو ہین زندان ہستی مین مقید ‌ ‌ خطا ثابت ہوی حرص و ہوا کی

وہی درویش کامل ہی قلندر ‌ ‌ ہے جسکو معرفت صوت و صدا کی

بنی ہی سرمۂ چشم بصیرت ‌ ‌ ملی جو خاک تیرے نقش پا کی

اوٹھایا مین سے جو بار امانت ‌ ‌ ہی طاقت ایسی کب ارض و سما کی

جدائی مین تو کسکی مضطرب ہے ‌ ‌ کہ تیری شکل ہے خود دلربا کی

ان خلوت مین رب ہے اور بندہ ‌ ‌ دوئی کی ہین یہ سب باتین دغا کی

مہر [illegible] تو خود ہے بیچون ‌ ‌ نہین وہان اصل کچھ چون و چرا کی

ستم اونکا ہی ایمان عاشقون کا | شکایت کچھ نہین جور و جفا کی
مریض عشق کی ہے غیر حالت | ہوی تاثیر کچھ تیری دوا کی
پھنسا ہون دام مین اک بیوفا کے | کرون توصیف کیا اپنی وفا کی
کرو دم مجھپہ تم واللیل پڑھ کر | کہ تا ردّ ہو بلا زلف دوتا کی
حقیقت موت کی سب سمجھے ہوے ہین | نہین مطلق ہمین دہشت قضا کی
ہو چپ کیون خفتگان خاک کہدو | ہمین کچھ کیفیت اپنی فنا کی
روان ہے زخم دل سے خون ہر دم | لگی برچھی سی ہے یہ کس کی ادا کی
لہو پیتے عاشقون کا اسقدر شوخ | کہ یہان کب سرخ ہی رنگت حنا کی
وجود احمدی مین ہم فنا ہین | صفت اپنی ہی خود صل علی کی
علی کی شکل ہے آنکھون مین اپنی | ہی ہر دم یاد دل مین مرتضی کی
جو غیب الغیب کا لکھتا ہون مضمون | یہ جودت ہے مری طبع رسا کی

پہنچتا ہوں میں دم میں لامکاں تک — ہے رفتار ایسی کب باد صبا کی
تمہارے عشق میں بیباک ہوں میں — ہی نسبت تجھ سے کب خوف و رجا کی
ترا دم مارتا ہے دمبدم وہ — محبت ہے یہ تیری کس بلا کی
کہیں اوسکی خبر لے جلد اے عشق — بری حالت ہی تیرے آشنا کی
جو عاشق کا ہی جامہ زعفرانی — ہی اک خاص زردی ہی طلا کی
میرا ہے تو خود نام و نشان ہے — زباں کس کو تری مدح و ثنا کی

١٩٢

یہ عاشق خواجہ چشتی سے کر عرض
ہے شہرت خلق میں تیرے گدا کی

١٣

کعبے میں بس گیا ہی صنم کس کے واسطے — خود بتکدہ بنا ہی حرم کس کے واسطے
ہی دل ہی میں کسی مرا قلب مضطرب — سرمست میں ہر نفس ہے یہ دم کس کے واسطے
نشو و نما ہمارا اگر ہے فنا کے بعد — پیدا ہوا ہے ملک عدم کس کے واسطے

تخم زمین ہے اپنا تن زار ایک روز
کہئیے کہ ہین نیاز و نعم کسکے واسطے

سر آہ کر کے روتے ہین ہو ہو کے زرد رو
ہی عاشقونکو درد و الم کسکے واسطے

جو کچھ بھی ہی سرنوشت وہ سب ختم ہو چکی
باقی ہے ہین لوح و قلم کسکے واسطے

تحقیق کر لو آپ ہی اپنے سے پوچھکر
اسجا عدم سے آئے ہین ہم کسکے واسطے

گر باغبان لم یزلی کو نہین ہی حرص
سرسبز ہی یہ باغ ارم کسکے واسطے

عشاق چل رہے ہین جو ہر دم قدم کی راہ
خود اوٹھ رہے ہین اونچے قدم کسکے واسطے

اقبال ہر طرح سے ہی وحدت کا خود ہمین
کہدو کہ ہی جہانمین قسم کسکے واسطے

موج و حباب قطرہ و گرداب بنکے خود
مخلوق پر محیط ہی یم کسکے واسطے

ہی عاشقونکو سورہ اخلاص کا ورود
ہر اک نفس ہے اوسکا یہ ضم کسکے واسطے

١٩٣	عاشق نہوتے خواجہ چشتی کے ہم اگر آتا جہان مین فضل و کرم کسکے واسطے	٣١

خدائی کا ہوملی جو بت کر رہا ہے — بجا ہے بجا ہے بجا ہے بجا ہے

انا الحق جو کہتا ہوں یہ قول میرا — سدا ہے سدا ہے سدا ہے سدا ہے

حقیقت کا اپنی سمجھا اون کا مطلب — انا ہے انا ہے انا ہے انا ہے

سنی جن عرف کی جو رمز اوس سے پیدا — صدا ہے صدا ہے صدا ہے صدا ہے

نظر آرہا ہے جو عالم میں جسکو — خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے

جو سر خفی الخفی ہے وہ مجھ میں — چھپا ہے چھپا ہے چھپا ہے چھپا ہے

ہی وہ مجھ میں واصل نہیں ایکدم بھی — جدا ہے جدا ہے جدا ہے جدا ہے

پڑھا کنت کنزا کا جب درس اون نے — بولا ہے بولا ہے بولا ہے بولا ہے

فریب محبت جو کھایا ہی میں نے — جفا ہے دغا ہے جفا ہے دغا ہے

جہاں سے جو نکلا میں عرش پر آیا — خطا ہے خطا ہے خطا ہے خطا ہے

جو دیوانہ ہوں میں یہ قسمت کا میری ہے — لکھا ہے لکھا ہے لکھا ہے لکھا ہے

تجلی زلف صنم شب جو دیکھی
بلا ہے بلا ہے بلا ہے بلا ہے

عبادت میں رنگی جو ہی شیخ بہک
روا ہے روا ہے روا ہے روا ہے

صنم ایک اپنا پرستش کا خواہاں
ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے

نماز فنا میں یہ ہوت ہین کب اوسے چین
ریا ہے ریا ہے ریا ہے ریا ہے

تو دیکھ اپنی صورت کہ آئینہ دل کا
صفا ہے صفا ہے صفا ہے صفا ہے

جو غم کھا رہا ہے مریض محبت
دوا ہے دوا ہے دوا ہے دوا ہے

جو چاہے وہ کر میرے حق مین ستانا
رضا ہے رضا ہے رضا ہے رضا ہے

دم واپسین دل جو مضطر ہے اپنا
قضا ہے قضا ہے قضا ہے قضا ہے

جفا سے جو اب جان جاتی ہی میری
وفا ہے وفا ہے وفا ہے وفا ہے

تعین کو میرے فنا ہے تو مجکو
بقا ہے بقا ہے بقا ہے بقا ہے

نذر قہر سے تو بھی عاقبت کی
برا ہے برا ہے برا ہے برا ہے

تری یاد میں خون پیا ہے اپنی | غذا ہے غذا ہے غذا ہے غذا ہے

برا کہتے ہو مجھ سے حق میں جو اتا | بھلا ہی بھلا ہی بھلا ہی بھلا ہے

مری قال کا یہ بہرحال مضمون | نیا ہے نیا ہے نیا ہے نیا ہے

سمجھا تو مراد فقر دل سے خالی | بھرا ہے بھرا ہے بھرا ہے بھرا ہے

جو کہتا ہوں ملا اب کو ملا سب وہ جو | سوا ہے سوا ہے سوا ہے سوا ہے

زبردست مرشد مجھے شاہ محمود | ملا ہے ملا ہے ملا ہے ملا ہے

مراد اس سمجھے وہی ذہن جس کا | رسا ہے رسا ہے رسا ہے رسا ہے

ہوئی نعمت نہایاں مرشد سے مجھکو | عطا ہے عطا ہے عطا ہے عطا ہے

١٩٤

ترا عاشق زار است خواجہ چشت
گدا ہے گدا ہے گدا ہے گدا ہے

٢١

نہ چھوں بچگون سے کب بکو مسرتی ہے | یہ رمز معرفت کی اک بات سرسری ہے

جتنے تعینات حق ہین وہ سب خدا ہین
سنتے ہین جسکو واجب ممکن سے وہ بری ہے

لفظ احد سے مشتق ہے احمد بلا میم
سر محمدی کی معنی پیمبری ہے

صورت پہ مصطفی کی آدم ہوا جو پیدا
ہجدہ ہزار عالم پر اوسکی سروری ہے

کہتے ہین جسکو ہم دل وہ دل ہے مطلق اپنا
اوس دل کے آگے کیا ہے قلب صنوبری ہے

لاہوت کے جہا مین ہر دم جو پھر رہے ہین
اپنے سفر مین مطلق کب خشکی و تری ہے

مشکو آپ اپنا ہوتا ہون ہر نفس مین
چھلکی ہے جو لب تک قسمت کی یاوری ہے

مئے وصل کی جو پی لی مخمور ہون ہمیشہ
شیشے مین میرے دل کے اوتری ہوئی پری ہے

ہم جو بگن بنے ہین نرگن سب ہے ہم مین
نام اپنے ہی جنم کا نارائن اور ہری ہے

چڑھ جاؤن دار پر مین کہکر انا الحق اکدن
یہ حسرت و تمنا دلمین مرے بھری ہے

ہے حکم شرع اونپر دنیا کی رہ پہ جو ہین
دولت مین فقر کی کب قانون اکبری ہے

پھرتے ہین دربدر کیون سجادہ و مشایخ
حرص جہان مین اونکی عزت کی ابتری ہے

بدنام کر رہے ہیں عشاق کو جو دونو
بزم قلندران میں ملّا نہ منبری ہے

ہمراہ مہر کے ہی زہرہ فلک پہ ہر دم
پیش نظر ہمارے کب انکو مشتری ہے

تا صبح تا ہے طلعت ساقی فگن ہے سب پر
بدلی میں جس طرح سے خورشید انور ہی ہے

ہو امتیاز وحدت کثرت میں کیا رہے ہے
تابندہ اختر و نجم میں ماہ منور ہی ہے

عاشق گلا رہے ہیں جو تن کی زر کو
ان کے مقابل کب فن زرگری ہے

اہل رہبر و علم تو توقف [illegible]
سے ملتی ہے [illegible] اپنی نہ بہتری ہے

در یتیم عرفان سے ہے بہا ہمارا
پرکھے جو اسکو شخص جوہری ہے

صوت و صدائے غیبی جو گوش زد ہی ہے
سر میں سمایا اگر خود سر دلبری ہے

۱۹۵	خواجہ معین دین کا عاشق ہوا ہوں اپنا ہے صوفیہ طریقہ مذہب قلندری ہے	۱۸

جو سمجھا اصل آدم کی وہی انسان کامل ہے
نہ پہچانے اگر ہمکو وہ کب عالم ہی جاہل ہے

جو بالا و زیر عالم ہی ہوئین ہستی مہی تحتی
ہی کہ عالم میں عرش و فرش کا بہ وہی کیا عالم میں قائل ہی

یہ نکتہ پوچھتے ہیں ہم سے استعداد تو کہدے
الف میں میم کا نقطہ پہلا کہ سب یہ شامل ہی

ہی ممکن قطرہ جسکی ہمیشہ اوسکو ہی فرقت
جو سمجھا رمز واجب کو اوسیکا نام واصل ہی

زبان و دل سے کیونکہ ذاکر کیا ہو جو ذکر ہی کہ سطح چرخ گم
ہمہ صفات ایسی جو لکھو تا ہی وہی کل سب ہی شاغل ہی

وجود وحدت اوسکا کس نے دیکھا ہی خدائی میں
ہی جسکو دید کا دعوی گمشدہ اوسکا یہ باطل ہی

بکھرے ہیں گوش جان اپنے ہمیشہ نطق مطلق سے
ترانہ جو ہی ہیشو و صدا دل اوس کا مائل ہی

بنا ہی صورت رحمان میں آدم گنج مخفی میں
کلام حق یا اپنے خود کلام اللہ نازل ہی

نکلکر تم تعین سے بنو خود جان جان اپنی
یہی اک ہستی موہوم جان و دل میں حائل ہی

سوا میرے انا الحق کون کہہ سکتا ہی عالم میں
مجھی کو آج الحق رتبہ منصور حاصل ہی

تو جیسے پر کوئی نازان لطائف پر کوئی شادان
جو وصل یار کا ہی لطف ہر اک اوس سے غافل ہی

قلندر اہل دنیا سے کہاں لیتے ہیں سیم و زر
نہیں درویش وہ کم بخت جو عالم میں سائل ہی

ہمارا مرشد کامل نہین بعلم وکم رتبہ	لیاقت اور شرف مین کب کوئی اوسکا مقابل ہی
وگیت بیہوش ہی طالب تلاش وجستجو کرکے	نہ ڈھونڈھے پیر کو ایسے اگر وہ سست کاہل ہی
اوٹھایا کس نے یون بار امانت اوسکا عالم مین	ہمارا سر اوسی اک سترِ بیچونی کا حامل ہی
گلہ جور وجفا کا کر رہے ہو کس کے آگے تم	جو ہی مقتول کا چہرہ اوسی صورت مین قاتل ہی
مسیحا بھی جگا ہو نہین سکتا ہی زخم دل	نہین معلوم کس دست حنائی کا یہ گھایل ہی

۱۹۶	معین الدین چشتی کا کہا تا ہی جو عاشق ہاین فقیرون مین میان محمود گجراتی کے داخل ہی	۳۰

واصلون کو ہجر کا طلب سنا نا منع ہی	ہین جو مصروف بکا اونکو ہنسانا منع ہی
روز محشر کس طرح ہونگے سرافیل صور	خفتگان وصل مطلق کا جگانا منع ہی
کیا پڑے ہو حق حق دق دق مین ہم اوکتا گئے	عارف حق ہین جو اونکو لب ہلانا منع ہی
نقشبندی قادری کے پاس ہے ممنوع راگ	چشتیون کے پاس گانا بجانا منع ہی

آپ کے سینہ پا ورکھو مصحف رخسار پر — سب پڑھے واللیل زلفونکا جانا منع ہی

کھدیے جاکر اوس مسیحا کے کوئی کانہین یہ — عشق کے مردے جو ہین اونکو جلانا منع ہی

ساقی میخانۂ توحید کہتا ہے سدا — ہان تنگ ظرفونکو اس مے کا پلانا منع ہی

شاہد مطلق مجھے پردہ مین کہتا ہی یہی — یار کی خلوت مین غیرونکو بلانا منع ہی

پھاڑکر اوس کے اوڑادی مسیحا دھجیان — اس دل صد چاک پرخون کا سلانا منع ہی

کیا کہین جب سے لیا ہی جوگ اوس کے عشق کا — ہمکو اس دنیا دون سے دل لگانا منع ہی

سامعہ خالص ہو جسکا کان بھر دے اوس کے تو — ہر کسیکو نغمہ باطن کا سنانا منع ہی

قہر ہو مستی مین اگر نعرۂ ھو ھو کرو — اس چمن مین شور کو کو کا مچانا منع ہی

ہی ہمارے بوریے سے تخت سلطانی کو فخر — اس حصیر فخر پر مسند بچھانا منع ہی

حال و قال بکرے سے ہی شیخ لازم احتراز — طالبونکو راہ مین حق کی لگانا منع ہی

جو کہ ہین مجذوب اون سے فیض حق ہوتا ہی گم — سالکو اپنے کو دیوانہ بنانا منع ہی

واعظو پند و نصیحت سے زبان کو روکدو
عاشقوں کو ایسی باتوں سے ڈرانا منع ہے

ہوگئے آدم سے ابتک قتل لاکہوں تشنہ یار
عاشقوں کا اے صنم کب خون بہانا منع ہے

ہے تماشا صفات یار کا آنکہوں کو شوق
بیتابیاں تار نظر پر کب کہنچانا منع ہے

لپٹ جا پہلو میں میرے ای عزیز تنگ سا
آشنا کو گور میں تنہا سلانا منع ہے

عشق کی آتش سے خاکستر ہے خود اپنا جگر
پہر کر عشاق کا پہر دل جلانا منع ہے

جو نماز بیخودی ہے اوسکی ہی ترکیب اور
محویت کی بندگی میں سر جہکانا منع ہے

جو رضا پر مستعد ہیں مانگتے ہیں کب دعا
سامنے تسلیم کو یان ہاتھ اوٹھانا منع ہے

جا بجا ٹکڑے جگر کے پی رہے ہیں خون دل
عاشقوں کو ایسی نعمت کا کہلانا منع ہے

ای پری پیکر نہ ہرگز ڈال چہرے پر نقاب
واصلوں سے اپنی صورت کا چہپانا منع ہے

طالب دنیا مخنث اور مونث دوسرا
آنکہ ان دونوں سے مردونکو لڑانا منع ہے

خواہش دنیا و عقبی ہین یہی دونو بلا ہوس
ہاتھ اپنا اونکے ہاتہوں سے ملانا منع ہے

مدرسہ مین عشق کے داخل ہو جو شوق سے
کنت کنزاً کا سبق اوسکو پڑہانا منع ہی

یہہ ملاقات آخری ہی پوچھ لو اسرار غیب
ہم عدم کو جاتے ہین پھر دنیا مین آنا منع ہی

بے نشان کے وصل مین ہو کر فنا جو گئے
اونکی تربت کا نشان مطلق بنانا منع ہی

١٩٧

عاشق خواجہ معین الدین کا ہی جو کسب وصل
دفعتاً ہر ایک کو اوس کا دکھانا منع ہی

١٣

آدم و عیسی و موسی سے نہ نہان داؤد ہی
صورت لفظ محمد مین جہان موجود ہی

جان لو خود آمدہ سے اوس خدا ہی مراد
جو ہو الاول ہی مطلق صاحب مقصود ہی

لامکان خود غیب ہے وہان عرش و کرسی ہی کہان
یہان جو ظاہر شش جہت ہی نیست از بابود ہی

انتہا پڑھکر جو ایمان کو نہین کرتا ہی صاف
وہ نہین ہی ہندار مطلق کا فر مردود ہی

جو نہین کرتا ہی کسب انتمو تو زیست مین
زندگی بے اصل ہی اوسکی کہاں اوسکو سود ہی

من عرف حاصل ہی جسکو ہی وہی خود کامیاب
جو نہ سمجھا آپ کو پھر اوسکو کب بہبود ہی

خاہش وصل صنم کی کیا ہون سالہا بیت گئے
یار کی یاد رہی مین دم مرا مسدود ہی

جا کسی سے پھر یا ہن اور بات یہ آہستہ پوچھ
سامعہ پر آب تری کسکی صدا ممدود ہی

وقت سجدے کے فنا ہو کر ذرا خود دیکھ لے
کعبہ دل مین تو ہی خود جلوہ گر مسجود ہی

پڑھ لیا قرآن مگر اے شیخ تو سمجھا نہین
خود ہوا ظاہر کہ مطلب ہے خدا مشہود ہی

ہستی موہوم کو دیدار ہو گا کسطرح
دیکھ عین وصال مین خود آنکھ بھی مفقود ہی

جو کہ الانسان سری کی حقیقت پا گیا
مرتبہ اوس کی انانیت کا بس افزود ہی

۱۹۸	ملک گجرات و دکن مین خواجہ چشتی کے لوگ کہتے ہین عاشق کا مرشد ہان میان محمود ہی	۲۳

آواز مطربون کے جو حلق و ہان بہشت ہی
وہ صوت خود ہمارے ہر اک تار جان مین ہے

ہی عرش کے پرے مری کرسی قصر شان
جو لا مکان مین ہی میسر مکان مین ہے

ہم بھی ہاین خدا بھی سے اک وجود مین
ای مشرکو نہ اپنے نشان و گمان مین ہے

ذات و صفات حقیقتسے جدا کب ہی کائنات
اللہ کے سوا نہ کوئی اس جہان مین ہے

جسم اپنا یا ممیت نے دم مین مٹا دیا
گھر ہی مرا سفر مین نہ مسکن جہان مین ہے

سمجھو نہ دو عروج و تنزل کو عشق کے
جو دم کہ سیر مین ہی وہی دم جو انجمن مین ہے

اک آدم صفی کی ہی ہر دم اولٹ پلٹ
آگے جو تھا سو آج وہی اس زمان مین ہے

سبزہ جو جل گیا ہی وہی شکل خس ہے خود
صحرا مین جو اوگا ہی وہی گلستان مین ہے

پیر فلک کے طبقے کہان ہم ہین جدا
جو کچھ ہی اپنے سر مین وہی آسمان مین ہے

باطن مین کس کے ہے جہان ہو الظاہر کی رمز
جیتے کہ تو عیان ہی وہی خود نہان مین ہی

کب چرم و گوشت اوسکی حقیقت کو پا سکے
بنیاد مغز سر خفی استخوان مین ہی

ظاہر ہو کسطرح سے خریدار پر یہ بھید
جو جنس غیب ہے وہ ہماری دکان مین ہی

کن ہے ابتدا ہی مرے قیل و قال کی
انتہا سبکی حال مرے ہی بیان مین ہی

ہی کنت کنزا اول تفصیل کائنات
شرح دقیق اوسکی مری داستان مین ہی

دم میں ہمیں چڑھا دو رہی الوہی انا کہ ہے
یہ عزم اپنی فکر ہی کے نردبان میں ہے

جاری جو ہو گیا ہی مرا چشمۂ حیات
رفتار دل کی اس لئے خون روان میں ہے

غنچہ سے اپنے دل کے تعشق جو ہی ہرا
خود بلبل نفس میں ہی شور و فغان میں ہے

اپنا سخن ہی وحی جو احمد سنے ہیں ہم
جبریل کا مقام ہماری زبان میں ہے

بے اسم و بے صفات ہی ہمدمی مجھے
وہ یار کب مرا ہی جو نام و نشان میں ہے

بے صوت نطق یار جو سنتا ہی ہر نفس
اوسکا شمار انجمن رمزدان میں ہے

کب بات حب شہود سے حل ہوں مرے نکات
رمز وجود اپنی ہر اک چیستان میں ہے

ہی خود خدا کی ذات میں گنتی ہماری اب
سید میں شیخ میں نہ مغل میں نہ خان میں ہے

۳۱	عاشق معین دین کا جو کہتا ہی سرِ حق مخفی یہ راز خاص دل چشتیان میں ہی	۱۹۹

مرات وصل میں جو گم ہی مطلق جان باقی ہے
رہے یہ جان بھی باقی کیا امان باقی ہے

منہ ہی میں جو دم رکی آنکھیں تو کان اور لب میں دونو بند
کہو میں کسطرح اپنی ابھی پہچان باقی ہی

جو سب تجھی لاکے مطلب کو نظر آئے آلہ خود
جہان میں غیر الا اللہ کب انسان باقی ہی

مٹا کر ہستی موہوم اپنی کی نظر میں نے
سدا ہوسے مطلق ہی کی مجھ میں شان باقی ہی

ہیں مضطر اسقدر اب ہم جو اوسکی سیر باقی میں
ہمارے خانہ دل میں وہ اک مہمان باقی ہی

اک آیت نحن اقرب کی ہمیں سمجھا تو ابتک ہے
بتا دو تکو تجھے ای شیخ ابھی قرآن باقی ہی

نہیں ہے حق حق و بق بق خالی خود زبان میری
بخار عشق سے مجھ میں کچھ اک ہذیان باقی ہی

در و دیوار مسجد کو جو زاہد سجدہ کرتے ہیں
کہو ای بت پرستو اونمیں کب ایمان باقی ہی

جو نکلے روزن دل سے ہمارے تیر کثرت کے
کب اپنے سینہ وحدت میں اب پیکان باقی ہی

بنا ہی محتسب ساقی شراب وحدت اوس سے لو
جہانمیں می فروشی کی ابھی دوکان باقی ہی

نہو خاموش ای مطرب ترا مطلوب ہے گانا
سرود وصل کی ہاں اور ابھی اک تان باقی ہی

اسیر عشق ہیں خود ہم عدم سے یہاں جو کھنچے ہیں
جہانمیں اپنی قسمت کا ابھی زندان باقی ہی

مریض عشق کو تیرے فنا کی چاہیے دارو
مسیحا پاس تیرے اب وہ کب درمان باقی ہے

انا الحق کہتے ہیں اب ہم جو کفرستان میں اگر
ہمارے دار پر چڑھنے کا بھی سامان باقی ہے

ہی طغیانی خون دل رگ و ریشہ سے ہر لحظہ
ہماری چشم گریان کا ابھی طوفان باقی ہی

سرا ملک ہستی مین عدم سے آکے اترے ہین
ہماری منزل آخر مین گورستان باقی ہی

سدا ہی خانہ ویران ہمارا مسکن و ماوی
نہ خلد آباد مین اپنے لئے ایوان باقی ہی

مشیخت مین نہ ہرگز ہی درویشی بہت مشکل
تو علم من عرف پڑھ جب تک ای نادان باقی ہی

محیط آب ہے جو عالم پر وہی ہی نقطۂ وحدت کا
ہی سر وہ میم کی گھونگٹ مین جو پیدا باقی ہی

کرین ہم پیروی کس کی اطاعت چھوڑ کر اسکی
ولی ہند اپنا اک بڑا سلطان باقی ہی

۲۹۰ یہ کہدو عاشق چشتی سے ارکان لب دو دم تا 19
سشہ اجمیر جب تک ہی ترا دیوان باقی ہی

کنت کنزا کی تو پڑھ پہلی حکایت کیا کیا
پہچان لے جان لے ہان عشق و محبت کیا ہی

ہستی حق کو سمجھ مذہب و ملت کیا ہے
غور کر پھر خدا اپنی حقیقت کیا ہے

مطلب ذات و صفات آئے سمجھ مین کیونکر
جب تلک سمجھ نہ لین وحدت و کثرت کیا ہے

دیکھ اوٹھا کر تو نقاب احد بے میم کا رخ
تجکو آئیگی نظر شان رسالت کیا ہی

محویت رہتی ہی ہر لحظہ و ہر آن مجھے
بیخودی کی یہ نہین کہہ سکتا ہون حالت کیا ہی

حلیۂ عاشق و معشوق عیان ہو تجھ پر
دیکھ لے حیثیت زحمت و رحمت کیا ہی

وصل مین یار کے گم ہی جو مرا جسم کثیف
ساتھ معشوق کے پھر مجکو صلوات کیا ہی

سامعہ کیجے گم بانگ جرس سن سنکر
نسبت صوم مین ہان کا رعبات کیا ہی

عارض حرہ نظر آتا ہی ہمارا سر خود
جائین کعبے کو جو یہان ہمین حاجت کیا ہی

شغل احد ہی سدا بر سر خلوت حاصل
ہمکو اب گوشہ نشینی کی ضرورت کیا ہی

یار کی صورت اخلاص کا ناظر بن جا
زاہدا تجکو عبث شوق قراءت کیا ہی

آگے بتخانۂ دنیا مین بنا ہی جو صنم
پہلے یہہ دیکھ تو لے خود تری صورت کیا ہی

سجدہ کرتا ہے کیسے جہہ سے یہہ کہا ای زاہد
اپنے پوجا کے سوا اور عبادت کیا ہے

سر بیچون نظر آتا ہے کہان آنکھون کو
بوالہوس تجکو عبث دید کی حسرت کیا ہے

مین جو تشبیہہ مین کہتا ہون خدا اپنے کو
رمز مین میری ذرا سمجھو نزاکت کیا ہے

شکل اللہ مین موجود ہی آپہی آدم
حق کی انسان مین دکھلائے شرکت کیا ہے

ہی مری بارہ دریمین طلسم مطلق
خود مین اس رمز مین گم ہون تجھے حیرت کیا ہے

روبرو یار کے گردن جو جہکی رہتی ہے
اسطرح سر پہ مرے بار امانت کیا ہے

٢٠١	عاشق خواجہ اجمیر سے دنیا چھوڑ دو ہمدمو آپ کو اس راہ مین غفلت کیا ہے	١٣

کون تھا کیا تھا کرو غور خدا کے آگے
کیچ بہی تہا کہان ارض و سما کے آگے

کسطرح کا تہا عدم اور تھا کیا سر وجود
تہی بقا کس منظر اس دار فنا کے آگے

بیخودی کسکو تہی ہشیار ہوا کون بھلا
ذات بیچون تہی کہان جون و چرا کے آگے

خط وحدت جو نمودار ہوا نقطہ سے
صفتین گم تہین کہان حسن و ہوا کیے آگے

بانگ زنبور و جرس دولکو سنا کر پوچھو
یا سمیع تھا کہان ہو کی صدا کیے آگے

کرسی و لوح و قلم غیب کہان تھے سارے
رب عالم تہا کدہر عرش علی کیے آگے

جیسکے بیٹے تھے کدہر طالب و مطلوب کہو
اونکے حالات تھے کیا عشق وویلا کیے آگے

شکل انسان ہوئی اوسکے تعین کے لیئے
چار عنصر مین ہوا کون ہوا کیے آگے

سوچہو کر دیکھئے خود شان محمد کی ذرا
ذات احمد کی تھی کیا نشو ونما کیے آگے

خلد کہتے ہین کیسے سمجہو حقیقت اوسکی
تھے کہان آدم و حوا ابھی خط کے آگے

نور سے احمد بے میم کے ہی سب کا ظہور
کون پیدا ہوا اوس شمس ضحی کیے آگے

غیب مکنون کی حقیقت مین سناؤن کیونکر
ناطقہ بند ہی یہان سر انا کیے آگے

٢٠٢	عاشق خواجہ چشتی جو بنا ہون دل سے فخر حاصل ہی مجھے شاہ و گدا کے آگے	٢١

حرم ہے دیر مین اگر جو اوس بت کو خدا سمجھے
پرت کعبہ کہدے سے شیخ ہم یہ کیا برا سمجھے

مسلمانی سے نکلے ہم اوسی کافر کی الفت مین
پرستش کو صنم کی بندگی کو کبریا سمجھے

بنے بیٹھے ہین ملحد و زندیق اپنے حق مین ہم ابھی
بھلا تمنے برا سمجھے جو کچھ سمجھے بجا سمجھے

قسم ہے تمکو مولی کی نہ پوچھو ہمسے یہ ہرگز
ہوا ہو عرفان حاصل حقیقت اپنی کیا سمجھے

بیان ہمسے کرین کیا ہم ہم رب ہین نہ ہم بندے
ہین صرف اک ہستی ہو ہو ہم کی تنزیہ و دنیا سمجھے

جو نکلے ڈھونڈنے حقکو ملے اپنے سے آ ہمہی
یہ بات اپنی ہی وحدت کی بھلا کب دوسرا سمجھے

ہی ذات اپنی ہی بس جلوہ نما مشرق سے تک مغرب
کسیکو شک ہو گر اسمین تو پڑھکر اینما سمجھے

بنا کر خود کو آئینہ جو دیکھا اپنا منہ ہمنے
تو تحقیق و عکس کو ہرگز نہ اپنے سے جدا سمجھے

یہی معنی ہی کلمہ کی سمجھ ہی شرک بیدین
خدا خود کو جو جانے وہ خودی کو اپنی لا سمجھے

کبھی تو ہو ہین ہم آدم کبھی بنتے فرشتے ہین
ترقی او تنزل اپنا ہم اک شعبدہ سمجھے

خدائی سے نکلکر اب ہویت مین جو ہم پہنچے
تو مطلق ذات کو ہم اپنی بیچون و چرا سمجھے

حباب و موج کو دیکھو ذرا خود عین دریا ہیں
تماشا قلزم وحدت کا کب غیر آشنا سمجھے

یکایک قید تشبیہ سے تنزیہ میں آئے
فنا ہو کر نظر کی جب تو اپنے کو بقا سمجھے

جو دیکھا صورت اللہ میں ساری خدائی کو
اسی نقش زمین کو ہم سر عرش علیٰ سمجھے

تھے کیسے بطن مادر میں لحاظ و غور جود کر کے
نشست گنج مخفی کا جو کچھ تھا مدعا سمجھے

نکلکر نسل آدم سے جو پہچانا قرابت کو
سنا کر خاندان سارا ہم اپنا سلسلہ سمجھے

اب جدا اپنے آپ ہی ہیں سراسر ہے پیدا اپنا
دوئی سے آگے وحدت میں غلط سب واسطہ سمجھے

مقام وصل میں ہمکو جو بس کی جب صدا آئی
تصور کر کے خلوت میں اشارہ یار کا سمجھے

تھا کچھ خواب کا عالم یہ آنکھیں بند تھیں اپنی
کہ ہم ظلمت ہی کے پردہ میں ستر دلربا سمجھے

مرض سے عشق کے دلکو جو ہر دم اضطرابی تھی
قضا کا نسخہ ہاتھ آیا تو صحت کی دوا سمجھے

٢٠٣	حبیب اللہ کی صورت جو دیکھے خود کو گم کر کے معین الدین کو ای عاشق نہ کیونکر مصطفیٰ سمجھے	٢٥

تھی شکل رب عیان خیر البشر سے ۔ عرب کعبہ مین آیا تھا کدہر سے

بنا ہی صفر سے جو خط وحدت ۔ وہی اک جلوہ گر ہی پھر دگر سے

ہوئی ہی اسطرح وحدت سے کثرت ۔ اوسے دو آنکھ سے دیکھا اک نظر سے

سمایا ہی جو قطرہ مین سمندر ۔ عیان دریا ہی خود آب گہر سے

شجر جس تخم سے پہولا پھلا تھا ۔ وہی ہی نخل خود پیدا ثمر سے

جو بیٹا ہی وہی ہے باپ اپنا ۔ جدا کب ہی پسر اپنے پدر سے

اولٹ کا شعبدہ ہی جو پلیٹ مین ۔ کہلا سب بہید اوسکا عشوہ گر سے

ہوا ہی مہر سے ماہتاب روشن ۔ یہ ہم پر ہو گیا روشن قمر سے

احد احمد کی صورتمین چھپا تھا ۔ جدا کب تھا خدا پیغامبر سے

جو عقدہ تھا صنم کے خط مین اوسکا ۔ کہلا مطلب لفافے کی کمر سے

سد اسکن ہمارا لا مکان ہے ۔ نہین ہمکو غرض دیوار و در سے

جو ہم ہمسایۂ اللہ مین ہین
ہے ملحق عرش و کرسی اپنے گھر سے

تلاش اور جستجو جسکی تھی ہمکو
ہوا خود جلوہ گر وہ اپنے بر سے

جو سمجھے ہو جدا حق سے ہی بندہ
سنا ہی یہ سخن کس بیخبر سے

خود اپنا طالب دیدار ہو ہین
ہی روشن دل مرا طور جگر سے

کھلا تشدید سے خود عقدۂ جزم
ہی مطلق مد سدا زیر و زبر سے

ہین ذات بحت مین خود محو ہمکو
نہین ہی کام فردوس و سقر سے

نزول خود آپ ہون ہادی بھی خود ہون
مجھے کب ہی جدائی خیر و شر سے

نظر کر کے مرے اسما کی عظمت
اٹھا دو غیرت خوف و خطر سے

مسلمان سنگ اسود کے ہین طالب
برہمن کو محبت ہی حجر سے

پڑے الفت پر اندو نو کی پتھر
نہین ہی عشق اونکو اپنے بر سے

جو ہر دم تار دم کو چھیڑتے ہین
صدا سنتے ہین ہم طنبور سر سے

وہ ڈورا شہر میں لڑکا نعل میں
ہر اک اس رمز کو سمجھا ہے کیونکر

یہہ مصرع ہے کلام ... تیرے
یہ حل ہوگا معما تیرے ور سے

۲۰۴

معین الدین کا جو عاشق ہے تارک
محبت کب اٹھے ہے سیم و زر سے

۱۱

بر رب کعبہ کہنے ہم سے کہا اسکا مین شعائر خدا
ہر یکی جو بیت میں ... دیکھو قسم خدا کی عیان خدا ہے

احد جو آیا ہے بنکے احمد ہے مطلق اوسکا ہی نام اللہ
کہے ہے ... کون بندہ ... جلوہ نما خدا ہے

وجود ہے جسکا ہزار عالم ہے عین ذات و صفات حقی
کہو میں کسکو اک ہے سب ... سارا جہان خدا ہے

مقام وصل اوسکا پایا کے ہمنے تلاش جو عقل کی جاری کی
سر غیبی وہی ندا ... گم ہوا کمان خدا ہے

فنا ہوئیت میں ہو کے دیکھا تو وہ ہی ہے جو ہی ہے بیگانہ خود
جو لاتعین میں جا بجا ہے کہ اوسکا نام و نشان خدا ہے

کہو میں اب کو رب مطلق ہے اوسکو زبان سے یا حق
... قلب و لب میں ہمدا ہو ہو نہ وہ نا خدا نہ یہاں خدا ہے

لسان رب کے جو ہم ہیں قایل حقیقی ایمان ہے اور سب اپنا
کلام حق ہے ترے ... کہتا ترا اپنے زبان خدا ہے

بجا ہی گر قول فعل زاہد تو کیجئے اوسکی ہمکو تفہیم — ہو کعبہ کیطرح خانۂ حق صحیح اگر لا مکان جدا ہے

ہی اپنا رخسار پر ملا وجود ذات و صفات مطلق — ہی شکل اللہ آپ ہی ہم ہمارے کب درمیان خدا ہے

فنا ہو جو بقا مین مطلق رہی ہی اک صرف ذات اونکی — سمجھ لے الحق یہ بندۂ حق کہ اونکا کب ہمقران جدا ہے

۲۰۵

جناب خواجہ معین دین کا سدا کہاتا ہی جو کہ بندہ
یقین جانو سخن مرا خود وہ **عاشق** چشتیان خدا ہے

۲۷

ہو کے کثرت سے جدا وحدۃ کا جلوہ دیکھیے — بندہ بنتا ہی خدا اوس کا تماشا دیکھیے

صورت احمد مین پیدا ہو گیا ہے خود احد — میم کی گہونگٹ اوٹھا کر حق کا چہرہ دیکھیے

عقدہ اسرار حقیقت کا ہوا وحدت سے وا — جلوہ گر نقطے سے ہی قامت الف کا دیکھیے

ایک ہی گرداب کف اور قطرہ و موج و حباب — لوٹ پوٹ اب آب خود ہے آپ دریا دیکھیے

تخم و بیج و نخل و شاخ و برگ و خار و گل ہی ایک — کب جدا ہے رنگ و بو سے اپنے غنچہ دیکھیے

غیر بین مطلق نہین ہین اپنی دو نو پتلیان — ہو گئین آنکھین ہماری عین بینا دیکھیے

نعت تھی جو وحی کی جبریل بنکر خود وہی
ہو گئی ہی بیزبان کسطرح گویا دیکھئے

آپ اضافت کو صفت کی ذات کیجئے نہ نعت
اسم کی صورت مین پیدا ہی مسمی دیکھئے

ہی محمد اور احمد اپنے حلیہ سے عیان
غور کرکے آپ ہی اپنا سراپا دیکھئے

ہی مرقع مین ہمارے برزخ کبری کا نقش
سر لیس اللہ کا ہی خسارا اپنا دیکھئے

گر حقیقت کو عدم کی سوچیئے منظور ہی
زندگی مین اپنی آپ ہی بس مردہ دیکھئے

ہم دکھا دینگے فنا کو آپکے کرکے بقا
ہان مسیحائی ہماری ہو کے زندہ دیکھئے

طالب و مطلوب کی نسبت سے ہی عالم کا ظہور
کنت کنزا ہی یہان مطلب ہمارا دیکھئے

ساتھ آدم کے جو حوّا ہو گئی ہی جلوہ گر
عشق کا ہی خلق مین سامان مہیا دیکھئے

عاشق و معشوق ہم پہر ہو نہین سکتے جدا
صاف ہم آغوش مجنون کے ہی لیلی دیکھئے

تیجیر قدرت اور نحن اقرب سے مشبہ ذات ہی
کب صفت تنزیہہ سے یہان مبرا دیکھئے

کیون نہو عین وجود مطلق الحق سب جہات
اینما کی رمز سے پیدا ہی دنیا دیکھئے

ہمرکاب اپنا اوسے رکھتا ہی ہر دم آفتاب	کب جدا خورشید سے ہوتا ہی ذرہ دیکھئے
کلمۂ طیب ہے اللہ و محمد سے عیان	قول ہین ایمان کے کب سب سے تنہا دیکھئے
سنگ اسود کا جو بوسہ لیتے ہین حاجی سب	صاف بتخانہ بنا ہی حق کا کعبہ دیکھئے
یہ سخن سازی ہماری ہر دو فن کی ہی غلط	حال اولٹا اپنا سب ہوتا ہی سیدہا دیکھئے
لاتعین ذات اپنی ہی جو اوس کے وصف مین	ہی خود الآن کما کان ہویدا دیکھئے
مین تیرے زہد سے نہ جدا ہون صرف عالم مین تمام	ہستی موہوم کا اپنی ہے دہوکا دیکھئے
پردۂ حیرت مین ہی میرا وجود غیب	آپ کس عنوان مری ذات منزہ دیکھئے
رستہ بہچولی سے ہمکو یون ندا آتی ہی صاف	صوفیوں کو ہوتا کی سنکر شکوہ دریا دیکھئے
کہتے ہین ظاہر مین گرچہ پردہ چھپا اوسکا ہے بھید	سو جھکے دل سے ہمارا راز اخفا دیکھئے

۲۰۶	نسبت خواجہ معین الدین جو ہی محمود مین عاشق اپنے پیر کا رتبہ ہی اعلی دیکھئے	۲۱

یہ جو ان بیچگون خود وحدت کے درمیان ہے
اللہ نبیک بندہ کثرت کے درمیان ہے

میم محبت آپ خود ما بین ہی احد کے
ہر بو جہاں بسی کی شرکت کے درمیان ہے

نکلا ہی تخم سے جو نخل اور برگ و غنچہ
وہ نیکلے آپ ہی گل نکہت کے درمیان ہے

خلوت میں ذات جو تھی وہ بیحجاب ہو کر
اپنی صفات سے ہی جلوت کے درمیان ہے

خود ہی ارعنا اوسکے اسما سے بنگیے ہین
ہان صورت مستی خلقت کے درمیان ہے

مکتب سے عشق کی جو نکلا ہی درس لیکر
پڑھ کر وہ کنت کنزا الفت کے درمیان ہے

بیلے زیر و بم بجا سے آواز سن لے اوسکی
اسرار صوت کیا کیا نوبت کے درمیان ہے

ہر دم جو بج رہا ہی نقارہ اپنے دل کا
شہنائی حلق کی کس گت کے درمیان ہے

اللہ کا الف ہی شکل و ہدیت سے خود
کیا ب بھلا ہماری قربت کے درمیان ہے

شہ رگ کے پاس حق ہی اسکو یقین بجانو
نحن کی رمز مطلق حجت کے درمیان ہے

انکھو نکو بند کر کر اک گھونٹ دم کا پی لے
چشمہ حیات کا بس ظلمت کے درمیان ہے

اکل لابد کو اپنے گم کر ایسے آپ ہی مین	وہ جان جان تری یا ہی مورت کے درمیان ہے
یا رادری ہے اپنا دار النوادر تن	بنیاد مطلق اوس کی حیرت کے درمیان ہے
پہنچا ہی دیر مین خود کعبہ کا بت جو آکر	اپنے خدا کی صورت مورت کے درمیان ہے
امراض عشق مین کب کام آیگی طبابت	تشخیص درد الفت حکمت کے درمیان ہے
خواب عدم مین سارہی ہستی کی نمایش	ہشیار ہی جی اپنی غفلت کے درمیان ہے
گر اشتیاق ہی کچھ مرنے سے آگے مرجا	خود زندگی فنا کی حالت کے درمیان ہے
ہر دم انا ہی لب پر دل کی جو بندگی مین	اپنی نماز وسطی طاعت کے درمیان ہے
اک یاد وصل اپنی پڑھتی ہی لاکھ رکعت	رحمت کی کب بابت زحمت کے درمیان ہے
عالم کو مین دکھا دون دم مین الٹ پلٹ کر	دنیا ہر ہی دست قدرت کے درمیان ہے

٢٠٧	حلقہ مین چشتیون کے عاشق جو ہی وہ صادق خواجہ معین دین کی ملت کے درمیان ہے	١١

کیونکر ہوا اظہار بطان اسکو سوچیے
پہنچے ہین ہم کہان سے کہان اسکو سوچیے

اسماء عبد و رب کو فنا کرکے آپ مین
ہی ہم مین کون جلوہ کنان اسکو سوچیے

تنزیہہ یگانگی ہی جو تشبیہہ خود بخود
یہہ کون ہی نہان سے عیان اسکو سوچیے

ہر اک نفس جو آتی ہی صوت و صدائے غیب
ہی سب مین کس کا شور و فغان اسکو سوچیے

نزدیک اپنے کیجیے تحقیق عرف
ہی کون اپنے جسم مین جان اسکو سوچیے

باہر بلا جا کے خود ای صاحب خلا
ہی لامکان مین کس کا مکان اسکو سوچیے

ہوتا ہی کون نفی مین اثبات ہر نفس
گم کرکے آپ اپنا نشان اسکو سوچیے

نازل دہن مین ہو یہ کہتے ہین جبرئیل
پوشیدہ کیون ہے اپنی زبان اسکو سوچیے

عقدہ مین مہیم کے ہی کہلے وحی کسطرح
بند آپ کرکے اپنا دہان اسکو سوچیے

ہی شخص و عکس مین جو ہر اک دم معائنہ
کیا دل بنا ہی آئینہ سان اسکو سوچیے

خواجہ معین دین کا جو عاشق ہی اہل چشت

جو من عرف نفسہ حاصل نہین کرتے
وہ معرفت اپنی کبھی کامل نہین کرتے

لا رب ولا عبد کی سمجھے ہین جو تفسیر
کیون اپنے مریدونکو وہ فاضل نہین کرتے

فی السر انا اور انا سرہ کہکر
پیر آپکے کیون آپکو واصل نہین کرتے

جو اول و آخر ہے وہی ظاہر باطن
اس کہنے سے ہم آپ کو غافل نہین کرتے

جو لوگ کہ رہتے ہین سدا اپنے پہ شیدا
وہ دوسرے پر دل کبھی مائل نہین کرتے

نظارہ مین اپنے جیسے ہم کرتے ہین بیخود
پھر اوسکی طرف کرکے شاغل نہین کرتے

جو لوگ کہ گم کرتے ہین ورد اپنے اونمین
وہ یاد کبھی قصد اناال نہین کرتے

جو شخص کہ ہوتا ہی فنا ذات خدا مین
اسکو سقر و خلد مین داخل نہین کرتے

واصل جو مسمی کا ہی اس شخص کو پھر ہم
اسم و صفت و فعل مین شامل نہین کرتے

انسان کو تم خاک سے دیتے ہو جو نسبت
ہم سے سخن ایسے کبھی قائل نہین کرتے

اللہ کی ہیں شکل ہیں خود حضرت آدم — کیوں اونکے بیاں آپ فضائل نہیں کرتے

سنتے ہو جو تر کہوں وہ ہیں تین مقامات — کیوں ہمسے وہ تم قطع منازل نہیں کرتے

اک ہیک کے وہ ہوئے پہ جو ہر جائی بیٹھے — کیوں اپنے خیالات کو باطل نہیں کرتے

کہا ہیں ودو کا جو ادا ہو ہیں تیسے — ہو فرض ہیں تم یاد نوافل نہیں کرتے

ہوتی ہے حضوری جو تمہیں حد ہیں اسوقت — خطرات کو ہم قلب پہ نازل نہیں کرتے

افسوس عارف کا بیاں کس سے کریں ہم — رخ اپنے طرف عالم و جاہل نہیں کرتے

تحقیق ہیں عالم ہمہ اوست کا ہی راز — ہم اوسکا بیان بر سر محفل نہیں کرتے

خلوت میں ذرا سب [illegible] ہے مائل — رد ہم تری خواہش کبھی سائل نہیں کرتے

٣٠٩	[illegible] عاشق خواجہ کی سنا کر کیوں [illegible] مشتاق کو گھائل نہیں کرتے	١٧

اللہ ہو سب ہے تری حضرت ہو کچھ [illegible] — ہے جو فنی ہیں تیری تبلا جو کچھ [illegible] سو تو ہی ہے

قابض و حی و محی و ممیت اب ام ہی میں صورتیں
ہیں ترے اسما جو تری صورتیں جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

شخص و عکس اک ہے تری ہستی ہی صفت جلی و خفی ذات ہے
ہے تو جان و قلب و حیات جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

تخم و برگ و نخل و شاخ و غنچہ بیگر گلشن میں
گل ہے تو اور رنگ و نکہت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

موج حباب و قطرہ دریا ذات سے تیری ہے پیدا
آب رحمت قلزم وحدت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

عالم تیرا قصد و قدرت یعنے کلام باطن کا
ہے تو سماعت اور بصارت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ہے تو ہی واللیل اور ہے والفجر آج میان ارض و سما
شمس و قمر کا نور اور طلعت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ساجد تو مسجود بھی تو ہے قبلہ و کعبہ اپنا آپ
دیر و حرم اور طاق عبادت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

کیونکر سمجھے کوئی تجکو تو ہی ہے عالم سجدہ ہزار
تیری ہستی میں ہے خلقت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

شیخ و برہمن گبر و ترسا اور مسلمان قسم ہے پر
ہے ترا ہر اک مظہر فطرت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ظاہر باطن اول آخر اور میان ذات و صفات
جلوت و خلوت وحدت و کثرت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

خیر و شر سب ہے ترے جانب سے تو محاسب اپنا آپ
زحمت و رحمت دوزخ و جنت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

واصل اپنا آپ کہیں ہے اور کہیں ہے تو مہجور
آپ ہی وصلت آپ ہی فرقت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

احمد بنکر تو جو نکلا نام ترا تھا پہلا احد
سب ہے تیرے نام اصل حقیقت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

مرنا کیا ہے جینا کیا ہے سب ہے سب تجھ سے سکون و نمود
جان حیات اور قالب حالت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

ہے تو مذکر اور مونث تو ہی قلت اور تو ہی جمعیت
خوبی مرد و حسن عورت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

۲۱۰

خواجہ معین دین ہیں تیرا ادنے بندا ہوں جو عاشق
پاس میرے اے شاہ ولایت جو کچھ ہے سو تو ہی ہے

۲۱

میری جان احدیت ہے اور سراسر قلب وحدت ہے
بجو لکو جامعیت ہے وہ جسم واحدیت ہے

جو ہو سے بن گیا لا ہو وہ الا اللہ ہو ہی خود
انہیں در جو نہیں شخص ملک و آدمی کی نسبت ہے

جو حی و محی و قابض ہے ممیت اوسکا ہے شغل
انہیں اسما کی ہستی میں مظاہر ہی کی علاقت ہے

سمجھکر آنکھ دیکھو میں کہ ہم آدم انسان
ہماری عین صورت ہی خدا کی اصل صورت ہے

احد جو ہے وہ ہی احمد محمد ہی ہے خود محمود
نظر کر بندہ و رب کی اسرار اک حقیقت ہے

خدا کی بارگہ پر ہی جو منزل اپنی اعلی تر ۔ نہ وہان خلوت نہ جلوت ہے نہ وحدت ہے نہ کثرت ہے

صفات و فعل و اسما سب خود ہمین گم ہو چکے اپنے ۔ الوہیت نہین ہے صرف اپنا غیب ہویت ہے

حقیقت سے سمجھو یکی ہی لَا رَبَّ وَلَا عَبْدَ ۔ کہون کیا رمز مطلق مین کہ اپنا خود حکومت ہے

خودالانسان سری ہی ہے انا کا راز ہی ظاہر ۔ کہ فرقت اسکی نافہمی ہی وانست اسکی وصلت ہے

جو اول تھا وہی آخر جو باطن تھا وہی ظاہر ۔ نہ سمجھا تو اگر اسکو تمہاری صاف غفلت ہے

معمّا کنت سرًّا کا کہلا ہم پر تو کہتے ہین ۔ ہماری خاص ملت مین تعشق اور محبت ہے

ہوے فارغ جو ہم قرب فرایض سے تو روز و شب ۔ ہین اب قرب نوافل مین ہماری یہہ عبادت ہے

بنا دیتے ہین بندہ کو خدا کی شکل و صورت ہم ۔ بہلا اس سے زیادہ کہئے تو کس مین کرامت ہے

شب معراج کی حالت دکہا دیتے ہین ہم تجکو ۔ زمین پر دیکہہ لو تم عرش کیا کچہ دل مین حسرت ہے

ہمارے سر کے طنبورہ سے آتی ہی صدا اسکی ۔ ہی مطرب اپنے پہلو مین ہمیشہ ہمکو حالت ہے

سراپا ہے صفت اپنا مٹا دو ذات مطلق مین ۔ ہنون جب آپ ہی باقی تو پہر دوزخ نہ جنت ہے

معلم کے مطلب نہ سمجھو تو چلو اپنے ساتھ
پڑھو تو توحید کی الف اور یہ رستہ کی

جو ہے گنج شکر جو دل اپنے کا سرپرست
نظام الدین محبوب الٰہی کی تربیت

جہاں میں چشتیوں ہی کی تو ہے گرم بازار
حسرت ہے بیان کچھ سوا اسکے گر ضرورت

نکرنا قبر کی ظلمت کا خوف ای دل اسکو
زمین کے شیخ روشن انکی شمع رسالت

٢١١ معین الدین چشتی تو بنا سلطان جو عاشق کا
فقیران دکن اور ہند پر تیری حکومت ہے ١١

دیر و حرم میں جو ہے پرستش صفا کی
کیا اپنے حق کی شکل ہے لات و منات کی

کعبہ کو جو چلا ہے حجر کے طواف کو
یاد آگئی ہے شیخ کو بات اپنی ذات کی

مسجد میں دل لگے ہمکو جو رہتی ہے محویت
آواز آ رہی ہے دم میں ہے بانگ صلوات کی

الشیخ آپکا تو ہے اللہ بیر زبان
موسیٰ سے کوہ طور پہ پھر کس نے بات کی

معراج کی کھلی ہے حقیقت جو ہم پر اب
رہتی ہے صرف فکر ہمیں دنکو رات کی

اے شیخ چونک خواب سے آگہ ہو سخت راہ
غفلت میں رہ کے بھولے نہ منزل نجات کی

زندہ کی کیفیت سے تو تجھکو نہیں خبر
آئیگی کب خیال میں حالت ممات کی

جیتے جی جسکے مرگیا اگر دیکھیے تو صاف
سمجھیگا خاص مرگ کو موت حیات کی

اے شیخ گر نہ ناز ہو بہشت کا
بنیاد کالعدم ہے ترے کائنات کی

زندان آخرت سے چھڑایا جو پیر نے
چھٹی ہمارے ہاتھ لگی ہے برات کی

۳۱۲	عاشق حسین دین کی صفت کرنے کو قلم درکار روشنائی ہے صد ہا دوات کی	۱۸

آئینہ شیشہ دل پر تو اکثر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
جسم و جان و قلب و جگر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

برق مہ انجم اور شجر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
خوبی رخ اور حسن بصر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

لات و منات اور سنگ حجر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
دیر و حرم اور ہر اک گھر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

جھوٹ کے رستہ عشق نگر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
الفت بھگتی راہ گزر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

بیخ اور تخم و برگ و شجر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
غنچہ و گل اور شاخ و ثمر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

رنگ گلاب اور نیلوفر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
عنبر و مشک و بوئے اگر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

ارض و سما و شمس و قمر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
قطرۂ بحر و لعل و گہر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

مرغ و سمک کے بال اور پر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
آب و ہوا بحر و بر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

خط و خال سیمین بر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
مصحف رخ کے زیر و زبر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

روز و شب اور شام و سحر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
صبح و مسا کے آٹھ پہر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

شاہ عرب کے فتح و ظفر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
تاج اورنگ اور چنور میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

خود و زرہ اور تیغ و سپر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
توپ و سنان تیر و تبر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

بوتۂ دل کے سوز و شرر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
مس کے گداز اور سیم و زر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

گوشۂ کوہ طور کے سر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
کبک دری اور ضیغم نر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

درویشوں کے کسب و ہنر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے
کوچۂ حق کے بازیگر میں تو ہی چھپ کر بیٹھا ہے

دم کی الٹ کے نفع و ضرر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
جانی پلٹ کے خوف و خطر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

ہمی مشیت کے خیر اور شر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
قصر بہشت اور دار سقر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

۲۱۳ عاشق چشتی نے دیکھی ہے درگاہ اجمیری کو
خواجہ کی قبر اور گنبد در میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے ۶۵

سراپا عکس بیچون کا نظر کرلو ہمیں میں ہے
مثال و شخص و آئینہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

تماشا جان عالم کا نظر کرلو ہمیں میں ہے
طلسم انجمن آرا نظر کرلو ہمیں میں ہے

خدا کی ذات کا جلوہ نظر کرلو ہمیں میں ہے
مکان عرش کا پایہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

ظہور برزخ کبریٰ نظر کرلو ہمیں میں ہے
رخ لیلیٰ و عذرا نظر کرلو ہمیں میں ہے

رسول اللہ کا چہرہ نظر کرلو ہمیں میں ہے
خلیل و احمد و موسیٰ نظر کرلو ہمیں میں ہے

زلیخا یوسف و عیسیٰ نظر کرلو ہمیں میں ہے
ذبیح و یونس و یحییٰ نظر کرلو ہمیں میں ہے

وجود آدم و حوا نظر کرلو ہمیں میں ہے
جنین و مضغہ و نطفہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

فرشتوں کا ہجوم اک جا نظر کر لو ہمیں میں ہے
ملک نوری ہر اک اعلیٰ نظر کر لو ہمیں میں ہے

نشان بندہ و مولیٰ نظر کر لو ہمیں میں ہے
سراغ زندہ و مردہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

منقش دفتر اسما نظر کر لو ہمیں میں ہے
صفات و فعل کا حلیہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

تعشق سر بسر اپنا نظر کر لو ہمیں میں ہے
برابر وامق و عذرا نظر کر لو ہمیں میں ہے

شہود ذات کا نقطہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
الف اور یا و تا و یا نظر کر لو ہمیں میں ہے

ہوا اور نار کا شعلہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
گل اور پانی کا مجموعہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

حباب موج اور قطرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
کف و گرداب و دریا نظر کر لو ہمیں میں ہے

دُر اور مرجان کا نتیجہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
زمرد اور فیروزہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

زمیں و کوہ اور صحرا نظر کر لو ہمیں میں ہے
گیاہ و نہر اور چشمہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

روان تم بھدرہ اور کرشنا نظر کر لو ہمیں میں ہے
مرصع جمنا اور گنگا نظر کر لو ہمیں میں ہے

سپہر و کوکب و نیرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
مہ و خورشید اور ذرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

جڑ اور تخم و گل غنچہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ نہال و شاخ اور پتا نظر کرلو ہمیں میں ہے

شمار عالم و دنیا نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ حساب محشر و عقبیٰ نظر کرلو ہمیں میں ہے

دیار یثرب و بطحی نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ مدینہ مکہ و بیدا نظر کرلو ہمیں میں ہے

نجف اور کربلا بصرہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ حجاز و شام اور کوفہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

منات و لات اور عزی نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ صفا و عرصۂ مروہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

عراق اجمیر و بنگالہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ کہ ہفت اقلیم کا کرہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

شب اور دن ساعت و لحظہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ مہ و سال و شب و غرہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

فہیم و زیرک و دانا نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ قلندر رند دیوانہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

عزیز و خویش و بیگانہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ محلہ دار و ہمسایہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

غم و شادی کا سرمایہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ بکا و گریہ و خندہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

دف و سارنگ اور طبلہ نظر کرلو ہمیں میں ہے ۔۔۔ ستار اور ڈھول طنبورہ نظر کرلو ہمیں میں ہے

صنم کا اپنے الغوزہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
نئی پر نغمہ ہونا نظر کر لو ہمیں میں ہے

غزل اور ٹھومری ٹپہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
رباعی قطعہ او مخمسہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

منار و مسجد و زینہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
نماز و زہد اور تقوی نظر کر لو ہمیں میں ہے

وظیفہ ورد اور سجدہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
ریا و مکر اور دہوکا نظر کر لو ہمیں میں ہے

کلیسا دیول اور گرجا نظر کر لو ہمیں میں ہے
ہمیشہ رام کا پوجا نظر کر لو ہمیں میں ہے

کرشن اور لچھمن تلعبا نظر کر لو ہمیں میں ہے
مجوس و گبر اور ترسا نظر کر لو ہمیں میں ہے

خم ساقی و میخانہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
شراب و جام اور شیشہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

فقیر و شاہ و سجادہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
وزیر و قیصر و دارا نظر کر لو ہمیں میں ہے

قران اور صحفی سکہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
ریال اور اشرفی محمدہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

طلا و نقرہ اور پیسا نظر کر لو ہمیں میں ہے
ادھیلی قرص خرمہرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

میاں محمود کا نقشہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
جہاں کا قبلہ و کعبہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

کلام حق کا شیرازہ نظر کر لو ہمین مین ہے
برب الناس کا سورہ نظر کر لو ہمین مین ہے

نبی کا راز سب اخفا نظر کر لو ہمین مین ہے
شب معراج کا پردہ نظر کر لو ہمین مین ہے

صنم کی چشم اور دیدہ نظر کر لو ہمین مین ہے
ہمارا دیکھنے والا نظر کر لو ہمین مین ہے

شرف سید و مرزا نظر کر لو ہمین مین ہے
پٹھان شیخ اور قاضی نظر کر لو ہمین مین ہے

تمام انشا و کل املا نظر کر لو ہمین مین ہے
اضافت لفظ اور معنی نظر کر لو ہمین مین ہے

ہنر اور کسب و فن جملہ نظر کر لو ہمین مین ہے
تمامی خلق کا پتہ نظر کر لو ہمین مین ہے

مکان و دالان و حجرہ نظر کر لو ہمین مین ہے
چھت اور دیوار و در دروازہ نظر کر لو ہمین مین ہے

نجات اور قبر کا ضغطہ نظر کر لو ہمین مین ہے
سقر اور جنت الماوی نظر کر لو ہمین مین ہے

ستانے نفس امارہ نظر کر لو ہمین مین ہے
عطا و جرم کا جھگڑا نظر کر لو ہمین مین ہے

نفس کا تار اور چرخہ نظر کر لو ہمین مین ہے
کہ نداف اور پنبہ نظر کر لو ہمین مین ہے

جولاہا تانا اور بانا نظر کر لو ہمین مین ہے
پہنا ناسوت کا جامہ نظر کر لو ہمین مین ہے

کنواری دلہن اور دولہا نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ عروج و فتح اور سہرہ نظر کرلو ہمین مین ہے
عرب کا خاص سرکرہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ سپاہ و صاحب عہدہ نظر کرلو ہمین مین ہے
صلاح جنگ و ہنگامہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ شکست و فتح کا ڈنکا نظر کرلو ہمین مین ہے
سوار اور ہاتی اور گھوڑا نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ نقیب و فوج و سرکارہ نظر کرلو ہمین مین ہے
سپر تلوار اور بھالا نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ تفنگ توپ اور گولہ نظر کرلو ہمین مین ہے
کٹار اور خنجر اور تیغہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ کمان و تیر اور چلہ نظر کرلو ہمین مین ہے
نجومی جنتری ملا نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ کہ کشل رمل اور قرعہ نظر کرلو ہمین مین ہے
پری جنات کا سایہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ پلیتہ آتش اور گنڈہ نظر کرلو ہمین مین ہے
ہنر تسخیر کا تازہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ توکل اب کمر بستہ نظر کرلو ہمین مین ہے
عمل ہمت کا ہموارہ نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ مجرب جادو اور ٹونہ نظر کرلو ہمین مین ہے
تپش اور حمل اور دہر کا نظر کرلو ہمین مین ہے ۔ بخار و عشق کا لرزہ نظر کرلو ہمین مین ہے

حکیم حاذق و نسخہ نظر کر لو ہمین مین ہے	شفا و درد کا چارہ نظر کر لو ہمین مین ہے
سیاہ و سرخ اور پیلا نظر کر لو ہمین مین ہے	کہ رنگ سبز اور نیلا نظر کر لو ہمین مین ہے

۲۱۴	معین الدین چشتی ہے جدا ہم سے کہان عاشق دکن اور ہند کا خواجہ نظر کر لو ہمین مین ہے	۱۵

ای دل تو باضطراب تا کی	در الفت جان خراب تا کی
از سوز جگر عذاب تا کی	در آتش دل کباب تا کی
طفلی رفت و جوانی آمد	ای شیخ مرا شباب تا کی
عمرے تو تمام شد بہ غفلت	بیدار بشو کہ خواب تا کی
خواہیم جمال روئے روشن	ای مہ بر خت نقاب تا کی
من محرم و راز دار ہستم	از پردہ بر آ حجاب تا کی
شرمندہ شوی اگر بہ جرمم	رحمت بنما عتاب تا کی

من مست ز بادۂ وصالم	ساقی کیف شراب تا کی
مانند ہر وقت نغمۂ یار	آہنگ نی و رباب تا کی
جانم کہ ز دل سوال دارد	آخر بزبان جواب تا کی
در نقطہ تمام علم یار است	آغوش تو و کتاب تا کی
موج و یم و قطرہ ما نماند	در ہستی خود حباب تا کی
از ہجدہ ہزار یک برآید	تو در طلب حساب تا کی
سرسبزی این جہان شود خشک	عشق ارض و سحاب تا کی

٣١٥	در ذات معین دین فنا شو عاشق لقب و خطاب تا کی	١٧

مشرب میں کب ملیگا نشان محمدی	آگے ہی لامکان سے کے مکان محمدی
اللہ کی قسم نہیں سمجھا کوئی ادسے	بیچون کا رتبہ رکھتی ہے شان محمدی

سمجھو کلام رب کو عرب کا کلام خاص | اللہ کی ہے وحی زبان محمدی
انجان اپنی جان سے ہو کر یہ بیان لئے | ہی جانِ جان کی یہی جان محمدی
اوس مظہر اتم کی حقیقت نہ پوچھئے | کس منہہ سے ہان رقم ہو بیان محمدی
مخلوق الٰہی ہی وہ خدائی کے درمیان | گھونگٹ مین میم کی ہے جہان محمدی
ذات و صفات کے جو کو اک مین وصل ہی | وحدت کے برج مین ہے قران محمدی
آدم سے اب تلک اوسی آدم کا دم ہی عیان | بڑھتا چلا ہے نفس زمان محمدی
دیکھ اپنے جسم کو جو انا عبد کہتے تھے | باریک تھا قیاس و گمان محمدی
احمد کے روئے پاک سے ظاہر ہی خود احد | پنہان نہین ہی راز عیان محمدی
آواز کس کی تھی شب معراج مین بھلا | کیونکر عیان ہو سر نہان محمدی
ہفت آسمان ہی کیا کہ دری اور ہی تلک | پہنچا ہی دیکھ زور و توان محمدی
کب احمد و احد مین سلام و پیام تھا | یہ جانتے ہین مرتبہ دان محمدی

جبریل جسکو کہتے ہین وہ بتا منہہ مین ہی		پردہ سکے درمیان ہی جہان محمدی
ہی نور سے جو سیر فلک ماہ و مہر کے		پہرتا ہی سر پہ لیکے وہ نان محمدی
بیتا وہ تجلی کا بن کے تو ہولا کو اپنے پیا		ہی خاص اک وہ فیض رسان محمدی

۲۱۶	خواجہ معین دین سے ملی جنہین معرفت عاشق سنے ہی انکا ی وہ کان محمدی	۴۳

رب ہی میرا احمد عربی	کب ہی بندہ محمد عربی
سر حیوٰۃ کا خاص مظہر ہی	اپنا مولی محمد عربی
روشنی ظہور وحدت کا	نور پہلا محمد عربی
گنج مخفی ہی یا سے خدا انکا	آپ نکلا محمد عربی
احدیت مین ہوکا [illegible]	اوس کا پردہ محمد عربی
شکل جسکی [illegible]	اوس کا چہرہ محمد عربی

جسکو سنتے تھے احمد بے میم	نظر آیا محمد عربی
ظاہر و باطن اوّل آخر	الحق اپنا محمد عربی
کلمہ لا الہ کا نکلا	صاف معنی محمد عربی
وحدہٗ لا شریک ہی آپہی	تن تنہا محمد عربی
اسم جس کا احد ہی خود اوس کا	ہی مسمّی محمد عربی
نخل وحدت جو ہی پہلا پہولا	اوس کا ثمرہ محمد عربی
جس کا یٰسین نام نامی ہی	ہی وہ طٰہٰ محمد عربی
کہو لکر دیکہہ لو کلام اللہ	خود ہی گویا محمد عربی
بہ نیا جبریل کو تہا جس جا وہاں	آپ ہی تہا محمد عربی
شب معراج صوت جان سنکر	خود کو سمجہا محمد عربی
لامکاں کے پرے تہا کس کا گذر	آپ پہنچا محمد عربی

اپنی قدرت کو دیکھنے آپ ہی
ہے ہویدا محمد عربی

ہے علی کی یہی عین مدد کا
خاص وحدہ محمد عربی

ساری خلقت مین ہے وہ اک مخلوق
سب مین یکتا محمد عربی

برقع میم مین جو ہے عالم
اوس کا جلوہ محمد عربی

اسم سے اپنے جسم انسان کا
بن کر آیا محمد عربی

جو حیات النبی ہے کہلاتا
ہے وہ زندہ محمد عربی

آمنہ مان ہے باپ عبد اللہ
اونکا بیٹا محمد عربی

تھا جو باطن کا ظاہر ہی سامان
اوس کا نقشا محمد عربی

سر وحدت مین الدین سے خود
ہے مسمّا محمد عربی

ہر کسی کی سمجھ مین کب آئے
ہے معما محمد عربی

سر توحید محبت کا نکلا
خود خلاصہ محمد عربی

مقصد عشق حسن مطلق کا — ہے نتیجہ محمد عربی

حرم اونکا بنا گیا اپنے — آپ کعبہ محمد عربی

سجدۂ خاص اوسکو کہتے ہیں کہ جو — اپنا قبلہ محمد عربی

عبث ہے آدم صفی اللہ — صاحب اونکا محمد عربی

ہم سبھی ہیں حباب و قطرہ و موج — عین دریا محمد عربی

ہیں اولوالعزم انبیا جتنے — اونکا آقا محمد عربی

روئے محمود کا بنا ہے آپ — صاف نقشہ محمد عربی

ایک یثرب ہی میں نہیں موجود — ہے ہر اک جا محمد عربی

لیلۃ القدر کے اندہیرے کا — ہے اوجالا محمد عربی

چشم بینا جو ہے تو دیکھ آوے — کب ہے اخفا محمد عربی

خاص ذات و وجود بیچون کا — خود ہے سایہ محمد عربی

هنیت بنتا هی عکس سایه سے
سینه منتره محمد عربی

هی جو پانی پر آسمان و زمین
اوس کا پایه محمد عربی

کوی کیا جبرا هنیت آو ابتک
که هیے خود کیا محمد عربی

۲۱۷ عاشق خواجه معین کا هی
پیروا لا محمد عربی ۱۲۳

خدا ہی ہی یہ سب مولی علی کی
ہی شان عبد و رب مولی علی کی

حقیقت اونکی ہوگی کشف سب پر
کھلے گی رمز حب مولی علی کی

ترا مطلب سب حاصل ہوگا تجکو
تو کر دل سے طلب مولی علی کی

جو گر طالب المولی تو اوسکو
شناسائی ہو کب مولی علی کی

محمد مرتضی سے کب جدا ہی
ہی خود شکل عرب مولی علی کی

نظر کر مظہر سر خفی پر
حقیقت ہی عجب مولی علی کی

ہی پر حق ذات اوسکی پنجتن میں
یہ ہی شان نسب مولی علی کی

ہی علم معرفت کا گر تجھے عشق
تو رکھ فکر ادب مولی علی کی

عبادت ہی ہماری ذکر اوس کا
تمامی ہین یہ لب مولی علی کی

غم مولی ہین اپنے کو فنا کر
یہ ہی راہ طرب مولی علی کی

ولایت کیون نہ حاصل ہو کہ جسکو
رہے دہن روز و شب مولی علی کی

وہ شاہ اولیا ہے کان شجاعت
رقم ہم سے ہو کب مولی علی کی

۲۱۸	معین الدین کا عاشق ہون سمر ساتھ لگی ہے نسبت اب مولی علی کی	۲۵

خداوند مطلق ہمارا علی ہے
خدا کی کا مختار مولی علی ہے

وہ سر عجائب کا ہی خاص مظہر
نبی کی حقیقت کا جلوہ علی ہے

جو ہے پردہ عین میں نقطہ رشت
بعینہ بصیرت کا دیدہ علی ہے

نظیر عدیل اوس کا کوئی نہیں اب — دُرِ گنج وحدت کا پایہ علی ہے

تعین میں آتے ہی اسم اپنا رکھا — ہوا شبہہ شکل مسمی علی ہے

صدا آ رہی تھی جو معراج کی شب — اوس آواز غیبی کا دانا علی ہے

فنا ذات مطلق میں ہو کر تو دیکھو — سدا مملکت حق میں زندہ علی ہے

جہکاتے ہیں سر طاق ابرو میں اوسکے — ہماری عبادت کا قبلہ علی ہے

خدا سے جدا اوسکو سمجھے جو کوئی — وہ کافر ہے خود اوس کا بیٹا علی ہے

ولادت سے اوسکی ہے عظمت حرم کو — خدا کی قسم فخر کعبہ علی ہے

ہے پیش نظر جسکو تصویر حیدر — کہ اسم محمد کا نقشہ علی ہے

جو تنزیہہ آئی ہے تشبیہہ بنکر — اوسی رمز کا تات نمونہ علی ہے

ہوئے سب منکشف رمز مطلق اوسی پر — کہ سر حقیقت کا گویا علی ہے

شرف کچھ نہیں ہی نجف ہی کو اوس سے — میں دیکھوں جہاں ظاہر اوس جا علی ہے

کروڑوں تجلّی کے موجزن غرق آدمین | عجب نور عرفان کا دریا علی ہے

ہوئے عیسیٰ سے کب شوق کے مردے زندہ | تن کشتگان کا مسیحا علی ہے

زبان صاف کر ورد نادعلی سے | عجب ذکر نادر وظیفہ علی ہے

کلمہ اکتیس چھتیس چھتیس گیارہ | ان اعداد اسلام کا جملہ علی ہے

معنی کو میرے سمجھ غور سے تو | محمد کے کلمہ کا معنی علی ہے

ہوا آپ ہی ذات میں اپنی قائم | سدا اپنی قدرت میں یکتا علی ہے

جو اسکو سمجھتا ہے غائب جہاں سے | وہ مردود درگاہ مولیٰ علی ہے

ولایت کرامت شجاعت میں یکتا | دو عالم میں موجود و پیدا علی ہے

ہے شان علی ہی میں مکنت کہ وہ | کہ ہر اک کا مولیٰ و آقا علی ہے

ندا اسکے حجرے سے آتی ہے ہر دم | نہ مولیٰ علی ہے نہ بندہ علی ہے

مرا رہبر ای عاشق خواجہ چشت

شہنشاہ دو عالم پیر رہبر غوث اعظم ہے
نبی کا نور چشم اور جان حیدر غوث اعظم ہے

بزرگی اور پیری ہی اوسکے لایق و شایان
شیوخ عصر مین خود شیخ اکبر غوث اعظم ہے

اوسے کو دولت الفقر و فخری ہو گئی حاصل
فقیری کی ریاست مین تونگر غوث اعظم ہے

سر انور پہ اوسکے تاج ہے سر ہو اللہ کا
مقر عالم سرمد کا سرور غوث اعظم ہے

صفات و ذات مین اپنی ہوا ہے آپ وہ قایم
حقیقت مین یم وحدت کا گوہر غوث اعظم ہے

جلال و شان و عظمت کو کب اوسکی ہر کوئی سمجھے
کہ سر مطلق بیچون کا مظہر غوث اعظم ہے

نہ کیون ہو یوسف ثانی کہ ہے محبوب سبحانی
سپہر حسن کا تابندہ اختر غوث اعظم ہے

عجب کیا فیض سے اوسکے بنے ہون ہر کہین اقطاب
کہ قطب و فرد و صاحبدل مقرر غوث اعظم ہے

بیان ہو اوسکی بہا کس سے نہ ہوئین خرق عادات
نیستان کرامت کا غضنفر غوث اعظم ہے

جسے بغداد کہتے ہین وہ باغ وادی سینا کا
عدالت گاہ درویشی کا دفتر غوث اعظم ہے

۲۲۰	سراسر عشق دونو سے تو کھا ای عاشق صادق معین الدین چشتی کا برادر غوث اعظم ہی	۷

توصیف کیا بیان ہو محبوب پاک کی	اللہ ہی کی شان ہی محبوب پاک کی
بولا جو کچھ یہ پیر ہوا اوسکا سب ظہور	خود وحی سی زبان ہی محبوب پاک کی
مخلوق بنکے جسم خدا مین ہی جلوہ گر	خالق کی خاص جان ہی محبوب پاک کی
خود غوثیت کا اوسکو ہوا مرتبہ نصیب	طاعت مین سب جہان ہی محبوب پاک کی
رکھتے ہین ہم بھی حضرت قادر سے سلسلہ	بیعت بھی درمیان سے محبوب پاک کی
اولاد مرتضی سے مجھے عشق ہی سدا	یہان لب پہ استان ہی محبوب پاک کی

۲۲۱	خواجہ معین دین حسن سمجھتے ہین مجھے عاشق مری دکان ہی محبوب پاک کی	۱۱

مظہر ذات خدا شیخ شہاب الدین ہی	مرشد خلق بجا شیخ شہاب الدین ہی

سہروردی کا ہی خورشید اوسی سے روشن ۔ اقتدا جن و ہما شیخ شہاب الدین ہے

فیضیاب اب ہی جہان فیض سے عم اوس کے ۔ نادری دور ایکا شیخ شہاب الدین ہے

زلف رخ اوس کے جو پڑھتے ہین اقبلو شب و روز ہر ۔ روبرو صبح و مسا شیخ شہاب الدین ہے

تاج مطلق ہی سزاوار سر الوزیر ۔ ساثبت و لوا شیخ شہاب الدین ہے

آئینہ عشق کا بنکر جو لیا عکس صنم ۔ مستور قید و صفا شیخ شہاب الدین ہے

ہو سکا ہی جو وجود اپنا فی الشیخ اب ۔ نہین اب ہم جدا شیخ شہاب الدین ہے

مرجع خلق ہوئی ذات مقدس اوس کی ۔ سرور شاہ و گدا شیخ شہاب الدین ہے

ذات مین حق کی فنا ہوکے اوٹھا عالم سے ۔ بیگمان شکل بقا شیخ شہاب الدین ہے

ذات اوس کی نظر آتی ہی جو مطلق ہمکو ۔ قید ہستی سے رہا شیخ شہاب الدین ہے

۳۲۲	عشق سے ہے خواجہ چشتی سے جو یکگو عاشق مبتلا آپ سے ترا شیخ شہاب الدین ہی	۱۳

مرشد و پیر زمان خواجہ بہاء الدین ہی | رہنماے انس و جان خواجہ بہاء الدین ہے

یار غار احمد بے میم سے ہی اوسکو فیض | خلق میں عظمت نشان خواجہ بہاء الدین ہے

نقشبند اللہ کا ہی سب خدائی مین بپا | مہر سا جلوہ کنان خواجہ بہاء الدین ہے

شان بیچون کا بنا ہی آئینہ اوس کا وجود | صورت رب جہان خواجہ بہاء الدین ہے

اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی | شاہ ملک جاودان خواجہ بہاء الدین ہے

باغ مین اسرار کے رکھتا ہی اپنا آشیان | بلبل خوش نغمہ خوان خواجہ بہاء الدین ہے

ذات سے اپنی ہوا ہی آپ ہی موجود | دیکھ ہر شی سے عیان خواجہ بہاء الدین ہے

کھینچکر تار نظر سے خط وحدت اوس مین دیکھ | نقطہ سر نہان خواجہ بہاء الدین ہے

اوڑ کے مرغ جان قفس سے تن کے مطلق ہو گیا | شاہ باز لامکان خواجہ بہاء الدین ہے

کب رقم ہو رتبہ و جاہ و جلال اوس شاہ کا | ہمنشین خواجگان خواجہ بہاء الدین ہے

حضرت بوبکر کے سارے خلیفون مین بھی | آفتاب خاندان خواجہ بہاء الدین ہے

نور عین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	دو ... تم ... حضرت ... الخ
۲۲۳	حضرت خواجہ معین الدین چشتی ... ولی سے تجھ ... خواجہ ... الخ
	۱۱

محبوب کی پاک ذات ہو اے ہند کے ولی
تم مظہر صفات ہو اے ہند کے ولی

ہے کس کو اب زبان جو توصیف کر سکے
تم نور کائنات ہو اے ہند کے ولی

خواجہ معین دین ہو مشہور خلق میں
خود رہبر نجات ہو اے ہند کے ولی

واللیل کی قسم بھی کہی ہے تری زلف
تم وصل ہی کی رات ہو اے ہند کے ولی

آدم سے آج تک سبھی پیارے ہیں آپ کے
تم بزم التفات ہو اے ہند کے ولی

دیکھی ہے اپنی زیست ہاتھ میں تم قضا کی
تم صاحب حیات ہو اے ہند کے ولی

سب مر کے زندہ ہو گئے ... آ پہنچی
عیسیٰ تم ممات ہو اے ہند کے ولی

ہے جد و ... زندہ ہیں تم
تم جان کلیات ہو اے ہند کے ولی

ہر اک نفس جو ہم سے ہوا ہے ہمکلام تم
ہم منزل عذاب کو پہونچے ہوے ہیں

خود بینی زبان کی بات ہوا شید [illegible]
ایسی رہ نجات ہوای ہند سے لی

۲۲۴

عاشق [illegible] من زیارت [illegible]
عشق کی حملوات ہوای ہند سے لی

۲۷

نام اپنا حسین خواجہ ہے
جھکی رہے پر ہین جو ہم
بندے جھکے ہم ہین کب
اسم جسم بندے کا
نور ذات بیچون کا
دیکھ مٹا کر بندے کو
بندے بندگی کو دیکھ

مرشد میرا خواجہ ہی
ہادی اپنا خواجہ ہے
اپنا مولی خواجہ ہے
آپ مستی خواجہ ہے
پاک سدا اپنا خواجہ ہے
حق کا چہرہ خواجہ ہے
ہم میں پیدا خواجہ ہے

ہین جو غائب اوس کے صفات — ذات مین زندہ خواجہ ہے

آشنے کیونکر ذات نظیر — اس کا پردہ خواجہ ہے

عرفان پڑھکر سمجھا ہون — لفظ و معنی خواجہ ہے

کہتی ہین یہ جین حد کی — قطرہ و دریا خواجہ ہے

دیکھی یہ تجلی وحدت کی — مہر اور ذرہ خواجہ ہے

نغمہ زن ہے بلبل عشق — گل اور غنچہ خواجہ ہے

بادہ عشق اور وحدت کا — جام و شیشہ خواجہ ہے

چشت کی دوکان گرم ہی آب — اوس کا سودا خواجہ ہے

صادق انا الحق اپنے ساتھ — کہنے والا خواجہ ہے

کہیو لا مین گم ہو کر — حرف اللہ خواجہ ہے

اس کا ہی بیان کون غلام — عالم سارا خواجہ ہے

سجدہ اوسکو کرتے ہین — اپنا کعبہ خواجہ ہے

بندہ کا ہی کب یہہ کلام — اس کا گویا خواجہ ہے

کہتے ہین یہ چشتی سب — پیر ہمارا خواجہ ہے

پیر جو سارے ہین مشہور — سب سے اعلی خواجہ ہے

دیکھ لو سارے پیرین مین — عالی رتبہ خواجہ ہے

ہند و دکن پر اوس کا ہی حکم — شاہ زمانہ خواجہ ہے

دیکھ لو آکر خلوت مین — حق کا تماشا خواجہ ہے

ذکر و شغل او ر میرا ورد — خواجہ خواجہ خواجہ ہے

۲۲۵ — عاشق اویس کامین جو ہون — میرا پیارا خواجہ ہے — ۱۱

خدائے ذوالمنن اپنا معین الدین چشتی ہی — وجود اک ذات بیچون کا معین الدین چشتی ہی

خود آیا عالم ہستی میں وہ شکل محمدؐ میں	مزالسین اور طٰہٰ معین الدین چشتی ہی
علی کا فاطمہ کا حضرت شبیر و شبر کا	دل و جان و جگر گوشہ معین الدین چشتی ہی
شہنشاہ جہاں تاج ہو اللہ اسکے ہی سر پر	کہ مطلق ذاتکا جلوہ معین الدین چشتی ہی
نظر آتی ہی ہمکو اسمیں صورت سر مخفی کی	کہ ذات حق کا آئینہ معین الدین چشتی ہی
ازل میں لکھدیا اوسکی جبیں پر قدرت کلک نے	حبیب خالق یکتا معین الدین چشتی ہی
گلستان حقیقت کا ولایت کا کرامت کا	سراسر اک گل تازہ معین الدین چشتی ہی
خودی اپنی فنا کی محو ہو کر ذات مطلق میں	فقیر طالب المولیٰ معین الدین چشتی ہی
فرید و قطب و محبوب الٰہی اور نصیر الدین	مرید اوسکے ہین آفتاب معین الدین چشتی ہی
اوسکی ذات سے پیدا ہوئی ہی شان اور عظمت	جہان میں صاحب رتبہ معین الدین چشتی ہی

۲۲۶	اوسکے ہین ہمیشہ جان و دل سے عاشق صادق ہمارا مرشد والا معین الدین چشتی ہے	۹

شبیہ اللہ کی رخ سے معین الدین چشتی ہی
سر عرش بریں گیسوے معین الدین چشتی ہی

ختم قوسین ابروے معین الدین چشتی ہی
سرِ واللیل گیسوے معین الدین چشتی ہی

سر اسرار اسم احمدی عیان خود اوسکی قامت سے
محمد دست و بازوے معین الدین چشتی ہی

سنا ہی وصل کی شب ذکر یہ نے مہربن ہو سے
الف اللہ کا موے معین الدین چشتی ہی

کہان بندہ کی خصلت ہے نظر آتی ہے مولی ہی
کہ اللہ کی سیر جو ہے معین الدین چشتی ہی

تعشق اوس کا ہم کرکے فنا ہین ذات سبحوی مین
عجب ہے سحر و جادوے معین الدین چشتی ہی

حیات جاودانی کا مسیحا ہے ہو کب چارہ
بقا کو اپنی دار و ہے معین الدین چشتی ہی

دکن کا باغ ہی سرسبز اوسکی ذات اقدس سے
چمن میں ہند کے بوے معین الدین چشتی ہی

۲۲۷

نظر آتا نہین کوئی سوا خواجہ کے عاشق کو
کہ چشم اسکی سدا سوے معین الدین چشتی ہی

۱۱

ہی مطلق ذات پاک رب معین الدین چشتی کی
ادا ہو مدح ہم سے کب معین الدین چشتی کی

ولی ساری خدا کی جھکا کر اپنی گردن کو — اطاعت میں کھڑے ہین سب معین الدین چشتی کی

رسائی کر کے دیکھو تو ذرا دربار عالی تک — ہی کیسی شان مطلق اب معین الدین چشتی کی

اگر اجمیر مین جا کر رہو گے شوق دل سے تم — ملیگی تمکو نعمت سب معین الدین چشتی کی

تمہین گر خوش نصیبی سے ہو اوسکی معرفت حاصل — کرو گے مدح تم غالب معین الدین چشتی کی

بزرگون مین جو فرد منتخب ہمکو میسر ہے — ثنا مین ہین اپنے لب معین الدین چشتی کی

ذرا احوال اوس کا پوچھو تم شہنشاہ ہند سے — بڑی جاگیر ہے شہر سب معین الدین چشتی کی

ہوا طالب کو جو ارشاد کہہ چشتی رسول اللہ — عجب ہی رمز پر مطلب معین الدین چشتی کی

تمام وصل ہی حاصل حضور قلب سے مجکو — جو ہی خود فکر و ذوق شب معین الدین چشتی کی

جہانگی نوکری جو پڑی تھی اس سرکار سے مجکو — ملی ہی خدمت منصب معین الدین چشتی کی

۲۲۸	میان محمود کی تجکو خلافت ہی جو ای عاشق محبت تجکو ہی انسب معین الدین چشتی کی	۱۴

ہے مطلق رمز سبحانی معین الدین اجمیری
ہے الحق سر یزدانی معین الدین اجمیری

صفات و ذات سے چونکہ بنی ہے اوسکی جو صورت
ہے جسم و جان انسانی معین الدین اجمیری

جو اسکی ہستی نوری تجلّی محمد سے ہے
مثال ذات رحمانی معین الدین اجمیری

جمال اوس کا دکھاتا ہے جو شکل حضرت یوسف
ہے بدر چاہ کنعانی معین الدین اجمیری

ہوے زیر و زبر پیدا جو اوس کے صفحۂ رخ سے
ہے مطلع روے قرآنی معین الدین اجمیری

جناب پیر ہرون کا نہ جسکے خاندان کیونکر
ہے شمع بزم عثمانی معین الدین اجمیری

ولی و قیصر ہند و دکن اوس کے ہیں فرمانبت
ہے تاج فرق سلطانی معین الدین اجمیری

نہیں غواص کو قدرت کہ لاتے ڈھونڈکر اوسکو
ہے در بحر عرفانی معین الدین اجمیری

ہویت کا کھلا عقدہ جو ہم پر سر تکبیر
ہے کشف راز پنہانی معین الدین اجمیری

نظر اوسکا وجود الحق الوہیت میں آتا ہے
ظہور نور ایمانی معین الدین اجمیری

حبیب اللہ نام پاک جو مشہور عالم ہے
محب خاص ربانی معین الدین اجمیری

شبستان ہند کا روشن اوسی کے فیض سے ہے آب — ہے نور بسلمانی معین الدین اجمیری

جناب خواجہ عظیم الشان ہے جبکہ سب اکمل اوسکی — شفا بیچہ جیلانی معین الدین اجمیری

۲۲۹ — تصدق دلکو کرتا ہون جو بنکر عاشق صادق — ۱۴

مرا ہی دوست جانی معین الدین اجمیری

اک شہنشاہ ولایت خواجہ اجمیر ہے — مالک کشف و کرامت خواجہ اجمیر ہے

خاص نعمت ہے عطا اوسکو رسول اللہ سے — ہان وہ ہمراز نبوت خواجہ اجمیر ہے

اوسکے پیشانی نورانی پہ تھا یہ — سربسر شان رسالت خواجہ اجمیر ہے

فیض سے اپنے بنایا اوس نے محبوب آلہ — کیا خداوند فضیلت خواجہ اجمیر ہے

کیون نہ امداد و اعانت اوس سے چاہین لیا — خود معین دین و ملت خواجہ اجمیر ہے

اوسکے فیضان قدم سے ذوق ہی سبکو نصیب — شاہ خلعت بخش حالت خواجہ اجمیر ہے

فرش سے عرش برین تک ہی یہی غلغلا — مظہر سر حقیقت خواجہ اجمیر ہے

ہی معین اللہ یہ چشتی ایزد جان بخش خود	معنوی خالق کی صورت خواجہ اجمیری ہے
اسم ہی مرخفی کو پوچھ ابجد خوان سے تو	دیکھ لے خود ہو وحدت خواجہ اجمیری ہے
دیر مین اگر حرم سے دیکھ اے زاہد تو خود	بنگیا خود حق کی مورت خواجہ اجمیری ہے
آگ لگجائیگی سر سے پاؤن تک گر اوس سے خوف	مہر گردون جلالت خواجہ اجمیری ہے
جسکو نخوت ہی انا کی سر جھکاتا ہی وہ کب	ہان غنی خوش بضاعت خواجہ اجمیری ہے
جسکو عشق اوس کا ہوا طی اوس سے منزل ہو گئی	خضر راہ پاک نسبت خواجہ اجمیری ہے

۲۳۰	عاشق صادق ہون اوس کا ہان ہی ہی مجکو فخر بس مرا پیر طریقت خواجہ اجمیری ہی	۱۴

تعین ذات بیچون کا میان محمود چشتی ہی	رسول اللہ کا چہرہ میان محمود چشتی ہی
احد جب بنگیا احمد سما کر ایک نقطہ مین	اوسی کا سر بسر حلیہ میان محمود چشتی ہی
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن	اوسی کا مظہر اسما میان محمود چشتی ہی

تعجب اور تنزل کی اوٹھا کر دیکھ تو تفسیر
کلام حق کا شیرازہ میاں محمود چشتی ہے

جو دیکھے احمد و حامد کے پڑھکر مصحف رخ کو
کہ یٰسین و طٰہٰ میاں محمود چشتی ہے

کہا تا ہی رسول اللہ کا جو جسم و جان و دل
سراسر برزخ کبریٰ میاں محمود چشتی ہے

اوسی کے نور ہستی سے عیاں ہی ظل سبحانی
وجود حق کا آئینہ میاں محمود چشتی ہے

کر دیدار موسیٰ کو سنا و صاف یہ ہی مطلب
کہ نور طور کا شعلہ میاں محمود چشتی ہے

جو شوق رویت حق ہے نظر کر لے محمد کو
خدا سے لم یزل تیرا میاں محمود چشتی ہے

یہ ہم سے تھا نہ تشبیہ کے معنی کہتے ہیں
در تنزیہ کا پایہ میاں محمود چشتی ہے

اوٹھا کر عین گر دیکھو تو بکی شکل میں چھپ کر
یہی در پردہ رب اپنا میاں محمود چشتی ہے

خیال احمد سے میم اٹھا ہوں تم کہتا ہوں
محمد ہی کا خود نقشہ میاں محمود چشتی ہے

نبی آپ ہی ولی آپ ہی ہے آپ ہی بندہ و مولیٰ
کہ سب اکوان کا جلوہ میاں محمود چشتی ہے

سنا کر وحی کہتا ہوں نہیں ہے یہ بات بیہودگی
کلام اللہ کا گویا میاں محمود چشتی ہے

مدور قلب ہے اوس کے جو صورت گنبدی ہیں — فیٔ اسرار کا نغمہ میاں محمود چشتی ہی

ہی نکلا گنج مخفی سے تماشا دیکھنے اپنا — جہاں میں صاف بے پردہ میاں محمود چشتی ہی

اگر ہی آنکھ تو دیکھو ہی ساری کائنات اس میں — نظر سے اپنے کیا اخفا میاں محمود چشتی ہی

بیان کرتا ہی مجھ سے عشق کا نیا طرح سے مکر — خدا کی روح کا جامہ میاں محمود چشتی ہی

الف اللہ کا بیٹا اوگا ہی باغ وحدت میں — درخت سدرہ و طوبیٰ میاں محمود چشتی ہی

پہلا پھوا ہے الا اللہ کا گلزار ہاں اوسکے — یہاں عشق کا ثمرہ میاں محمود چشتی ہی

ہوسے ہیں زندہ اک دم میں ہم اوسکی ٹھوکر سے — ہمارا حضرت عیسیٰ میاں محمود چشتی ہی

ہمارے چشم کی پتلی بنا ہے میم کا نقطہ — خود اپنا ناظر و بینا میاں محمود چشتی ہی

سدا کرتے ہیں ہم سجدہ اوسکے طاق ابرو میں — ہمارا قبلہ و کعبہ میاں محمود چشتی ہی

مقام احمدی کا ہی نشان اپنی پیشانی — ہمارے عشق کا تمغا میاں محمود چشتی ہی

۱۹۹

نہ کیوں محبوب عالم ہم کہیں اوس پیر پیران کو — کہ جب اوس نام سے پیدا میاں محمود چشتی ہی

محاسب فقر وحدت کا کہلا گیا یکتہ — کہ سب عالم کا جانانہ میاں محمود چشتی ہے
سمجھہ لو عاشقو پڑھکر حدیث کنت کنزا کو — کتاب عشق وفا میاں محمود چشتی ہے
گلستان شہادت مین نظر کرلو ذرا اگر — کہ مرغ دل کا کاشانہ میاں محمود چشتی ہے
جو اوس کے سینۂ سوزان مین جلتا ہی الفت سے — چراغ جان کا پروانہ میاں محمود چشتی ہے
میان ہین مورتین اوسکی دونو طاق ابرو سے — صنم کا اپنے بتخانہ میاں محمود چشتی ہے
جبین ملتی ہی دنیا بھی اوسیکے آستانے پے — فقیر طالب المولی میاں محمود چشتی ہے
شراب وصل سے مخمور انکھین سکی رہتی ہین — سدا سرشار و مستانہ میاں محمود چشتی ہے
ہنی خلقت ہی اٹھارہ ہزار اسکی ہی قطرے سے — کہ سب مخلوق کا دریا میاں محمود چشتی ہے
معطر خلق احمد سے ہوی ہی گلزار عالم سب — اوسی گلزار گل تازہ میاں محمود چشتی ہے
ہمین ہی احمد آباد اور گجرات اوسکی خلوت گہ — جہان ہم رہتے ہین اوس جا میاں محمود چشتی ہے
میان شیخ حسام الدین محمد شاہ فرخ کا — خلف نیک و شایستہ میاں محمود چشتی ہے

رشید الدین ہو وو دی میاں اللہ کا یہ ارشد
جہاں میں نامور پوتا میاں محمود چشتی ہی

نصیر الدین ہلی کی ہی اوس کے پاس یہ نعمت
کمال الدین کا سرمایہ میاں محمود چشتی ہی

تمام اجداد تھے اوس کے سلاطین ملک عرفاں کے
امیر اور اپنا شہزادہ میاں محمود چشتی ہی

فنا فی الشیخ کا درجہ جو حاصل ہو چکا مجھکو
سمجھ لو ہو بہو مجھ سا میاں محمود چشتی ہی

١٣٤٣	معین الدین چشتی کے مریدوں میں جو ہی عاشق اوسی کا مرشد والا میاں محمود چشتی ہی	٢٦

محمد بادشاہ دوسرا عالم کا سرور ہے
امیر المومنین اوس کا وزیر خاص حیدر ہے

رئیس اولیا حبیب شیخ ہے خواجہ حسن بصری
کہ عبد الواحد اوس کا یار الفت شیخ اکبر ہے

ہو خواجہ ابو الفضل فضیل بن عیاض
شہ ابراہیم ادہم تارک الدنیا مقرر ہے

خوشی اور غم سے فارغ ہو گیا خواجہ سدید الدین
وہ غوث سالکین خواجہ امین الدین برتر ہے

امام العارفین حق کہا خواجہ ممشاد
مہ کل صوفیاں خواجہ ابو اسحق رہبر ہے

ابی ابدال[11] احمد قدوۂ دین نبی الحق
جہان کا قطب خواجہ ناصر الدین[12] ہے یمبر

ہے خواجہ ناصر الدین[13] ابی یوسف غوث اسحاق
جو قطب الدین[14] ہے مودودی یم وحدت کا گوہر ہے

عہد کا خواجہ حاجی شریف[15] زندنی چشتی
جہان زہد میں قدوۂ اصحاب عارف وہ سرور ہے

جناب خواجہ عثمان[16] پیر ہروی چشتی
کرامت اور کشف باطنی کا مہر انور ہے

شہ خواجہ معین الدین[17] حسن چشتی اجمیری ہے
حبیب اللہ کا ہے اوسکو زیبا تخت و افسر ہے

لقب کاکی کا رکھتا ہے قتیل الفت جبار
وہ قطب الدین[18] دنیا ہے کہ اوس کا بخت یاور ہے

فرید الدین[19] مسعودی حریق الفت مولی
تمامی اولیا کا وہ بڑا سردار و افسر ہے

ہے اک یوسف ثانی ہوا محبوب الٰہی کا
نظام الدین[20] کے پرتو سے منور ماہ و اختر ہے

بزرگ عصر ہے خواجہ نصیر الدین[21] محمود اک
کہ روشن شہر دہلی میں چراغ اوسکا ہے گھر گھر ہے

کمال الدین[22] علامہ ہوا مشہور عالم میں
سراج الدین[23] قطب عالم خلاق داور ہے

ہے علم الحق والدین[24] ولی ملک تجرد و خود
جو ہے محمود[25] راجن شیخ وہ ان کا ہمسر ہے

جمال الدین حسن [٢٦] اور میاں شیخ حسن چشتی [٢٧]
یہی قطب زماں تھے ہر اک سے ایک بہتر ہے

میاں شیخ محمد [٢٨] اور حضرت شیخ یحییٰ [٢٩] کو
ہوئی خود قطبیت حاصل مدینہ میں اشتہر ہے

جناب شیخ رکن الدین [٣٠] احمد اور جمال الدین [٣١]
وہی خود قطبیت کا چمن ثانی غضنفر ہے

میاں شیخ حسام الدین [٣٢] محمد فرخ صوفی
وہ رکن الدین [٣٣] ثانی احمد مرسل کا دلبر ہے

رشید الدین [٣٤] مسعودی میاں لالا لکھا ہے
جو سارے قطب معشوقین حق کا ناز پرور ہے

میاں شیخ حسام الدین [٣٥] محمد فرخ کامل
گل خوبی ہے اوس کے گلشن عالم معطر ہے

ہمارا پیر و مرشد قطب اقطاب زماں الحق
میاں محمود [٣٦] گجراتی کہ ذات حق کا مظہر ہے

کریم الدین [٣٧] شاہ تارک الدنیا ہوئے عاشق
ترے وصل حقیقی کی اسے نعمت میسر ہے

ہوا اپنا خاتمہ بالخیر یا ہو اونکی حسرت سے
خدائی سب یہی ہے توحید کا رخ گستر ہے

یہ شجرہ خاندان چشت خاصان بہشتی کا
سمجھ اے عاشق چشتی ہمیشہ حفظ و از بر ہے

باتتبع صنعت الفاظ مساوی الاعداد مشتمل باسرار [illegible]

عاشق تو پوچھتا ہے کہ کہاں ہے اللہ — ہرگز نہ خدا کسی سے پنہاں واللہ

تو دیکھ نظر کر کے ہر اک شے میں ہر سو — ان صاف ہر شے میں ہے نمایاں ہے اللہ
۶۶ ۶۶

رباعی

یاں [illegible] ہی [illegible] — وحدت کے کلام سے ہی خالق آگاہ

ہر ذات [illegible] خلق الٰہی [illegible] — سب مخلوقات خود ظہور اللہ
۱۱ ۱۱

رباعی

عاشق ہمارے [illegible] خبر کہاں — معبود ہی کی ہستی سے کون کہاں پنہاں

[illegible] اگر تو دیکھ لو پنہاں نہیں [illegible] — آباد ہی جہان سے ہو اللہ ہی عیاں

رباعی

وحدت الوجود کی یہ رمز سربسر — مخلوق جو بنا ہی وہ ہی خالق بشر

عاشق سجان بندہ و رب ہے جدا جدا
خود صورت عبید میں مولیٰ ہی جلوہ گر
٨٦ ٨٦

رباعی

جو غیر سے بشر ایک ہوا ہی پیغمبر
وہ احمد بے میم ہی سب کا سرور
ای عاشق چشتی تو یقین کر دل سے
آیا ہی خدا بنکے وہی بسم بشر

رباعی

ای عاشق چشتی وہ تمہارا ہی سخن
انسان بنا سے وہ خدا سے عالم
کچھ فرق نہیں سمجھئے بشر کو اللہ
خود حق سے نمایاں ہی بنا ہے آدم

رباعی

ثابت ہی اک وجود ہمارے کلام سے
احمد کی ذات کب ہی خدا خاص عام سے
لولاک خود دلیل ہے عاشق تیرے صاف
ہی جلوہ گر انا م محمد کے نام سے
٩٢ ٩٢

رباعی

آدم سے پہلے برزخ کبریٰ جو بنگیا | ہے شکل احمدی سے بیان شان کبریا
عاشق جو جانتے ہیں اسے مظہر اتم | ہے واجب الوجود نبی میں چھپا ہوا

رباعی

عاشق نہیں لکھ سکتا ہے کچھ شرح وہی | ہر اندر میں وحدت کے ہے توحید کی بھی
کیا احمد و حیدر کو جدا کب ہے جدا ہے | رب میں نظر آتا ہے محمد بھی علی بھی

رباعی

جو دیکھ تو تراکون ہے آیا عاشق نادان | ہے شکل سے تیری ہی پیدا صورت جانان
سر اپنا جھکاتا ہے تو اب روبرو کس | موجود ہے سجدہ میں ترا آپ ہی یزدان

رباعی

اسلام و کفر کے نہیں کچھ فرق درمیان | دیر و حرم میں ایک ہوا راہی جہان جہان
تکفیر کر نہ عاشق حبشی کی لیکن تو | معبود مطلق اپنا ہے کفار میں بھی ہان

رباعی

اے برہمن ہو راہم کا آجنا یہ گزر — تیرے سے گلے میں شتہ و دین ہی یہ بسر
عاشق سے ہمکو ہو گیا معلوم ہے یہ راز — زنار سے رحیم ہمارا ہی جلوہ گر
۲۵۸ ۲۵۸

رباعی

شیخ عبدالقادر معشوق رب دو جہان — یوسف ثانی بنا ہی یہ شہنشاہ زمان
دیکھ غوث پاک سے اعدا کو عاشق ذرا — روے ذات مالک الملک آج ہی اوس سے عیان
۱۰۲۹ ۱۰۲۹

رباعی

حسن ذات مصطفیٰ کا ہو گیا جب دم فزود — اوّل اور آخر ہوے دو شاہد رب الودود
شاہ جیلان و نظام الدین کو عاشق کر ملک تذکرا — لفظ معشوقین سے حسن نبوت ہی نمود
۵۲۶ ۵۲۶

رباعی

قدرت حق کا جو کھاتے شیر — ہوگا عاشق وہ کب کسی سے زیر

ہستی لایزالی قادر ۸۶۱
بن کے آیا ہی خواجہ اجمیر ۱۲۶۹

رباعی

قصر اجمیر کی عظمت کا لکہون کیا بیان حال
آئے اوسکے روبرو ہر ایک کی کب ہی مجال
نام سے خواجہ معین الدین کے عاشق دیکھ لے
ہوگیا ہی آپ ظاہر ذوالجلال لایزال

رباعی

پیچ ہی سر معرفت ای عاشق الالقاب
اپنے مرشد ہی سے کہہ بیٹھے ہی پیدا کل شرب
معترض ہستیاں پر ہوگی شریعت کسطرح
صورت محمود مین ہی خود خدا مطلق اب ۴۹۷ ۴۹۷

رباعی

غنچہ وسے نماز نمایان ہی سربسر ۹۸ ۹۸
عاشق تو اپنے سر کو سجدہ مین یاد کر
زاہد سا سر جھکا کے نکر حمد غیر کی
ہی دیکھ سجدگاہ مین محمود جلوہ گر ۹۸ ۹۸

رباعی

بیان کر تو جو اسرار بطون ہے — کہ علم معرفت تجھہ مین فزون ہے

نہ بندہ جان عاشق پیر کو تو — میان محمود حق بیچگون ہے
۱۹۶ ۱۹۹

رباعی

خود تجلی خدا کا آئینہ محمود ہے — صاف ظاہر ہے کہ ظل کبریا محمود ہے

دیکھہ عاشق کب ہے مطلق شخص اپنے عکس ہے — سایۂ ایزد سے خود جلوہ نما محمود ہے
۹۶ ۹۸

رباعی

سخن ہے عاشق چشتی کا احسن — سمجھہ بھید اوس کا تو اے صاحب فن

ربوبیت سے ہے خود ظاہر خودی — انا کہنے مین کب اپنا ہے مُحسن
۶۲۰

رباعی

سمجھہ جا یہ بات عاشق چشتی کی مان لو — آواز پر ہر جرس کی کھولے اپنے کان کو

جبرئیل لیکے آتے ہین ہر ہر نفس جو وحی — اسرار دل سے صوت نکلتی ہے چپ سنو
۴۹۶ ۴۹۶

رباعی

صہبائے خون کو پی تو غم بو تراب میں | خوش فی الحقیقت ہے اپنے جگر کے کباب میں
پیئے شہد مے حرام ہے عاشق کبھی پی | ہاں خمر کب ہے شریک جمیع شراب میں
۶۲۶ ۶۲۶

رباعی

عاشق تمہارے دل کا لبالب ہے جام جم | مے بیخودی کی نوش کریں آپ دمبدم
زاہد کرے جو طعنہ کرامات سے ابھی | زمزم آ کے دیکھینگے ہاں جام مے میں ہم
۹۴ ۹۴

رباعی

رمز سن عاشق کامل کی تو اے مرد جلیس | نفس امارۂ انسان میں نہاں ہے ابلیس
یہ یقیں حضرت انسان سے جدا ہے شیطان | نفس آدم سے عیاں دیکھ ہے قلب ابلیس
۲۲۵ ۲۲۵

رباعی

اے عاشق چشتی اسے تحقیق سمجھ تو | بانی شر و خیر ہے خود آدم خوش خو

ابلیس اور انسان مین جدائی ہے نہین ہرگز
شیطان ہی ہے بجاتے ہین جو ہر دم نکو

ربایعی

عاشق بجا کے سن لے ذرا اپنے تن کی تی
تکریم کر سماع کی آداب دل سے تو
تجھہ مین سوا ے راگ کے اور کچھ نہین ہے شی
خود ذات مین کریم کی مخفی ہے سرود ہی

ربایعی

سازندہ و قوال کو ہر وقت بلا کر
طنبورہ و سارنگ دل سے بجا کر
ای عاشق چشتی تو سدا راگ سنا کر
رحمن سمایا ہے مزامیر مین آکر

ربایعی

رہ حقہ کشی مین تو نکر حق حق دیتی
ہر دم ترا منصور ہے کی عاشق مطلق
سن وہ کی زبان ہے ہین اگر گوش ہے صاف
قلیان سے ہر لحظہ نکلتا ہے انا الحق

سال اختتام کلام با تاریخی نام

بفضل خواجہ معین دین سے اب
ختم اپنا جو ہو گیا دیوان

لکھو عاشق قلم سے وحدت کے
ختم کا سن ضمیمہ عرفان
۱۱۲۶

قطعات تاریخ طبع ہوا ضمیمہ عرفان نتائج طبع نجیبہ سیر آلہ جناب ناظم سائین کریم اللہ عاشق صاحب دیوان

دیکھ اب دیوان میں مضمون سب شعر
شاعری کا کچھ نہیں بہتر شعر میں التزام

ہے یہ تیرا راستہ ملک حقیقت کا عجیب
منزل مقصود پر آ جلد اے عالی مقام

عشق میں اپنے بنا کر تارک الدنیا مجھے
کر دیا بدنام تو نے اے دل اب کیوں میرا نام

کہہ دیا جو کچھ کہ تو نے کہہ دیا میں نے بھی
سامنے عاجز ہے تیرے میری عقل اور فکر خام

میں کبھی بکتا ہوں کچھ الفاظ اور کبھی چپ ہوں
میں ہوں دیوانہ نہیں کچھ باتیں میری قیام

اے مسلمانو ہے میری صلح کل اس طرح کی
بن گیا ہندو بھی ہر اک آج میرا دل رام

ایسی ہی الست پہ ہر اک صاحب کو ہے ناز
اس طرح کا خلق میں جاری طریقہ ہے مدام

فہم پر اپنے ہی نازاں ہو یہ کب انصاف ہے ... حق وہ ہے جو ہو پسند صوفیان خاص و عام

شیخ اور زاہد کی مجھ سے ہو سکے خدمت کہاں ... عارف و صوفی کا ہوں میں کفش بردار و غلام

قدرداں ہیں میرے بھی اس شہر دکن میں بہت ... افتخار اور فخر سے لیتے ہیں جو میرا سلام

آج ہیں اس عصر میں معروف جو پیر بزرگ ... معتقد ہی ان کا ہوں میں اور وہ ہیں سب میرے امام

میں ہوں ان کا مدح خواں اور وہ ہیں میرے خیر خواہ ... مطلب دل ہو گیا ہے سب مرا یہاں اختتام

مذہب میں ہرگز منافق تھا نہ باطن مرا ... پاک ہے دل کو مرے مطلق نہیں غیبت سے کام

ہیں خرابات دکن میں صاف میخانے بہت ... بکتے ہیں ہر اک گلی میں بادۂ وحدت کے جام

شوق سے پیتے رہو توحید کی ایک شراب ... آنکھ کا ساغر نہ خالی ہو کبھی ہر صبح و شام

اس سے ہے شعر و سخن کو حفظ دل کر کے سدا ... ساقیا پڑھتے رہینگے ہر گھڑی میکش تمام

مطبع محبوب شاہی جو ہے اک بے مثل آج ... ہے نظام الملک کے الطاف سے خوب انتظام

چھپ گیا دیوان امیر خوشنما در صحت کے ساتھ ... مطبع صاحب کا میرے سر پہ ہے احسان دوام

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس دیوان کا
شہ کریم اللہ عاشق کا چھپا ہندی کلام
١٣٠٤ھ

ایضاً تاریخ عاشق در ١٣٠٤ھ

عرض ہے خدمت عالی میں ہر اک شخص کی
ہے مرے دیوان میں سب توحید کی گفتار پاک

دیکھ لے چشم بصیرت سے مرے دیوان کو
ہے مرے بحر سخن کا گوہر شہوار پاک

علم ظاہر سے جدا ہے معرفت کی گفتگو
خوب ہے نادر یہ مخفی حق کا ہے اسرار پاک

ہے شب تکفیر کو میری نہ جایز جان لے
مخبر صادق محمد کا ہو مومن دیندار پاک

چاہیے ہر اک مسلماں کو کہ سمجھے حرف حرف
قول اونکا ہے یہ جو ہیں حیدر کرار پاک

میں بھی اونکا خوشہ چیں ہوں گئے جو پہلے ہو
صفحۂ عالم پر اونکا ہے لکھا اظہار پاک

عارف کامل سے حل ہوگی مری ہر ایک رمز
ہے مرے عرفان کا قلزم زخار پاک

یادگار اپنا بنایا میں نے اس دیوان کو
ہے مری ہر اک غزل کا مطلع انوار پاک

طبع کی تاریخ لکھی شہ کریم اللہ نے
عاشق مجنوں کے اچھے چھپ گئے اشعار پاک
١٣٠٤ھ

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ ہجری

باغ وحدت میں ہی رہتا ہوں ہمیشہ نغمہ زن — گلشن توحید کا اچھا ہوں میں عندلیب

حضرت خواجہ معین الدین کا دوکاندار ہوں — میں ہوں تابع اونکا وہ ہیں عطر مطلق طبیب

ہی بہی لکھا تیے میں میرے کل حساب معرفت — دیکھو ورقونکو اولٹ کر سب ہے مضمون و لفظ عجیب

گرم بازاری جہاں میں ہی مرے عرفاں سخن — جمع ہیں میرے خریدار آج ہوں میں خوش نصیب

کفش بردار و نہیں ہوں میں وان اصلحاء عصر کے — عاشق صادق ہوں سب کا دل سے اور مرد غریب

مہربانی سے سماعت کیجئے میری غزل — جانیئے ہرگز نہ مجکو دور تم سے ہوں قریب

دوست ہیں شاہ و گدا یہاں اپنے بیگانے تمام — ہی جہاں سب خیرخواہ اپنا نہیں اک بھی رقیب

چھپ گیا دیوان مرا الطاف سے احباب کے — مطبع محبوب شاہی میں دکن کے ای حبیب

آج کی تاریخ لکھی شکر کریم اللہ نے

یہ چھپا ہے عاشق خواجہ کا دیوان عجیب

۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ ہجری

چھپ گیا دیوان عمدہ شہ کریم اللہ کا
کہتے ہیں دیکر یہ مژدہ مجھسے یوں احباب

موتیوں کی لڑ ہے اس دیوان کی ہر اک سطر
صفحہ اس کا ہے ہر اک توحید کا دریا عجب

جدول اسکی بن گئی ہے صاف خط استوا
نقطے شعر و نثر ہیں ایسے جیسے تارے دامن شب

اسطرح کیے ہیں دایرگول حرف نون کے
قرص ماہ و مہر کو نسبت بھلا ہو اس سے کب

کب کسی سے ہو بیان اوصاف اس دیوان کے
بند ہیں شیریں بیانی سخن کی سب کے لب

شاعری سے ملتی ہے کب عاشقی کی گفتگو
دیکھ لو اشعار پڑھکر مجھسے دیوانہ کا ڈھب

سال چھپنے کا لکھا شاہ کریم اللہ نے
عاشق خواجہ کا یہ دیوان ہوا طبع اب
۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ ہجری بلا توشیح

یہ دیوان چھپ گیا مانند خورشید
ہے روشن اس سے عرفان آئینہ دار

دہن سے اپنے جو نکلی ہیں باتیں
یہ سب ہیں معرفت کی صاف گفتار

وجود رب مین خود موجود ہو نہین
انا کا بھید ہے مجھ سے نمودار

نشان وحدت کا ہر اک کو ملا کب
شمار یک مین ہین مفقود دو چار

ازل سے عشق میرا ہے جو مجکو
ہمیشہ اپنا آپہی ہون طلب گار

کب آتی ہی دوئی میرے سخن مین
رہ توحید پر میری ہے رفتار

یہ وحدت کا سخن موزون ہوا ہے
موحد ہون مرے ہین پاک اشعار

اوٹھا پردہ جو سر باطنی کا
لکھی ہین مینے عیان سب رمز دلدار

لبالب ہی یہ میرا بحر عرفان
ہزارون ہی ہین اسمین در شہوار

چنو گل معرفت کے اس چمن سے
شگفتہ ہے طریقت کا یہ گلزار

تمام اشعار شعری سے ہین روشن
یہ کل دیوان کے مطلع ہین پرانوار

عجب ہین میرے دیوانمین مطالب
ادق مضمون ہین اسکے اور دشوار

شراب عشق سے یہ خم بھرا ہے
قدح پی پی کے تو ہو خوب سرشار

کلام عاشق خواجہ ہے صادق	اسے پڑھ سدق ہے ای مرد دیندار
ہے عاشق یہ موشیہ عمر سال	یہ ہے مفتاح قفل گنج اسرار
	۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ھ ہجری

یم توحید سے نکلے ہین موتی	یہ سب گوہر ہین نادر لوٹئے جلد
پر کھتے ہو جو عرفان کے گھر تم	در مضمون خاطر لوٹئے جلد
کریم اللہ شاہ بے نوا کا	خزانہ ہے یہ حاضر لوٹئے جلد
معین الدین کی دیگ معرفت کی	یہ سب نعمت ہی ظاہر لوٹئے جلد
لکھا عاشق نے سال طبع دیوان	تصوف کے جواہر لوٹئے جلد
	۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ھ ہجری

فضل سے خواجہ معین الدین کے جب	طبع مطبع مین یہ دیوان ہوگیا
شہ کریم اللہ نے لکھا یہ سال	عاشق چشتی کا دیوان بھی چھپا
	۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۴ ہجری

چھپا جبکہ عاشق یہ دیوان تمہارا — کھلے ہین حقیقت کے ابواب سب پر

کریم اللہ اسطرح سال اسکا لکھو — کشادہ تصوف کے دلچسپ ہین در ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۴ ہجری

ہو الظاہر خدا نے جو کہا ہے — اوسیکی رمز کے یہ سب ہین اشعار

چھپا دیوان تو عاشق نے لکھا سال — خدا کا یہ کھلا ہے عین اسرار ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۴ ہجری

رخ اپنا دیکھئے اس آئینہ مین — ہے شخص و عکس کی ایکہی نشانی

لکھا عاشق نے سال طبع دیوان — یہ ہے مرآۃ اسرار معانی ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۴ ہجری

یہ دیوان ہی مصباح بزم سخن — مضامین اسکے ہین سب دلفریب

کہا طبع دیوان کا عاشق نے سال	یہ شمع طریقت لگی ہے عجیب ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ سنہ ہجری

عشق کی مے سے بھرا ہی یہ سخن	مست ہیں پیکر ہاے یار جلیس
طبع دیوان کا لکھا عاشق نے سال	بادۂ عرفان کا یہ خم ہے نفیس ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ سنہ ہجری

طلاطم ہے جو دریاے سخن کو	عجب ذات وصفت کا بحر ہی یہ
لکھا عاشق نے سال طبع دیوان	رموز معرفت کا بحر ہی یہ ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ سنہ ہجری

پڑھا ہو پیر کامل سے اس کے مسائل	چھپا ہے یہ نادر طریقت کا فتویٰ
لکھی کلک عاشق نے تاریخ اسکی	یہ ہے اصطلاح حقیقت کا فتویٰ ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ سنہ ہجری

سیان محمود کے فضل و کرم سے	چھپا ہی عاشق خواجہ کا دیوان
کریم اللہ نے سن اس کا لکھا	یہی سے ہے نسخۂ توحید سبحان ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۳۰۴ھ ہجری بہ صنعت صوری و معنوی

چھپ گیا جس گھڑی مرا دیوان	دی مری طبع نے یہ مجھکو نوید
لکھد و سن صوری معنوی عاشق	تیرہ سو سال پر ہین چار فرید ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق و الا در ۱۳۰۴ھ ہجری بہ صنعت حروف بے نقط

ہر گہ کہ مہر وار کلام طلوع کرد	در ہر سطور کلک رسا کرد کار روح
مصرع سال در دل و الا در آمدہ	اردو کلام ملہم اسرار دار روح ۱۳۰۴

ایضاً ہر یک مصرع مادۂ تاریخ عاشق در سنہ ہجری و فصلی و سکہ و سمت و عیسوی

یہ ہے اصل نور حقیقت کا گلزار ۱۳۰۴	[illegible]	بہار اسکی ہے رنگ افروز وحدت ۱۲۹۶
لکھی اسکی عاشق نے پاکیزہ تاریخ ۱۹۴۳	[illegible]	کھلا ہے یہ زیبندہ باغ طریقت ۱۸۸۶

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

حقیقت کے موزون ہیں اشعار اسکے
یہ دیوان ہے تفسیر فرقان مطلق

لکھا کلک عاشق نے اس کا فصلی
چھپا ہے طریقت کا قرآن مطلق
۱۲۹۶ ف

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

جبکہ یہ دیوان مرا چھپ گیا
کہنے لگا مجھ سے ہر اک اہل فن

سن کہو فصلی کا کریم اللہ اب
عاشق جان باز کا ہے یہ سخن
۱۲۹۶ ف

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

لگا لیجے لب سے جام سخن کو
بھری ہے تصوف کی مے اس میں اچھی

لکھا طبع کا سال عاشق نے فصلی
یہ ہے اصل بھٹی حقیقت کی مے کی
۱۲۹۶ ف

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی و ہجری بصنعت فوق النقط

کن نظر نسخۂ تصوف را
کہ رقم کرد کلک ذرِ نظم

گفت عاشق دو سال مصرع در	سنہ منظوم ۱۲۹۶ و سلک در نظم ۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۲۵۶ یزدجردی

یزدجردی کا جو سن تھا درکار	بولی اس طرح مری طبع رسا
سال یوں لکھو کریم اللہ شاہ	سخن عاشق جہاں بار چھپا ۱۲۵۶

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۸۸۶ عیسوی

یہی مژدہ ہے سارے چشتیوں کو	ہے خوش خواجہ معین الدین حسن آج
چھپا ہے عاشق صادق کا دیوان	یہ ہے مقبول طبع مرد و زن آج
غزل توحید کی گا کر سناؤ	سبھی لے عندلیبان چمن آج
نہ ہیں بیتے صرف حمد و نعت لکھی	ہیں سب اس میں وصف ذات پنجتن آج
یہ چھپ کر نسخہ وحدت کا تحفہ	ہوا منظور رب ذوالمنن آج
سنی تیری غزل تو صاف ہم نے	کہا عاشق ترا دیوانہ پن آج

تصوف سے بھرے ہیں شعر سارے — پڑھیں کیونکر نہ اسکو اہل فن آج

جو گائیں شعر یہ دیر و حرم میں — سنیں گے دل سے شیخ و برہمن آج

ہی مشہور اک جو یہاں مطبوع شاہی — مبارک مطبع ملک دکن آج

وہاں اچھا چھپا دیوان اپنا — ہے دار الطبع معروف زمن آج

کہا عاشق نے اچھا عیسوی سال — حقایق کا چھپا ہے خوش سخن آج ۱۸۸۶

ایضاً تاریخ عاشق ۱۸۸۶ عیسوی

چلو بلبلو عشق ہے تمکو گر — ہے یہاں پھلا اک طریقت کا باغ

سنو نغمۂ قمری خوش بیان — ہے وحدت میں صفا اوسکی کثرت کا باغ

ہے توحید کا رنگ سب اوس جگہ — بھرا انجمن سے ہی خلوت کا باغ

ملو یار سے اپنے جا کر وہاں — ہی معشوق و عاشق کے وصلت کا باغ

سنو مطربوں سے یہ غزلیں تمام — لگا ہے یہاں ہاتھ جنت کا باغ

کہو عاشق اب عیسوی اسال — کھلا ہے مسیح حقیقت کا باغ
۱۸۸۶

ایضاً تاریخ عاشق ۱۳۰۴ھ سکہ بصنعت فوق النقط

خوشا سال فوق النقط کا ہوا نظم — نہ کس طرح عاشق ہو منظور دلخواہ

سنو عارفو یاد ہو سکہ کا نادر — گلستان حدیث شگفتہ ہوا دا
۱۳۰۴

ایضاً تاریخ عاشق ۱۹۴۳ سمت

یہ گلدستہ چہپ کر جو نکلا جہاں میں — زمانہ میں پہیلی ہی خوابِ گل کی نکہت

لکہا سال سمت کا عاشق نے اچھا — شگفتہ ہے گلزار رمز حقیقت
۱۹۴۳

قطعہ تاریخ طبع دیوان گنجینۂ عرفان از نتائج طبع نگین شاعر بینظیر روشن ضمیر جناب حافظ محمد منیر الدین صاحب المتخلص منیر خلف حضرت علامہ محی الدین صاحب جماعہ المغفور و خلیفہ حضرت قبلہ عالم و عالمیان قطب اقطاب زمان محمود میان صاحب قبلہ مد ظلہ العالی آبائی احمد گجراتی شاہپوری

حضرت عاشق صاحب دل نے — خوب توحید میں دیوان لکھا

درج ہی اوس مین وہ مضمون بلند | کسی شاعر کو نہ سوجہا ہو گا
ہے کلام انکا نہایت شیرین | جس سے ملتا ہی ہر اک دلکو مزا
صاف معنی ہین عیان لفظون سے | ہین ہر اک لفظ مین معنی صدہا
کیسے معنی کہ وہ ہین آئینہ | شکل وحدت نظر آئے بخدا
نقطہ ہر اک ثمر تازہ ہے | ذائقہ اہل بصیرت کو ملا
پہول وحدت کے اسے کہتے ہین | رنگ و خوشبو مین یہ گل ہی یکتا
اور ہی تہی روش فکر نیاز | طرز ہے انکی طبیعت کی جدا
فخر یہ وہ تہے یہ ہین محمودی | رنگ اون سے ہہین ملتا انکا
طبع کا سال جو لکہنے کے لیئے | طبع رنگین سے ارادہ باندہا
مجہہ سے بیساختہ رضوان نے کہا | شجر گلشن عرفان کہا ۱۳۰۴

قطعۂ تاریخ طبع دیوان عاشق خواجہ جگناتہ ارمان از فکر گہربار شاعر یکتا مورخ بی ہمتا

جناب میر تراب علی صبا المتخلص بہ زور ملازم سرکار متعین دفتر خزانہ عامرہ مرید خاص

حضرت قبلۂ عالم و عالمیان حضرت مولانا محمود میان صاحب چشتی احمد آبادی گجراتی

کرد تصنیف کریم اللہ شاہ
نسخہ نادر و نایاب زمن

گنج اسرار ہو اللہ ذاتش
ہمچو خورشید دل او روشن

ہمچنان صوفی صاحب باطن
راست گویم کہ نباشد بدکن

ہمہ دیوان تصوف آمیز
چون نباشد بہ جہان مستحسن

سال طبعش زدم ای زور رقم
کاشف راز تصوف احسن
۱۳۰۴

ایضاً تاریخ جناب زور صاحب

دیوان تکو چو طبع فرمود
روشن شدہ نام خواجہ عاشق

تاریخ بزور گفت ہاتف
مطبوع کلام خواجہ عاشق
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان معدن عرفان از فکر اسعد بندہ پرہیزگار جناب باری

حضرت غلام محمد صاحب صمد نائب تعلقہ دار سررشتہ آبکاری خلف الصدق جناب
مقبل بارگاہ صمد حضرت حسن محمد صاحب مرحوم و مغفور ساکن محلہ ترپ بازار

شہ کریم اللہ عاشق مرشد والا صفات
شاہ ابراہیم سا یہ تارک الدنیا ہوا

نام ادہم کا سنا تھا اسکو دیکھا آنکھ سے
یہ بڑی ہمت کا کام اس عصر مین اسنے کیا

سب کمالات جہان ہین جمع اسکی ذات مین
ہی محبت زیرک اور اسکی طبیعت ہے رسا

ہی بڑا ثابت قدم یہ مرد میدان جہان
فقر کے ہاتھون سے اچھی کو سبقت لےگیا

آگیا جس کام پر پورا کیا اوس کام کو
ہی برابر اسکی ہر اک ابتدا اور انتہا

خاص و عام آتے ہین اسکے پاس لیکر اپنے کام
ہی زمانہ مین یہ ساری خلق کا حاجت روا

صرف اوقات اسکی ہے ریاضت پر مدام
کچھ کسی کے ہاتھ سے لیتا نہین ہے یہ گدا

ہی خلیق ایسا مرا یہ مرشد آگاہ دل
چاہتا ہی اوسکو ہر اک صاحب صدق و صفا

حضرت محمود کا ہے یہ خلیفہ منتخب
سب مرید و معتقدین بھی شیفتہ ہی اک نوا

فیض سے خواجہ معین الدین چشتی کے تمام — علم اس نے مرشد کامل کا حاصل کر لیا
کیا کروں توصیف اسکی ہے یہ مشہور جہاں — جانتا ہی اسکو عالم میں ہر اک چھوٹا بڑا
لکھدیا دیوان اسنے معرفت کا اسطرح — دیکھ لو عرفان کا دریا اسنے کوزہ میں بھرا
اسکے فیضان سخن سے ہوگا حاصل سبکو فیض — ہی کلام اسکا ہر اک اسرار ذات کبریا
خوش عقیدت سے لکھی ہی میں نے تاریخ اسکی خوب — یار ہے ہمراہ دیوان یادگار اپنا سدا
بندگان حق میں ہوں میں اک محمد کا غلام — ہی نیاز اب مجکو درویشوں سے ہر صبح و مسا
آبکاری کا تعلقدار ہے میرا صدر — صدر نائب ہوں میں اوسکا ہی یہ خدمت کا پتا
تھا حسن بھی اور محمد نام جس کا خلق میں — اوس حسن کا بیٹا ہوں میں چھوٹا عارفونکا خاک پا
اس نشان سے دوستان قدرداں جانیں مجھے — گھر ترنب بازار میں مشہور عالم ہی مرا
سال اسکی طبع کا تم سن لو مجھسے فی البدیہہ — چھپ گیا پاکیزہ دیوان مرشد بے مثیل کا
۱۳۰۴

قطعہ تاریخ طبع دیوان مخزن عرفان از نتیجۂ فکر سخنور فہیم و صاحب طبع مستقیم و حکمت پناہ

وحقایق و معارف آگاہ حضرت حکیم محمد عبد القادر شاہ صاحب خلیفہ ارشد جناب مردان
رب المعبود مولانا موجود شاہ صاحب چشتی نظامی قادری نقشبندی امروہوی

مرشد پاک ہے شہ کریم اللہ
ہے یہ مشہور عاشق والا

ہے عجب اس کی ذات برکات
ومنا اس سے صفت کا ہو گیا

ہے یہ صوفی و عارف بے مثل
سارا سچا ہے حال و قال اس کا

اس طرح کا فقیر صاف بیان
میں نے ہرگز کہیں نہیں دیکھا

مجھکو حاصل ہے جو کہ مرشد سے
اس کی باتوں سے سب ہے بھید کھلا

قدر دان کون ہے زمانہ میں
فرد یہ منتخب ہے خود اس جا

آنکھ کس کو ہے اسکو دیکھے آج
مہر ہے اس کے روبرو ذرا

اس نے کی اسکے ہاتھ پر بیعت
اختر اس کے نصیب کا چمکا

اس کے تحقیق ہیں یہ سب ارشاد
پڑھ کے دیوان خوب میں سمجھا

چشم انصاف سے ذرا دیکھو
ہر سخن میں ہے اس کے اک نکتا

مجھہ میں نفسانیت نہیں بالکل
اس لیے راست ہے سخن میرا

ہی عروج و نزول ذات و صفات
اس کے اشعار کا بیان سارا

عالم ظاہر اسکو کب سے سمجھے
معنی ہر لفظ کی ہے در پردا

منتہی اپنے علم میں جو یہ ہے
ہی یہہ خواجہ معین دین کی عطا

ہے قلندریہ صوفیہ مشرب
یہہ نہیں ہے مشایخ و ملا

شاہ محمود کے مریدوں میں
ہی یہہ نامی فقیر بے ہمتا

اس کا دیوان کیوں نہو مشہور
ہے یہہ مقبول حضرت خواجا

لکھی تاریخ طبع قادر نے
سخن صدق سر حق کا چھپا
۱۳۰۴

قطعہ تاریخ طبع دیوان قلزم عرفان از صاحب سحر ساحران و خوش گفتار و سر دفتر شعرا کہنہ مشق مہین و سخنور فہیم ذہین حضرت محمد غیاث الدین صاحب صید آ

فرزند جناب فلاطون جہان حکیم الحکما محمد مولانا صاحب حکیم محکمہ جات سرکار عالی

مطبع مین چھپا حضرت عاشق کا یہ دیوان	خورشید سا کرنے لگا ہر شخص نظارہ
تاریخ لکھو طبع کی اس طرح غیاثا ب	عرفان کا یہ چمکا ہے دل انگیز ستارہ ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بحر عرفان از افکار گہربار بختہ سنج و نکتہ دان خفی و جلی و صاحب سخن دان و سخنور حضرت محمد کاظم علی صاحب تحصیلدار المتخلص بہ ہنر فرزند جناب ارسطو زمان حکیم الحکما محمد مولانا صاحب حکیم محکمہ جات سرکار عالی

چھپا معرفت کا جو دیوان آج	ہی عاشق کی اس سے عیان شان قدس
ہنر نے لکھا طبع دیوان کا سال	چمکتا ہی یہ مہر عرفان قدس ۱۳۰۴ھ

ایضاً قطعہ تاریخ ہنر صاحب موصوف

لامع ہی مثل برق عاشق کا کلام	دیوان ہی گرم خوش صفت کا یہ مہر
تاریخ طبع یون ہنر نے لکھی	نکلا افلاک معرفت کا یہ مہر ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان تفسیر قرآن از نتایج طبع مستقیم و مرد فہیم میاں محمد عبد الرحیم صاحب صاحبزادہ حضرت حقیقت پناہ و معرفت دستگاہ جناب فیض مآب شاہ کریم اللہ صاحب چشتی نظامی محمودی مدظلہ العالی

پیر میرے جو ہیں کریم اللہ — اون کے مرشد ہیں خواجہ ممشاد
شاہ اجمیر سے نصیر تلک — ہیں یہی بےمثال پنج افراد
فیض سے ان کے ہو گئے روشن — دکن اور ہند کے تمام بلاد
خواجہ چشت کے جو عاشق ہیں — میرے والد ہیں یہ بزرگ نہاد
طبع اون کے جو ہو گئے اشعار — ہیں یہ سارے وظائف و اوراد
ناظرو ہی یہ مصحف عرفان — راتدن اسکو دل سے کیجیے یاد
عرض عبدالرحیم کیجیے سال — ہے یہ دیوان مخزن ارشاد
١٣٠٠ھ

ایضاً تاریخ میاں محمد عبد الرحیم صاحب موصوف

جو عاشق ہیں صادق مرے قبلہ گاہ
یہ پاکیزہ خوب اونکا دیوان چھپا

کرو عرض سال اس کا عبد الرحیم
عجب یہہ خزینہ ہی ارشاد کا ١٣٠٨

ایضاً تاریخ میاں محمد عبد الرحیم صاحب موصوف

چھپ گیا ہے کلام عاشق کا
سخن ان کا شنیدنی ہی یہہ

کیا ہی شیرین سخن ہے حضرت کا
لذت اسکی چشیدنی ہی یہہ

معرفت کا چمن شگفتہ ہے
گل تصوف کا چیدنی ہی یہہ

مژدہ اے عارفان پاک سرشت
آج دیوان خریدنی ہی یہہ

سال عبد الرحیم نے لکھا
تحفہ جنت دیدنی ہی یہہ ١٣٠٨

ایضاً تاریخ میاں محمد عبد الرحیم صاحب موصوف

کرو حفظ دل اسکو اے میاں جو
یہ غزلین ہیں سب مقبل خواجگان

کہا مجھ سے تاریخ حسن ملت کا
یہ دیوان ہی نغمہ جان جان ١٣٠٨

قطعہ تاریخ طبع دیوان فیض عنوان حضرت شاہ کریم اللہ عاشق چشتی در دو بحر عروض اول در بحر سریع مطوی موقوف یا مکسوف یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلن و دوم در بحر رمل مسدس مقصور یا محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلن نیز مادۂ تاریخ در صنعت فوق النقط تصنیف جناب میر کاظم علیخان صاحب المتخلص بہ شعلہ خلف الصدق حضرت اوستاد اکمل و سخندان بے بدل فرد فرید یعنی جناب میر احمد علیخان صاحب شہید دہلوی طاب ثراہ

عاشق چشتی کریم اللہ شہ	جلوہ گر آمد دل او ہمچو مہ
گفت چو دیوان لسبتر معرفت	گشت از او مقبل خلق و آلہ
نسخہ عرفان حق او ز درقم	او شہ عرفان صفی نیک رہ
نغمہ ہو گشت از و آشکار	آمدہ در حلقہ وجدیہ شہ
شعلہ خوش این مصرع تاریخ گفت	نسخہ اسرار ہو اللہ ہمہ
	۱۳۰۴

یہ غزل حضرت عاشق صاحب دام اسرارہم کی بعد طبع دیوان
ہذا کے حاصل ہوی اس لئے آخر مین درج کتاب کی گئی

کنت کنزاً مخفیا سے یہ بیان پیدا ہوا | جسم مین محمود کے خود جان جان پیدا ہوا
شان مین آیا ہی جسکے صاف لولاک لما | وہ شہنشاہ زمین و آسمان پیدا ہوا
نقطہ سر وجود و علم اور نور و شہود | عشق بنکر دائرہ کے درمیان پیدا ہوا
کھلگئی مجھپر حقیقت سے محمد کی یہ رمز | ذات سے محمود کی سارا جہان پیدا ہوا
شش جہت کے آئینون مین عکس ہی جس شخص کا | خود مکین کی شکل ہین لامکان پیدا ہوا
تخم ہستی سے جو نکلے بنکے ہم اولے شجر | گلشن اعیان کا اپنے باغبان پیدا ہوا
دیکھلو محمود کی ہی خود محمد کی شبیہ | آج پھر احمد سے ہندوستان پیدا ہوا
بنگیا واجب سے ممکن عشق ہین جس کا وجود | وہ وجود بے نشان خود بانشان پیدا ہوا
صورت سبحان وہا کی بنکے تفصیل آگئی | تھا جو باطن ہین وہی ظاہر مین یہان پیدا ہوا

گنج مخفی مین صدا بیت و جسکی سنتے تھے ‏— خود زبان بنکر وہ یا رب بے زبان پیدا ہوا

اپنی اولٹی پتلیون سے دیکھ لو اس کا مقام ‏— اب تصور کا ہمارے دیدہ بان پیدا ہوا

ہر نفس آتی ہی کانون مین جو آواز جرس ‏— آج گہر آتی امیر کاروان پیدا ہوا

آگیا چون چرا مین گنج مخفی سے جو بہیان ‏— سر ذات بیچگون کا رمزدان پیدا ہوا

سر باطن کی حقیقت پوچھئے اس پیر سے ‏— یہ بیان محمود اچھا غیب دان پیدا ہوا

شہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے نور سے ‏— چشتیو اپنا چراغ دودمان پیدا ہوا

کیون نہ روشن ہو شبستان کمال الدین کا آج ‏— اون کے گھر مین آفتاب خاندان پیدا ہوا

عاشق خواجہ معین الدین مبارک ہو تجھے

پیر تیرا نور چشم خواجگان پیدا ہوا

تمت

خاتمۃ الطبع

بعون اللہ حضرت بیچون بالتفضل جناب سید احمد بیگ سہیم صاحب

ولالک طفیل خواجہ کون ومکان اعنی خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری ہندالولی عطائے رسول

شہنشاہ اقلیم ہندوستان یہ دیوان گنجینۂ عرفان بتاریخ غرہ شہر ربیع الاول ۱۳۰۴ سنہ ہجری نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مطابق اکتیسویں بماہ سنہ ۱۲۹۶ فصلی موافق چھبیسویں نومبر سنہ ۱۸۸۶

کو مطبع نامی گرامی معروف بہ مطبع محبوب شاہی میں باہتمام محمد حبیب الرحمن بن محمد خلیل الرحمن بلدہی

حسب الطلب فقیر محمد میر شجاعت صاحب و بہ بذل صاحب اہلکار سرکار مطبع سے زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر

منظور نظر حضرات صوفی کرام سخن سنجان ہوا و دوان صفا بارگاہ کے دلدادوں راہروان الٰہی کے گلستان

زبان کو ہمیشہ سرسبز وشاداب رکھے آمین یارب العالمین ۔ محمد خلیل الرحمن

تمام شد